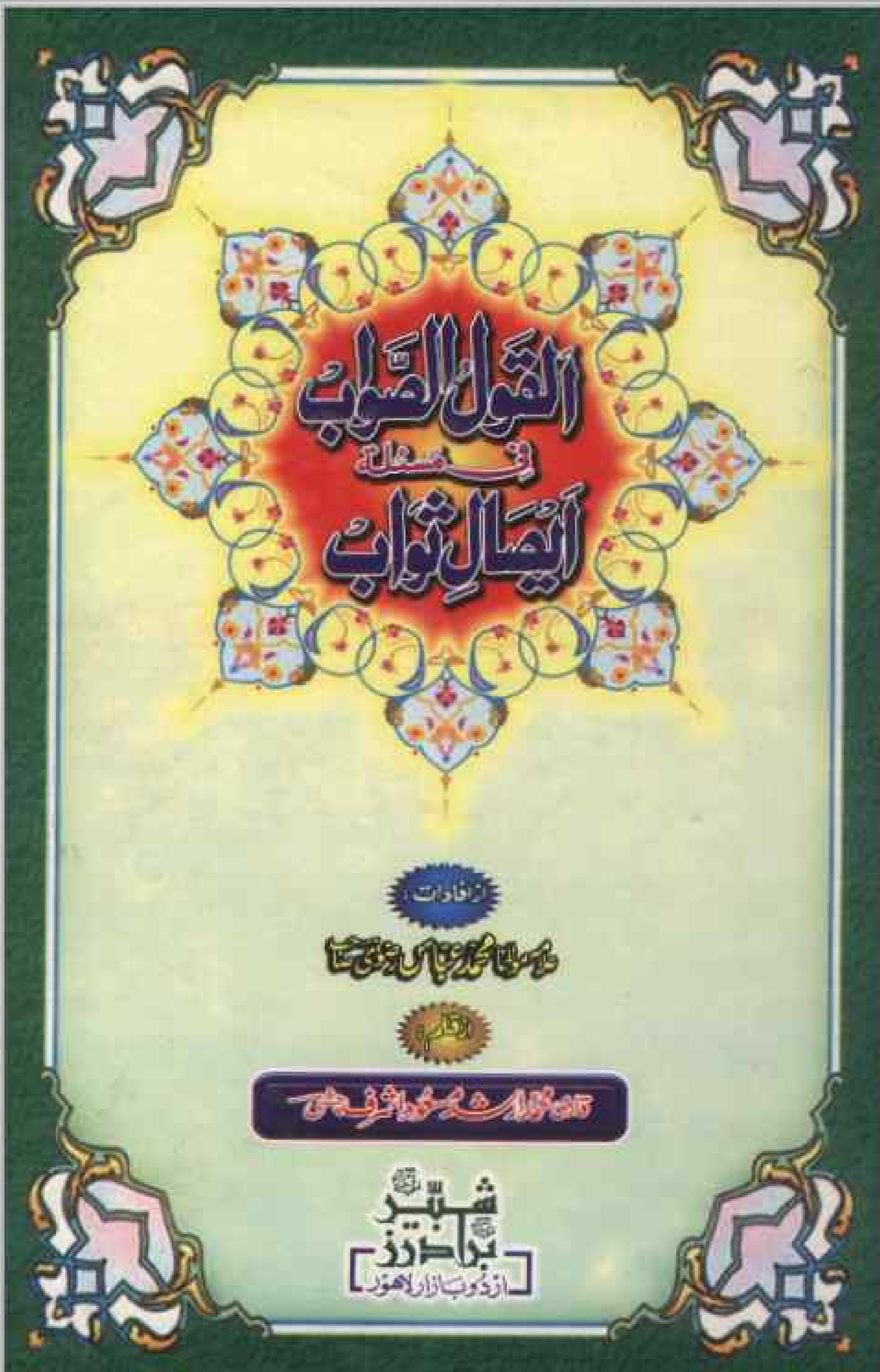
Al-Qol-us-Sawab Fee Masla Eesal-e-Sawab

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi



انتساب

مفسر قرآن و مفکر اسلام محسن ملک و ملت و عظیم سیرت نگار

ضیاء الامت جسٹس پیر **محمد کرم شاہ** الازھری نور اللہ مرقدہ

جن کے

فیضان کرم نے کتنے بے مایہ قطروں کو سمندر کی سی وسعت دی اور جن کی ایک ادنیٰ نگاہ التفات نے بے شمار ذروں کو گوہر انمول بنا دیا۔

اور ان کی عظیم یادگار

جامعہ محمدیہ غوثیہ والکلیۃ الغوثیۃ للبنات بھیرہ شریف

اور صاحبزادہ والاشان **پیر محمد امین الحسنات شاہ** مدظلہ العالی

کی خدمت میں جو عصر حاضر میں مسلمانان عالم کیلئے علم و فضل اور رشد و ہدایت کا مینارہ ہیں۔

(قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی)

مضمون	صفحہ نمبر
انتساب	
تقریظ: مفتی محمد خان قادری صاحب	
تقریظ: مولانا خان محمد قادری صاحب	
تقریظ: مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف قادری صاحب	
حرف آغاز	۱
فرمان خدا کہ مسلمان پہلوں کیلئے دعا کرتے ہیں۔	۳
صدقہ جاریہ۔ علم نافع اور نیک اولاد کی دعا سے فائدہ	۴
امام نووی فرماتے ہیں۔	۶
ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔	۷
ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔	۱۲
شوکانی لکھتے ہیں۔	
حدیث نمبر (۲)	۱۳
حدیث نمبر (۳)	۱۴
دعاء سے میت کو فائدہ پہنچنا	۱۵
ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔	

مضمون	صفحہ نمبر
حدیث نمبر (۴۔۵)	۱۶
دعا میت کیلئے بلندی درجات کا ذریعہ ہے۔	۱۷
قبر میں میت دعا کی منتظر ہوتی ہے۔	۱۸
زندوں کے کھانے پینے کی طرح مردہ دعا کا محتاج ہوتا ہے۔	۲۰
تعزیت کے دنوں میں بیٹھنا اور مردہ کیلئے دعا	
حدیث نمبر (۹)	۲۱
صحابہ کا بعد از جنازہ دعا کرنا	
نبی اکرم ﷺ کا اہل بقیع کیلئے بحکم خدا دعا کرنا	
حدیث نمبر (۱۲)	۲۳
اولاد کی دعا والدین کیلئے اجابت والی دعا ہوتی ہے۔	
حدیث نمبر (۱۴)	۲۴
حکم نبوی ﷺ نجاشی کیلئے دعا کرو	
صحابہ کا قبل از جنازہ دعا کرنا	۲۵
مومنین کی دعا سے گناہوں کا ختم ہونا	۲۶

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔
فوت شدہ والدین کیلئے دعا کرنا۔ ۲۷
واجب اور دعا کرنا مومنین کیلئے سنت نوح
علیہ السلام بھی ہے۔
شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں۔
ابراہیم علیہ السلام کی بھی سنت ہے۔ ۲۸
فرشتے بھی مومنین کیلئے دعا کرتے ہیں۔ ۲۹
ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔
مردہ کو صدقہ کا ثواب پہنچتا اور نفع دیتا ہے۔ ۳۲
اجماع امت اور امام نووی ۳۳
اجماع امت اور ابن قیم الجوزیہ
ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن اور اجماع
حدیث نمبر ۱۹ ۳۳
ماں کی طرف سے پانی کا صدقہ ۳۴
ماں کی طرف سے باغ کا صدقہ ۳۶
صدقہ نورانی تھال میں رکھ کر مردے پر ۳۷
پیش کیا جاتا ہے۔
والدین کی طرف سے قربانی یا صدقہ ۳۸
کرنے والے کو پورا ثواب ملے گا۔
جو صدقہ کرنا چاہے والدین کی طرف سے کرے۔ ۳۹
ایصال ثواب صرف اہل ایمان کیلئے ۴۰
حدیث نمبر (۲۶) ۴۱
جس کیلئے صدقہ کیا جائے اس کی قبر میں ۴۲
آگ بجھ جاتی ہے۔
مردے کو روزوں کا ثواب بھی ملتا ہے۔ ۴۳
حدیث نمبر (۲۹)
ابن تیمیہ لکھتے ہیں ۴۴
ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔ ۴۶
روزوں کا کفارہ میت کی طرف سے ۴۸
حدیث نمبر (۳۱)
میت کی نذر پوری کرنا ۴۹
میت کی طرف سے روزہ و حج ۵۰
میت کی طرف سے روزے کے متعلق اقوال ۵۱
والدین کی طرف سے حج کرنے والا قیامت ۵۲
کے دن نیکوں کے ساتھ اٹھے گا۔
میت کی طرف سے حج کرنے والا دوزخ
سے بری لکھا جائے گا۔
والدین کی طرف سے حج کرنے والے کا
حج قبول کیا جائے گا۔ اور ان کو اللہ کے ۵۳
نزدیک نیک لکھا جائے گا۔
حدیث نمبر (۳۸)
حدیث نمبر (۳۹) ۵۴
جس نے حج نہ کیا اس کے مرنے کے بعد
اس کی طرف سے حج کرنا
حدیث نمبر (۴۱_۴۲) ۵۵

میت کی طرف سے حج کی نذر پوری کرنا ۵۶
فوت شدہ بہن کی طرف سے حج کرنا ۵۷
افضل ترین صلہ رحمی میت کی طرف سے حج کرنا ۵۷
ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔ ۵۸
بوڑھے باپ کی طرف سے حج کرنا ۶۱
سیدنا ثابت ابی المعانی لکھتے ہیں۔ ۶۲
تسبیح، ذکر اور تلاوت سے میت کو فائدہ ۶۳
شرح امام نووی ۶۵
قبر پر شاخ رکھنے والی حدیث سے علامہ سندھی کا استدلال ۶۶
امام قرطبی اور بعض علماء کا استدلال ۶۷
اسلاف کی وصیتیں ۶۸
سیدنا بریدہ اور ابو العالیہ کی وصیت ۶۹
قبر پر ذکر خدا کرنے سے قبر کا کشادہ ہونا
قبرستان سے گزرنے والے کیلئے ثواب ہی ثواب ۷۰
جن کو تلاوت کا ثواب کیا گیا وہ کرنے والے کی قیامت کو شفاعت کریں گے ۷۱
قبرستان میں تلاوت کرنے کی وجہ سے گنہگاروں کے عذاب میں تخفیف ۷۲
حدیث نمبر (۵۳) ۷۳
امام قرطبی فرماتے ہیں۔ ۷۴
ابن تیمیہ اور ابن قیم لکھتے ہیں۔
امام نووی فرماتے ہیں ۷۵
میت کی طرف سے کھانا کھلانا
مردوں کو نیک ہمسایوں سے فائدہ پہنچنا ۷۶
فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کا حکم
ملا علی قاری اور علامہ زرکشی فرماتے ہیں۔
ابو طالب محمد بن علی اور ابن عبداللہ فرماتے ہیں ۷۷
فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ ۷۹
شاہ ولی اللہ اور خفاجی فرماتے ہیں۔ ۸۰
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
اہل علم کے عمل کرنے سے بھی ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ ۸۱
مولوی عبدالستار نے لکھا۔ ۸۳
ایصال ثواب عند المتقدمین والموخرین ۸۴
ام المومنین سیدہ عائشہ اور امام حسن وحسین رضوان اللہ علیہم کا عمل
طریقہ انصار اور امام طاؤس کا قول ۸۵

امام احمد کا فرمان اور قرات علی القبور پر رجوع ۸۶

امام شافعی اور مالک بن دینار کا قول و عمل ۸۸

مسلمانوں کا اکٹھا ہو کر مردہ کے لئے تلاوت کرنا۔ ۸۹

امام ابن قدامہ اور اجماع ۹۰

حماد مکی کا قول اور امام خیثم کی وصیت ۹۰

امام ابن الصلاح اور امام قرطبی کا قول ۹۱

امام سیوطی اور امام نووی کا قول ۹۲

انسان نیک عمل کا ثواب دوسرے کو ایصال ثواب کر سکتا ہے صاحب ہدایہ اور شوکانی لکھتے ہیں۔ ۹۳

شاہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں ۹۴

علامہ ثناء اللہ پانی پتی اور جمہور کا قول ۹۵

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا قول

علامہ محمد جعفر بن عبد الکریم سندھی فرماتے ہیں۔ ۹۶

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تیجہ اور قرآن خوانی ۹۷

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں ۹۸

رشید احمد گنگوہی اور اسماعیل دہلوی اور فاتحہ مروجہ ۹۹

اشرف علی تھانوی کا عمل ۱۰۰

شاہ رفیع الدین کے بیرہ کا قول

ابن الحموی کا قول بقلم شوکانی محمد بن اسماعیل ۱۰۱

میر نذیر حسین ثناء اللہ وغیرہم

فتاویٰ علمائے حدیث سے اقتباس ۱۰۳

فتاویٰ عبد الحی سے اقتباس ۱۰۸

فتاویٰ برکاتیہ سے اقتباس ۱۰۹

نواب صدیق حسن اور ختم خواجگان

دوسرا طریقہ ۱۱۱

ختم مجدد الف ثانی

ختم قادریہ ۱۱۲

ختم دفع شر

ختم برائے میت ۱۱۳

محمد بن علی حقی النازلی لکھتے ہیں

مانعین ایصال ثواب پر ابن تیمیہ ابن قیم اور محمد بن اسماعیل کے فتوے ۱۱۶

نواب وحید الزمان کا فتویٰ ۱۱۷

فقہ محمد یکاں سے اقتباس ۱۱۸

حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح سے اقتباس ۱۱۹

ملا علی قاری فرماتے ہیں

امام نووی اور مولوی عبد الجبار غزنوی کا فتویٰ ۱۲۰

کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا ۱۲۳
کھانے پر قرآن پڑھنا باعث برکت ہے ۱۲۴
حدیث نمبر (۳-۴) ۱۲۵
حدیث نمبر (۵) ۱۲۷
حدیث نمبر (۶) ۱۲۹
ایصال ثواب کیلئے دن مقرر کرنا ۱۳۰
حدیث نمبر (۱) ۱۳۱
حدیث نمبر (۲-۳) ۱۳۲
حدیث نمبر (۴-۵)
حدیث نمبر (۶-۷) ۱۳۳
حدیث نمبر (۸-۹) ۱۳۴
حدیث نمبر (۱۰) ۱۳۵
اعتراض نمبر (۱) ۱۳۶
جواب
اعتراض نمبر (۱) کے تحت ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ ۱۳۹
مانعین و معترضین کا ایک اور اعتراض ۱۵۴
اہل کا معنی لغت سے ۱۵۵
اہل کا معنی اہل تفاسیر کی نظر میں
تفسیر کبیر
انوار التنزیل و روح البیان ۱۵۶
ابی سعود جلالین مظہری ۱۵۷
جامع البیان فی تفسیر القرآن
ابن عباس، در منثور، تفسیر القرآن العظیم ۱۵۸
بحر المحیط، خازن ۱۵۹
مدارک، روح المعانی، معالم التنزیل ۱۶۰
کمالین، جامع البیان
ابن کثیر، احکام القرآن ۱۶۱
مفردات القرآن، قرطبی ۱۶۴
صفوة التفاسیر، حسینی، فارسی ۱۶۵
ترجمہ شاہ ولی اللہ، موضح القرآن
مواہب الرحمٰن، عثمانی، روفی ۱۶۶
فتح البیان، درس قرآن تفسیرات الاحمدیہ ۱۶۸
تفسیر ضیاء القرآن ۱۶۹
مزید حوالہ جات ۱۸۰
کسی چیز کی نسبت کسی کی طرف کرنا ۱۸۱
احادیث کی روشنی حدیث نمبر (۱-۲)
حدیث نمبر (۳) ۱۸۲
حدیث نمبر (۴-۵) ۱۸۳
حدیث نمبر (۶-۷) ۱۸۴
حدیث نمبر (۸-۹) ۱۸۵

حدیث نمبر (۱۰۔۱۱) ۱۸۶
حدیث نمبر (۱۲) ۱۸۷
حدیث نمبر (۱۳) ۱۸۸
حدیث نمبر (۱۴۔۱۵) ۱۸۹
حدیث نمبر (۱۶) ۱۹۰
حدیث نمبر (۱۷) ۱۹۱
اہل کا معانی محدثین اور فقہا کی نظر میں ۱۹۲
امام نووی فرماتے ہیں۔
شارح بخاری علامہ عینی فرماتے ہیں ۱۹۳
تاج الجامع کی عبارت
امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔
امام ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔ ۱۹۵
فتاوی عالمگیری میں ہے
شاہ ولی محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ ۱۹۶
امام ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں۔
مخالفین کی نظر میں ۱۹۷
مولوی وحید الزمان نے لکھا۔
مولوی عبدالحی نے لکھا
شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں ۱۹۹
شاہ رفیع الدین کا قول
فتاوی دارالعلوم دیوبند سے اقتباس ۲۲۰
مولوی خرم علی بلہوری نے لکھا ۲۰۱
فہرست ماخوزیات ۲۰۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

تمام حمد وثناء کے لائق وہ ذات برحق ہے جس کی رحمت کا کوئی ٹھکانہ نہیں اور جس کا فرمان عام ہے

لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا.

مجھے ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں (رنجھائی) میں ایک پروگرام پر برادرم جناب قاری محمد عابد صاحب وقاری عبدالستار صاحب کے حکم کے تحت جانے کا اتفاق ہوا جو صرف کسی کے ایصال ثواب کے لیے منعقد کیا گیا تھا پروگرام کے بعد برادرم قاری عابد صاحب نے حکم فرمایا کہ میں اس موضوع پر کچھ نہ کچھ لکھوں لیکن میں اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی علم سے ہمیشہ خائف رہا مگر چندور چندان کے اصرار پر آخر ہمت کر کے قدم رکھا اور سمجھ لیا کہ السعی منی والاتمام من الله اور حسن اتفاق کہ میں نے ابھی پچاس صفحات ہی لکھے تھے کہ استاد مکرم مناظر اسلام وارث علوم سید المرسلین عالم باعمل صوفی باصفاء حضرت علامہ محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی کا ایک پروگرام موضع حبیب آباد (پتوکی) اسی موضوع پر تھا کہ آپ نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے مجھے بھی ساتھ چلنے کا حکم فرمایا وہاں آپ نے جو لیکچر دیا اس کے نوٹس آپ نے مجھے عطا فرمائے اور فرمایا کہ میں اس کو ایک کتاب کی شکل دوں کیونکہ میرا پروگرام آخر سو صفحات تک کا تھا اور خوش قسمتی سے دوبارہ محترم جناب پیر سردار احمد صاحب قادری مدظلہ العالی نے اسی موضوع پر اعتراضات کے جوابات اور وما اهل به لغير الله پر لیکچر

دینے کی آپ کو دعوت دی تو اس موضوع کی تیاری کے وقت بھی میں آپ کے پاس اکثر حاضر رہتا تھا جس کی وجہ سے مزید مواد میسر آیا حقیقت تو یہی ہے کہ میں صرف ایک ترتیب دینے والا ہوں ورنہ یہ کتاب بھی آپ ہی کی طرف سے ہدیہ قارئین ہے۔ باقی میں قارئین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں ایک انسان ہوں اور الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اگر کسی مقام پر کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو دامن کرم سے اسے مخفی فرما کر زبان طعن دراز نہ فرمائیں بلکہ بندہ ناچیز کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں اور اور اگر اس میں کوئی بھلائی پائیں تو وہ خدا کی طرف سے ہے تو اس بھلائی کی وجہ سے میرے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا مجھے ہدایت اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔ اور خدائے لم یزل عز وجل سے دعا گو ہوں کہ وہ احباب جنہوں نے میری راہبری اور معاونت فرمائی خدا ان کو اجر عظیم عطا فرمائے خصوصا حضرت علامہ مولانا مفتی پیر محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری صاحب، پروفیسر ابرار حسین ساقی صاحب، حضرت علامہ غلام مرتضےٰ ساقی صاحب استاذ الحفاظ حافظ خضر حیات صاحب اور رانا نعیم اللہ خان صاحب وغیرہم۔

اور خدائے بزرگ و برتر اس حقیری کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین۔

قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ خُلَفَائِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ عِتْرَتِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْن۔

اَمَّا بَعْد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْا مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ۔

(پ ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۰)

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں میں بغض اہل ایمان کیلئے اے ہمارے رب بے شک تو رؤف رحیم ہے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پہلے گزرے ہوئے مسلمان بھائیوں کیلئے دعا کرنا یعنی مغفرت طلب کرنا حکم خالق ارض وسماء ہے اور اس سے فوت شدہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے جیسا کہ علماء، فقہاء، محدثین اور آئمہ تفاسیر کا اجماع ہے جیسا کہ ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔

اِنَّھَا تَنْتَفِعُ مِنْ سَعْیِ الْاَحْیَاءِ بِاَمْرَیْنِ مُجْمَعٌ عَلَیْھَا بَیْنَ اَھْلِ السُّنَّۃِ مِنَ الْفُقَھَاءِ وَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ وَالتَّفْسِیْرِ۔ (کتاب الروح صفحہ ۲۹۷)

یعنی اس پر فقہاء محدثین اور اہل تفاسیر کا اتفاق ہے کہ مردوں کو زندوں سے دو صورتوں میں نفع پہنچتا ہے

نمبر (۱) مَا تَسَبَّبَ اِلَيْهِ الْمَيِّتُ فِیْ حَيَاتِهٖ.

یعنی وہ صورت جس میں مردہ حالت حیات میں سبب تھا۔

نمبر (۲) دُعَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ لَهٗ وَ اِسْتِغْفَارِهِمْ وَالصَّدَقَةُ وَالْحَجُّ

دوسری صورت یہ کہ کوئی مسلمانوں میں سے اس کیلئے دعا و استغفار کرے اور صدقہ کرے اور حج کرے۔ (کتاب الروح ایضاً)

اور حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی احادیث سے بھی یہ ثابت ہے۔

صدقہ جاریہ علم نافع اور نیک اولاد کی دعا سے فائدہ

حدیث نمبر (۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل منقطع نہیں ہوتے۔ صدقہ جاریہ۔ علم نافع اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے

(اخرجہ المسلم فی الصحیح کتاب الوصیۃ ۱ /۴۱ و احمد فی مسندہ ۲ /۳۷۲ برقم ۸۸۳۱ و نسائی فی المجتبی کتاب الوصایا ۲ /۱۲۳ و ترمذی فی الجامع کتاب الاحکام ۱ /۲۵۶ و ابو داؤد فی السنن کتاب الوصایا ۲ /۴۲)

والبیھقی فی السنن الکبریٰ ۲۷۸/۶ و فی الشعب الایمان ۲۴۷/۳ برقم ۳۴۴۷ وابو یعلی فی مسندہ ۳۴۳/۱۱ برقم ۶۳۵۷ و بغوی فی شرح السنۃ ۳۰۰/۱ برقم ۱۳۹ والدولابی فی الکنی والاسماء ۱۹۰/۱ وابن عبدالبرفی جامع البیان العلم و فضلہ ۱۷/۱ و ابن حبان فی الصحیح ۹/۶ برقم ۳۰۰۵ و ابن ابی الدنیا فی کتاب العیال ۹۸ برقم ۴۴۳ والطبرانی فی کتاب الدعاء ۱۳۸۶/۳ ۔ ۱۳۸۹ والاصبھانی فی الترغیب والترھیب ۲۸۰/۱ برقم ۴۴۳ والدیلمی فی فردوس الاخبار ۲۴۹/۱ برقم ۱۱۱۲ والبخاری فی الادب المفرد ۳۰ برقم ۳۸.

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد انسان کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے لیکن تین عمل ایسے ہیں جو مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں اوران پر میت کوثواب ملتا رہتا ہے۔

نمبر(۱) صدقہ جاریہ!

جیسے کوئی مسلمان کسی راستے میں پانی کی سبیل یا نل لگوا کر فوت ہوا جب تک لوگ اس سے پانی حاصل کرتے رہیں گے اس کوثواب ملتا رہیگا اسی طرح کوئی مسجد تعمیر کرا کر چل بسا تو جب تک وہ مسجد قائم رہے گی اور لوگ اس میں نماز وغیرہ پڑھتے رہیں گے اس کو مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچتا رہے گا اور اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔

نمبر(۲) علم نافع!

یعنی جو لوگوں کو ایسا علم سکھا کر دار فانی کو چھوڑ گیا جس سے ان کو دین میں نفع حاصل ہو یا کوئی ایسی علمی کتاب لکھ کر اس دنیا سے رخصت ہوا تو جب تک لوگ اس علم یا

کتاب سے نفع حاصل کرتے رہیں گے اس کو ثواب پہنچتا رہے گا۔

نمبر (۳) نیک اولاد!

کیونکہ اولاد کی اچھی تربیت میں والدین کا خاصا عمل دخل ہوتا ہے اس لیے جب اولاد نیک کام کرے گی یا اس کے لیے دعا کرے گی تو اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

امام نووی فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَی الْحَدِیْثِ اِنَّ عَمَلَ الْمَیِّتِ یَنْقَطِعُ بِمَوْتِہٖ وَ یَنْقَطِعُ تَجَدُّدُ الثَّوَابِ لَہٗ اِلَّا فِیْ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءِ الثَّلٰثَۃِ لِکَوْنِہٖ کَانَ سَبَبَھَا فَاِنَّ الْوَلَدَ مِنْ کَسْبِہٖ وَ کَذٰلِکَ الْعِلْمُ الَّذِیْ خَلَّفَہٗ مِنْ تَعْلِیْمٍ اَوْ تَصْنِیْفٍ وَّ کَذٰلِکَ الصَّدَقَۃُ الْجَارِیَۃُ۔

علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب مسلمان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور نیا ثواب اس کو حاصل نہیں ہوتا مگر ان تین چیزوں کا کیونکہ میت ان کا سبب ہوتی ہے اولاد تو اس کی کمائی ہے اور اسی طرح وہ علم جس کو پیچھے چھوڑ گیا تعلیم ہو یا تصنیف اور اسی طرح صدقہ جاریہ

(مسلم مع نووی ۴۱/۲)

اور مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

اِنَّ الدُّعَاءَ یَصِلُ ثَوَابُہٗ اِلَی الْمَیِّتِ وَ کَذٰلِکَ الصَّدَقَۃُ وَھُمَا مُجْمَعٌ عَلَیْھِمَا۔

بے شک دعا کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اسی طرح صدقہ کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اور ان دونوں کے ثواب کے پہنچنے پر اجماع ہے۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ

(السبب الرابع) اَلدَّافِعُ لِلعِقَاب. دُعَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلْمُؤْمِنِ مِثْل صَلَاتِهِمْ عَلَى جَنَازَتِهِ فَعَنْ عَائِشَة وَ انس بْن مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَة'' كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلَى جَنَازَتِهِ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ. رَوَاهُمَا مُسْلِم.

چوتھا سبب: سزا کو دفع کرنے والا مومنین کا مومن کے لیے دعا کرنا اور مثال اس کی ان کی نماز پڑھنا اس کے جنازہ پر۔

پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اور انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان میت پر سو مسلمانوں کی جماعت نماز جنازہ پڑھے اور اللہ تعالی سے اس کی شفاعت کرے تو اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول ہوتی ہے[1] اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

[1] اخرجه المسلم في الصحيح ۱/۳۰۸ و نسائي ۱/۲۲۸ و في السنن الكبرى ۱/۳۳۷ و احمد في مسنده ۲/۲۰۲ و ابن المنذر في الاوسط ۵/۳۹۷ و البيهقي في السنن الكبرى ۳/۳۰ و الديلمي في فردوس الاخبار ۳/۳۲۹ و ابن ابي شيبة في المصنف ۳/۳۲۱ و ابو يعلى في مسنده ۷/۳۶۳ و الحميدي في مسنده ۱/۱۰۹ و عبد الرزاق في المصنف ۳/۵۲۷ و الترمذي ۱/۳۰۰ و الطيالسي في مسنده ۲۱۳.

وَهٰذَا دُعَاءٌ لَهٗ بَعْدَ الْمَوْتِ فَلَا
يَجُوْزُ اَنْ تُحْمَلَ الْمَغْفِرَةُ عَلَى
الْمُؤْمِنِ التَّقِي الَّذِي اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ
كُفِّرَتْ عَنْهُ الصَّغَائِرُ وَحْدَهٗ. فَاِنَّ
ذَالِكَ مَغْفُوْرٌ" لَهٗ عِنْدَ الْمُتَنَازِعِيْنَ.
فَعُلِمَ اَنَّ هٰذَا الدُّعَاءَ مِنْ اَسْبَابِ
الْمَغْفِرَةِ لِلْمَيِّتِ.

(السبب الخامس) مَا يُعْمَلُ
لِلْمَيِّتِ مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ كَالصَّدَقَةِ وَ
نَحْوِهَا فَاِنَّ هٰذَا يَنْتَفِعُ بِهٖ بِنُصُوْصِ
السُّنَّةِ الصَّحِيْحَةِ الصَّرِيْحَةِ وَ اِتِّفَاقِ
الْاَئِمَّةِ وَ كَذَالِكَ الْعِتْقُ" وَالْحَجُّ بَلْ
قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ اَنَّهٗ
قَالَ. مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ" صَامَ
عَنْهُ وَلِيُّهٗ وَ ثَبَتَ مِثْلُ ذَالِكَ فِي

کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو فوت ہو جائے
اور اس کے جنازے کی چالیس ایسے آدمی
نماز پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک
نہ کرتے ہوں مگر ان کی شفاعت قبول فرمائی
جاتی ہے ۲۔ ان دونوں کو مسلم نے روایت
کیا اور یہ اس کے لیے دعا ہے مرنے کے
بعد۔ یہ جائز نہیں کہ اس کو حمل کیا جائے
صرف ایسے متقی مومن کے ساتھ جو کبائر
سے بچتا ہو اور صرف اس سے صغیرہ گناہ
معاف ہوں پس وہ اس سے بخشا جائے گا
دونوں گروہوں کے نزدیک پس معلوم ہوا
کہ یہ دعا میت کے مغفرت کے اسباب
میں سے ہے۔

پانچواں سبب ! میت کے لیے جو نیکی کے
اعمال کیے جاتے ہیں جیسا کہ صدقہ وغیرہ

(۲ مسلم ۱/۳۰۸ و ابو داؤد ۲/۹۶ و ابن ماجہ ۱۰۷ و بغوی فی شرح
السنۃ ۵/۳۸۱ و طبرانی فی الکبیر ۱۱/۳۲۳ و البیھقی فی السنن الکبری
۳/۳۰ و معرفۃ السنن الآثار ۳/۱۷۳ و ابن ابی شیبۃ فی المصنف ۳/۳۲۲.

الصَّحِيْحِ مِنْ صَوْمِ النَّذْرِ مِنْ وُجُوْهٍ
أُخْرٰى وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّعَارِضَ هٰذَا
بِقَوْلِهٖ (وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا
سَعٰى) لِوَجْهَيْنِ (احدهما) اَنَّهٗ قَدْ
ثَبَتَ بِالنُّصُوْصِ الْمُتَوَاتِرَةِ وَ اِجْمَاعِ
سَلَفِ الْاُمَّةِ اَنَّ الْمُؤْمِنَ يَنْتَفِعُ بِمَا
لَيْسَ مِنْ سَعْيِهٖ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ وَ
اِسْتِغْفَارِهِمْ لَهٗ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (
اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا) الْآيَةَ وَ
دُعَاءِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَ
اسْتِغْفَارِهِمْ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى. وَ
صَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ
وَ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ (وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ
يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا
يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ
الرَّسُوْلِ) وَ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ.
(وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

پس وہ اس سے نفع حاصل کرتا ہے صحیح صریح
سنت کی نصوص اور اتفاق آئمہ کے ساتھ اور
ایسے ہی اس کی طرف سے غلام آزاد کرنا
اور حج کرنا بلکہ صحیحین میں یہ حدیث ثابت
ہے کہ بے شک رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو
مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا
ولی اس کی طرف سے روزے رکھے اور نذر
کے روزے میں صحیح بخاری میں دیگر اسناد
کے ساتھ بھی یہ ثابت ہے اور یہ جائز نہیں
ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قول وان لیس
للانسان الا ما سعی سے متعارض ہو
اس کی دو وجوہات ہیں۔
بے شک نصوص متواترہ اور اجماع امت
سے ثابت ہے کہ مومن نفع حاصل کرتا ہے
اس سے جو اس کی اپنی کوشش نہیں ہے جیسا
کہ فرشتوں کی دعا اور اس کے لیے ان کا
استغفار جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور وہ
جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں
اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی

والمؤمنات) وكدعاء المصلين للميت ولمن زار قبره من المؤمنين.

(الثاني) ان الآية ليست في ظاهرها الا انه ليس له الا سعيه وهذا حق فانه لايملك ولا يستحق الا سعي نفسه واما سعي غيره فلا يملكه ولا يستحقه لكن هذا لا يمنع ان ينفعه الله ويرحمه به. كما انه دائما يرحم عباده باسباب خارجة عن مقدورهم وهو سبحانه بحكمته ورحمته يرحم العباد باسباب يفعلها العباد ليثيب اولئك على تلك الاسباب. فيرحم الجميع كما في الحديث الصحيح عنه ﷺ انه قال (مامن رجل يدعو لاخيه بدعوة الا وكل الله به ملكا كلما

بولتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اور انبیاء اور مومنین کی دعا اور استغفار کرنا اس کے لیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اسے اللہ تعالیٰ سے نزدیکی اور رسول اللہ ﷺ سے دعا لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قول اور اے محبوب ﷺ اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور جیسے نماز جنازہ پڑھنے والوں کی میت کے لیے دعا اور جو مومن اس کی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔

دوم: اور بے شک آیت کا ظاہر تو یہی ہے کہ اس کے لیے اسی کی کوشش ہے اور یہ صحیح ہے کیونکہ نہ وہ مالک ہے اور نہ ہی مستحق ہے مگر اپنی کوشش کا اور کسی دوسرے کی کوشش کا

دَعَا لِأَخِيهِ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ. آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ وَ كَمَا ثَبَتَ عَنْهُ ﷺ فِي الصَّحِيحِ أَنَّهُ قَالَ. مَنْ صَلَّ عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ" وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانُ. أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ فَهُوَ قَدْ يُرْحَمُ الْمُصَلِّي عَلَى الْمَيِّتِ بِدُعَائِهِ لَهُ وَ يُرْحَمُ الْمَيِّتُ أَيْضًا بِدُعَاءِ هَذَا الْحَيِّ لَهُ. (فتاوی ابن تیمیہ ۷/ ۴۹۸ تا ۵۰۰)

وہ مالک نہیں ہے اور نہ ہی اس کا مستحق ہے لیکن یہ منع نہیں کرتا کہ اللہ اس کو نفع دے یا اس کے ساتھ رحم فرمائے جیسا کہ ہمیشہ وہ اپنے بندوں پر ان کے مقدور سے اسباب خارجیہ کے ساتھ رحم فرماتا ہے ۔اور یہ اس کی حکمت اور رحمت کے ساتھ ہے کہ وہ بندوں پر رحم فرماتا ہے کہ اسباب کے ساتھ جن کو بندے کرتے ہیں ان کو ان اسباب پر ثواب عطا فرماتا ہے پس وہ تمام پر رحم فرماتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی شخص جب اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے پس جب وہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو موکل فرشتہ اس کی دعا پر آمین اور تیرے لیے اسی کی مثل ہو کہتا ہے اور جیسا کہ آپ ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی کی نماز جنازہ پڑھی اور دفن کرنے تک ساتھ گیا

اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے اور ان دونوں میں سے چھوٹا قیراط جبل احد کی مثل ہے پس اس کا میت پر نماز پڑھنا اور اس کے لیے دعا کرنا اس پر رحم کا سبب ہے اور میت کے لیے بھی اس زندہ کی دعا کے سبب رحمت ہوتی ہے۔

ابن قیم الجوز یہ لکھتے ہیں:

فَاسْتِثْنَاء هٰذِهِ الثَّلَاثَ مِن عَمَلِهِ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهَا مِنْهُ فَاِنَّهُ هُوَ الَّذِي تَسَبَّبَ اِلَيْهَا. (کتاب الروح ۲۹۸)

پس ان تین عملوں کا استثنا بتا رہا ہے کہ یہ مرنے والے کے ہی عمل ہیں کیونکہ وہی ان کا سبب بنا تھا۔

شوکانی صاحبِ نیل الاوطار لکھتے ہیں

فِيهِ دَلِيلٌ " عَلٰى اَنَّ ثَوَابَ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ لَا يَنْقَطِعُ بِالْمَوْتِ قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَى الْحَدِيثِ اِنَّ عَمَلَ الْمَيِّتِ يَنْقَطِعُ بِمَوْتِهِ وَ يَنْقَطِعُ تَجَدُّدُ الثَّوَابِ لَهُ اِلَّا فِي هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ الثَّلَاثَةِ لِكَوْنِهِ كَاسِبَهَا. فَاِنَّ الْوَلَدَ مِنْ

اس میں یہ دلیل ہے کہ موت کی وجہ سے ان تینوں عملوں کا ثواب منقطع نہیں ہوتا۔ علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بے شک موت کے ساتھ تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور مرنے والے کو کوئی نیا ثواب نہیں ملتا مگر ان تین اشیاء کے کیونکہ وہ ان کا

كَسْبِهٖ وَكَذَا مَا يَخْلُفُهٗ مِنَ الْعِلْمِ كَالتَّصْنِيفِ وَالتَّعْلِيمِ وَكَذَا الصَّدَقَةُ الْجَارِيَةُ وَهِىَ الْوَقْفُ وَفِيهِ الْاِرْشَادُ اِلٰى فَضِيلَةِ الصَّدَقَةِ الْجَارِيَةِ وَالْعِلْمِ الَّذِى يَبْقٰى بَعْدَ مَوْتِ صَاحِبِهٖ وَالزَّوْجِ الَّذِى هُوَ سَبَبُ حُدُوثِ الْاَوْلَادِ.

کرنے والا ہے پس اولاد اس کا کسب ہے اور اسی طرح علم جس کو وہ چھوڑ گیا جیسے تصنیف اور تعلیم اور اسی طرح صدقہ جاریہ جو وقف ہے۔ اور اس ارشاد میں فضیلت ہے صدقہ جاریہ اور اس علم کی جو اس کے مرنے کے بعد باقی رہا اور شادی جو اولاد کے ہونے کا سبب ہے۔

(نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ۶/۲۳)

پس معلوم ہوا کہ جو کوئی نیک کام کا سبب ہو تو اس نیک کام کے کرنے والوں کے بدلے میں بھی اس کو نفع حاصل ہوتا ہے جیسا کہ فرمان آقا دو جہاں ﷺ ہے۔

حدیث نمبر (2)

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُورِهِمْ شَىْءٌ.

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی اسلام میں (نیک طریقہ) اچھا رواج ڈالے گا اس کا ثواب اس کو ملے گا اور اس کے بعد تمام عمل کرنے والوں کا ثواب بھی اسے ملے گا جو اس نیک کام کو کریں گے ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں کی جائے گی۔

(اخرجه المسلم فی الصحیح کتاب الزکوة ۱/ ۳۲۷ والنسائی فی المجتبی ۱/ ۱۹۱ و ابن ماجه فی السنن ۱۸ و احمد فی مسنده ۳/ ۶۲ ، ۳۵۷ برقم ۱۹۳۶۹ والحمیدی فی مسنده ۲/ ۳۵۳ برقم ۸۰۵ و الطبرانی فی الکبیر ۲/ ۳۱۵، ۳۲۹ برقم ۲۳۱۳، ۲۳۷۲، ۲۳۷۴ و عبدالرزاق فی المصنف ۱۱/ ۲۶۶ برقم ۲۱۰۴۳ و ابن ابی شیبة فی المصنف ۳/ ۱۰۹ والبیهقی فی شعب الایمان ۵/ ۱۷ و فی السنن الکبری ۳/ ۱۷۵ والترمذی فی الجامع کتاب العلم ۲/ ۹۴ والطیالسی فی مسنده ۹۳ برقم ۶۷۰ والبغوی فی شرح السنة ۲/ ۱۹۰ برقم ۱۲۷۱ و ابن حبان فی الصحیح ۲/ ۱۳۰ برقم ۳۲۹۷ و ابن عبدالبر فی التمهید ۲۴/ ۳۲۷)

تو معلوم ہوا کہ اچھی تربیت سے جو اولاد پروان چڑھے گی اور نیک کام کرے گی تو اس کے والدین کو بھی اچھی تربیت کرنے کے بدلہ میں ثواب ملے گا اور اس کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

حدیث نمبر (۳)

عَنْ ابي هُرَيرَة قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْماً عَلَّمَهٗ وَ نَشَرَهٗ اَوْ وَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ اَوْ مُصْحَفًا وَّرَّثَهٗ اَوْ مَسجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِابْنِ سَبِيلٍ بَنَاهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی وفات کے بعد جن اعمال صالحہ اور نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے وہ یہ ہیں: وہ علم جو اس نے سیکھا اور اس کو عام کیا یا اولاد صالح جو چھوڑ گیا یا میراث میں قرآن مجید

اَوْ نَهرًا اَكْرَاهُ' اَوْ صَدَقَةً اَخْرَاجَهَا مِنْ مَّالِهٖ فِىْ صِحَّتِهٖ وَ حَيَاتِهٖ تَلْحَقُهُ' مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ.

(اخرجه ابن ماجه فی السنن ۲۲ و ابن خزیمه فی الصحیح ۱۲۱/۴ والاصبهانی فی الترغیب و الترهیب ۱/۱۹۶)

چھوڑ گیا یا مسجد بنا گیا یا مسافر خانہ بنا گیا یا نہر جاری کر گیا یا صدقہ وخیرات جو اس نے اپنی زندگی اور حالت صحت میں کیا تو اس کو مرنے کے بعد بھی ان کا ثواب پہنچتا رہے گا۔

دعا سے میت کو فائدہ پہنچنا قرآن واحادیث کی روشنی میں

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (پ ۲۸ سورہ حشر آیت ۱۰)

اور وہ جو انکے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں

فَاَثْنَى اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِمْ بِاسْتِغْفَارِ هِمْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ قَبْلَهُمْ. فَدَلَّ عَلٰى اَنْتِفَاعِهِمْ بِاسْتِغْفَارِ الْاَحْيَاءِ.

(کتاب الروح ۲۹۹)

یعنی اللہ سبحانہ نے پہلے مومنوں کے حق میں دعائیں مانگنے والوں کی تعریف کی پس معلوم ہوا کہ مردوں کو زندوں کی دعاؤں سے فائدہ پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر (۴)

عَنْ ابی هُرَیْرۃ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْ لَہُ الدُّعاءَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو اس کے لیے خلوص سے دعا کرو۔

(اخرجہ ابو داؤد فی السنن کتاب الجنائز ۲/ ۴۵۶ وابن ماجہ فی السنن باب الجنائز ۱۰۹ و ابن حبان فی الصحیح ۱/ ۳۱ برقم ۳۰۲۵ والبیہقی فی السنن الکبری ۴/ ۳۰ والفاسی فی کتاب الاحکام ۲/ ۲۳۹، ۴۵ ۱۵)

حدیث نمبر (۵)

عَنْ عُثمان بْن عَفَّان قَالَ. کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذا فرغَ مِنْ دَفْنِ المَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْہِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِاَخِیْکُمْ وَ اسْئَلُوْا لَہٗ بِالتَّثْبِیْتِ فَاِنَّہٗ الْاٰنَ یُسْئَلُ.

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ میت کے دفن سے جب فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے ثابت قدمی کی دعا مانگو اس لیے کہ اب اس سے سوال ہو رہا ہے۔

(اخرجہ ابو داؤد فی السنن کتاب الجنائز ۲/ ۴۵۹ و حاکم فی المستدرک ۱/ ۳۷۰ و بغوی فی شرح السنۃ ۵/ ۴۱۸ وابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ ۱۹۲ والمتقی الہندی فی کنز العمال ۱۵/ ۵۵۷ برقم ۴۲۱۹۰، ۱۵/ ۲۰۱ برقم ۴۲۳۸۸ و احمد فی الزھد ۱۶۰)

حدیث نمبر ۴ سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اسکی نماز جنازہ اور بعد میں تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ خلوص سے اس کی بخشش کے لیے دعا کریں کیونکہ انکی دعا اس کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے اسی لیے اسلام میں نماز جنازہ کو رکھا گیا کہ لوگ اپنے مسلمان بھائی کے لیے دعا کریں۔

حدیث نمبر ۵ سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد قبر پر دعا مانگنا بھی سنت ہے اور میت کی ثابت قدمی کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ مگر بعض لوگ جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو بھی بدعت کہتے ہیں اور یہ ہی لوگ ایصال ثواب کے بھی قائل نہیں ہیں حالانکہ اس حدیث سے دونوں چیزوں یعنی دعا بعد از نماز جنازہ اور ایصال ثواب یعنی زندوں سے مردوں کو فائدہ پہنچنا ثابت ہو رہا ہے۔

دعا میت کے لئے بلندی درجات کا ذریعہ ہے۔

حدیث نمبر (۶)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لیرفع الدرجۃ للعبد الصالح فی الجنۃ فیقول یا رب انی لی ھذہ فیقول باستغفار ولدک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی جنت میں کسی نیک آدمی کے درجات بلند کرتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے اے میرے رب میرا درجہ کیسے بلند ہوا تو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے نے تیرے لئے استغفار کی ہے۔

(اخرجہ البخاری فی الادب المفرد ۳۰ برقم ۳۶ و ابن ماجہ فی السنن کتاب الادب ۲۶۸ و احمد فی مسندہ ۵۰۹/۲ برقم ۱۰۶۱۸ والطبرانی فی الاوسط ۳۳۹/۵ و فی کتاب الدعاء ۱۳۸۶/۳ برقم ۱۲۴۹ والبغوی فی شرح السنۃ ۱۹۷/۵

برقم ۱۳۹۶ والبیهقی فی السنن الکبری ۷/ ۷۹ و بزار فی مسندہ ۲/ ۴۰ برقم ۳۱۴۱ والاصبهانی فی الترغیب والترهیب ۱/ ۲۷۸ برقم ۴۳۸)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی خوش قسمت ایسی اولاد چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو جو اس کے بعد اس کے لئے استغفار کرے تو اس کو قبر میں بھی راحت نصیب ہوتی ہے اور جنت میں بھی اس کے درجات کو بلندی نصیب ہوتی ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نیک اولاد کی دعا سے نیک مسلمان کے درجات بلند ہوتے ہیں تو گنہگار کے گناہ بھی معاف کیے جاتے ہونگے اور اس کے عذاب میں بھی تخفیف کی جاتی ہوگی لہذا وہ لوگ بہت خوش قسمت ہوتے ہیں جن کے مرنے کے بعد ان کی اولاد یا کوئی عزیز مسلمان ان کے لیے دعا کرے کیونکہ مرنے کے بعد جب مسلمان کو دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کو قبر میں جس چیز کی خواہش ہوتی ہے وہ دعا ہے کہ مردہ انتظار کرتا ہے کہ کوئی میرے لیے استغفار کرے میرے لئے دعا مانگے جس سے مجھے نفع حاصل ہو جیسا کہ فرمان محبوب رب العالمین ﷺ ہے!

قبر میں میت دعا کی منتظر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر (۷)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْہُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت قبر میں اس حالت میں ہوتی ہے جس طرح کوئی ڈوبتا ہوا آدمی۔ اسے انتظار ہوتا ہے کہ اسے کوئی دعا

كَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْھَا وَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ اَلْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ

(اخرجہ البیھقی فی شعب الایمان ۶/۲۰۳ برقم ۷۹۰۵، والدیلمی فی فردوس الاخبار ۳/۳۹۱ برقم ۶۶۶۴ و مشکوۃ ۲۰۶ و مظھری زیر آیت و ان لیس للانسان و عزیزی زیر آیت والقمر اذا اتسق)

پہنچے ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے تو جب اس کو دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ دعا اسے دنیا و مافیہا سے محبوب ہوتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا کرتا ہے اور بے شک اہل قبور کے لئے زندوں کا ہدیہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد بھی مردہ جس چیز کا انتظار کرتا ہے وہ یہ کہ اس کی مغفرت طلب کی جائے اس کے لیے دعا کی جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دعا بعد از جنازہ و دفن ہے کیونکہ حدیث مبارکہ میں فی القبر کے لفظ ہیں یعنی قبر میں وہ ایسی حالت میں ہوتا ہے جس طرح کوئی آدمی پانی میں ڈوبتا ہے اور اس کو ہر تنکے سے سہارے کی امید ہوتی ہے اس طرح وہ مردہ بھی قبر میں دعا کا منتظر ہوتا ہے کہ مجھے کسی عزیز کی طرف سے تحفہ مل جائے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دفن کے بعد تین دن وغیرہ تک مردے کے اہل خانہ جو پھوڑی پر بیٹھتے ہیں اور عزیز و اقارب آ کر تعزیت کرتے اور مرنے والے کے لیے دعا کرتے ہیں یہ بھی اس کو فائدہ دیتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی دعا مردہ کو اس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بھی عزیز ہوتی ہے اور اللہ

تعالیٰ بھی اس کو قبول فرما کر اپنی رحمت و فضل سے اتنا وسیع کرتا ہے کہ اس کا ثواب مردہ کو پہاڑوں کے برابر عطا فرماتا ہے۔

لہذا ہم کو بھی چاہیے کہ جب بھی نماز وغیرہ عبادات کریں تو اپنے عزیز و اقارب اور تمام مومنین کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے رہیں تاکہ ان کو فائدہ حاصل ہو کیونکہ مردہ اس طرح دعا کا محتاج ہوتا ہے جیسے زندہ کھانے پینے کا

زندوں کے کھانے پینے کی طرح مردہ دعا کا محتاج ہوتا ہے

حدیث نمبر (۸)

عَنْ سُفیَانَ بِنْ عیینہ قَالَ. کَانَ یقَالُ الاَمْوَاتُ اَحْوَجُ اِلَی الدُّعَاءِ مِنَ اَلاَحْیَاءِ اِلَی الطَّعَامْ.

(اخرجہ ابن رجب حنبلی فی اھوال القبور و احوال اھلھا الی النشور ۱۳۴)

اور صاحب تفسیر مظہری ثناء اللہ پانی پتیؒ نے ابن ابی الدنیاء کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اس میں اضافہ ہے اور وہ یہ ہے

وابن ابی الدنیا از سفیان روایت کردہ کہ چنانچہ زندگان بسوی طعام و آب محتاج اند مردگان بسوی دعا ازین محتاج تر اند (تذکرۃ الموتی والقبور ۲۷)

یعنی ابن ابی الدنیاء نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ جس طرح زندہ لوگ کھانے اور پینے کے محتاج ہیں مردے دعا کے اس سے زیادہ محتاج ہیں۔

تعزیت کے دنوں میں بیٹھنا (پھوڑی) کا ثبوت اور مردہ کے لئے استغفار

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

حدیث نمبر (۹)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ

قَالَ فَلَبِثُوا اِبذالِکَ یَوْمَیْنِ اَوْ ثَلاثَۃٍ ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَھُمْ جُلُوْسٌ" فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِبْنِ مَالِکٍ قَالَ فَقَالُوْا غَفَرَ اللّٰہُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِکٍ.

(اخرجہ مسلم فی الصحیح کتاب الحدود ۲/۶۸ والنسائی فی السنن الکبریٰ ۴/۲۷۶ والطحاوی فی مشکل الآثار ۱/۳۸۳ برقم ۴۳۷

کہ ہم ماعز بن مالک کی تعزیت پر دو یا تین دن تک بیٹھے رہے پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے سلام فرمایا پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ ماعز بن مالک کے لیے بخشش کی دعا کرو۔ وہ کہتے ہیں پھر انہوں نے کہا اے اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی بخشش فرما۔

صحابہ کا بعد از نماز جنازہ دعا کرنا

حدیث نمبر (۱۰) حضرت عبداللہ بن سلام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ میں شمولیت سے رہ گئے تو جب وہاں پہنچے تو فرمایا!

اِنْ سَبَقْتُمُوْنِیْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالدُّعَآءِ لَہٗ.

(مبسوط ۲/۶۷)

یعنی اگر تم نے اس پر مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی ہے تو دعا میں مجھ سے پہل نہ کرو اور میرے ساتھ اس کے لئے دعا کرو۔

بحکم خدا نبی اکرم ﷺ کا اہل بقیع کے لیے دعا کرنا۔

حدیث نمبر (۱۱)

عَنْ عَلْقَمَةَ بِنْ اَبِی عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّہٖ اَنَّھَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ تَقُوْلُ. قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَلَبِسَ ثِیَابَہٗ ثُمَّ خَرَجَ قَالَتْ. فَاَمَرْتُ جَارِیَتِی بَرِیْدَةَ تَتْبَعُہٗ فَتَبِعَتْہُ حَتّٰی جَآءَ الْبَقِیْعَ فَوَقَفَ فِی اَدْنَاہُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقِفَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَبَقَتْہُ بَرِیْدَةُ فَاَخْبَرَتْنِی فَلَمْ اَذْکُرْ لَہٗ شَیْئًا حَتّٰی اَصْبَحَ ثُمَّ ذَکَرْتُ ذَالِکَ لَہٗ فَقَالَ اِنِّی بُعِثْتُ اِلٰی اَھْلِ الْبَقِیْعِ لِاُصَلِّیَ عَلَیْھِمْ.

(اخرجہ المالک فی الموطا کتاب الجنائز باب جامع الجنائز و حاکم فی المستدرک ۱/۴۸۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے کپڑے پہنے اور باہر تشریف لے گئے آپ فرماتی ہیں میں نے اپنی لونڈی بریدہ سے کہا کہ آپ ﷺ کے پیچھے جا تو وہ پیچھے گئی یہاں تک کہ آپ ﷺ بقیع جا پہنچے پس اس کے قریب کھڑے رہے جتنی دیر خدا نے چاہا کھڑے رہے پھر واپس لوٹے تو بریدہ نے آپ سے پہلے آکر مجھے بتا دیا۔ میں نے آپ سے کوئی ذکر نہ کیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی پھر آپ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ اہل بقیع کے لیے دعا کروں۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ

فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَاْمُرُکَ اَنْ تَاْتِیَ اَھْلَ الْبَقِیْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَھُمْ.

(مسلم کتاب الجنائز ۱/۳۱۳)

یعنی جبرئیل نے عرض کی بے شک آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اہل بقیع کے ہاں آ کر ان کے لیے استغفار کریں

اور مسند اسحاق بن راہویہ کی روایت میں ہے

اِنِّي اُمِرْتُ اَنْ اَدْعُوْلَهُمْ. یعنی مجھے حکم ملا کہ ان کے لیے دعا کروں

(مسند اسحاق بن راھویہ ۲/۵۳۳ برقم ۵۷۲)

دعاے صالحین کو یہ نفع پہنچتا ہے کہ ان کے درجات بلند کیے جاتے ہیں اور گناہگاروں کو یہ کہ ان کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں خصوصاً اولاد کی دعاے والدین کو بہت نفع حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

حدیث نمبر (۱۲)

عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ. كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ. وَقَالَ بِيَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَآءِ فَرَفَعَهُمَا.

(اخرجہ المالک فی الموطا کتاب القران باب العمل فی الدعاء و قرطبی فی تفسیرہ ۵/۷۳)

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ بے شک سعید بن مسیب کہتے تھے کہ بے شک مرنے کے بعد آدمی کا درجہ اس کی اولاد کی دعا سے بلند کر دیا جاتا ہے اور انھوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا! بلاشبہ اولاد کی دعا والدین کے حق میں بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

اولاد کی دعا والدین کے لیے اجابت والی دعا ہوتی ہے۔

حدیث نمبر (۱۳)

عَنْ وَاثِلَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَرْبَعَةٌ "دَعْوَتُهُمْ مُسْتَجَابَةٌ" اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَالرَّجُلُ يَدْعُوْ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ چار آدمیوں کی دعا مستجاب ہے۔ امام عادل اور وہ آدمی جو اپنے بھائی

اَلْغَیْبِ وَ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ وَ رَجُل" یَدْعُوْ لِوَالِدَیْہِ ۔

کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرے اور مظلوم کی دعا اور وہ آدمی جو اپنے والدین کے لیے دعا کرے۔

(کنز العمال ۲/۹۷ برقم ۳۳۰۵

حدیث نمبر (۱۴)

عَنْ عَبْدُ اللّٰہِ بْن عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَعْوَتَانِ لَیْسَ بَیْنَھُمَا وَ بَیْنَ اللّٰہِ حِجَاب" دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ وَ دَعْوَۃُ الْمَرْءِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ .

طبرانی فی الکبیر ۱۱/۹۸ برقم ۱۱۲۳۲

کنز العمال ۲/۹۹ برقم ۳۳۱۷ و ۱۰۷ برقم ۳۳۶۶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو دعائیں ایسی ہیں کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ (کی بارگاہ) کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے مظلوم کی دعا اور اس آدمی کی دعا جو اپنے بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرے۔

حدیث نمبر ۱۳ سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا چار قسم کے لوگوں کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ حدیث نمبر ۱۴ سے معلوم ہوا کہ مظلوم اور اس آدمی کی دعا جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں کرے بغیر کسی پردے کے بارگاہ رب العالمین میں پہنچتی ہے اسی لیے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بھائیوں کے لیے ان کی مغفرت کی دعائیں کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

حکم نبوی ﷺ نجاشی کیلیے دعا کرو بعد از وفات

حدیث نمبر (۱۵)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِیُّ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اسْتَغْفِرُوْا لَهٗ

(احمد فی مسندہ ۲/۲۳۱ برقم ۷۱۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نجاشی (شاہ حبشہ) کا انتقال ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے مغفرت طلب کرو۔

وَ فِی رِوَایَۃٍ اِ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ لِاَخِیْکُمْ.

(نسائی فی المجتبیٰ ۲۷۲ و ابن حبان فی الصحیح ۴۰/۶)

یعنی جس روز نجاشی کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو۔

صحابہ کا قبل از جنازہ دعا فرمانا

حدیث نمبر (۱۲)

عَنْ اَبِی مُلَیْکَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی سَرِیْرِهٖ فَتَکَفَّنَهُ النَّاسُ یَدْعُوْنَ وَ یُثْنُوْنَ وَ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ قَبْلَ اَنْ یُرْفَعَ وَ اَنَا فِیْهِمْ.

(مسلم فی الصحیح ۲/۲۷۳ واحمد فی مسندہ ۱/ ۱۱۳)

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس کو فرماتے سنا کہ جب حضرت عمر بن خطاب کو چار پائی پر رکھا گیا تو لوگ آپ کو کفن دے رہے تھے اور دعا کر رہے تھے اور تعریف کر رہے تھے اور صلوۃ پڑھ رہے تھے قبل اس کے کہ ان کو اٹھایا جائے اور میں بھی ان میں تھا۔

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

مومنین کی دعا کی وجہ سے گناہوں کا ختم ہونا۔

حدیث نمبر (١٧)

عَنْ انس قال. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ اُمَّتِی اُمَّۃٌ مَّرْحُوْمَۃٌ تدْخُلُ قُبُوْرَھَا بِذُنُوبِھَا وَ تَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لَا ذُنُوبِھَا عَلَیْھَا تَمْحَصُ عَنْھَا بِاِسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِیْن.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت امت مرحومہ ہے کہ اپنی قبروں میں گناہوں کی ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی تو بے گناہ ہوگی مومنین کے دعاؤں کی وجہ سے (یعنی استغفار)

(اخرجہ الطبرانی فی الاوسط ٢/٢٩٠ والدیلمی فی فردوس الاخبار ١/٢٩٨ برقم ٦٢٩ والسیوطی فی شرح الصدور ٢٩٧ و صاحب مظھری فی تفسیرہ زیر آیت وان لیس للانسان۔)

اس حدیث مبارکہ اور گذشتہ احادیث سے ثابت ہوا کہ مسلمان مردہ کو مسلمان زندوں کی دعا سے فائدہ پہنچتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ بھی مومنین کے لیے دعائیں مانگتے رہے اور صحابہ کرام بھی اپنے بھائیوں کے لیے مغفرت طلب کرتے رہے

اور خدا اور سول جل جلالہ ﷺ نے حکم بھی فرمایا اور تمام امت مسلمہ آج تک اپنے عزیز واقارب کے لیے دعائے مغفرت کرتی آرہی ہے جس سے میت کو نفع حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ ابن قیم الجوزیہ نے لکھا ہے کہ

وَ دُعَاءُ النَّبِیِّ ﷺ لِلاَمْوَاتِ فِعلاً وَ تَعْلِیماً وَ دُعَاءُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِینَ وَالْمُسْلِمِیْنَ عَصراً بَعدَ عَصرٍ اَکثَرُ مِنْ اَنْ یُذْکَرُوْ اَشْهَرُ مِنْ اَنْ یُنْکَرَ.

(کتاب الروح ۳۰۲)

اور نبی اکرم ﷺ نے مردوں کے لیے خود بھی دعائیں مانگیں اور لوگوں کو بھی سکھائیں اور صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ہر زمانہ میں مسلمان مردوں کے لیے دعائیں مانگتے چلے آئے ہیں اور یہ اتنا زیادہ ہے کہ اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور اتنا مشہور ہے کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مردوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنا حکم خدا اور حکم رسول ﷺ اور سنت انبیا سابقہ بھی ہے جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

فوت شدہ والدین کے لیے دعا کرنا واجب اور دعا کرنا مومنین کے لیے سنت نوح علیہ السلام بھی ہے۔

آیت!

رَبِّ اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤمِناً وَ لِلْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

(پارہ ۲۹ سورہ نوح آیت ۲۸)

میرے رب بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب مومن مردوں اور عورتوں کو۔

اس آیت کے تحت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

رب اغفرلی! اے پروردگار میرے مجھ کو بخش دے جو کچھ تیری مرضی کے

خلاف مجھ سے ہوا اور میرے حق میں وہ گناہ کا حکم رکھتا ہو۔ جیسے ترک اولی اور اجتہاد میں خطا اور چوک۔ **والوالدی** اور بخش دے میرے ماں باپ کو اگرچہ وہ مر گئے تھے لیکن والدین کے مرنے کے بعد بھی اولاد پر واجب ہے کہ ان کی مغفرت کی دعا مانگے اور اپنے مقدور بھر ان کے واسطے صدقے بھی دیے جائیں اور حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کا نام ملک بن متوشلخ تھا اور آپ کی ماں کا نام شمخا تھا انوش کی بیٹی لیکن وہ انوش نہیں ہیں جو آپ کے آباؤ اجداد میں ہیں بلکہ یہ دوسرے شخص ہیں

اور عطانے کہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے آباو اجداد میں حضرت آدم تک کوئی کافر نہ تھا سب مسلمان موحد تھے اور آپ کی والدہ بھی مسلمان تھیں۔

ولمن دخل بیتی مومنا! اور بخش دے اس کو جو داخل ہوا میری کشتی میں جو میرا چلتا گھر ہے لیکن وہ مسلمان ہو اس لیے کہ آپ کی کشتی میں ابلیس بھی تھا اور وہ بخشش کا مستحق نہ تھا اور مسلمانوں کی بخشش اس واسطے طلب کی کہ ایسا نہ ہو کہ ان کی برائیوں اور گناہوں کی شامت سے کشتی ڈوب جائے تو بے گناہ بھی ڈوب جائیں اس لیے کہ دنیا کے عام عذابوں میں جو آزمائش اور جانچ کے لیے آتے ہیں ان میں کافر اور مسلمان کا فرق اور امتیاز نہیں ہوتا اس لیے کہ جو بلا کسی قوم پر آتی ہے تو اسمیں ان کے بچے اور دیوانے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں بلکہ جانوروں کی بھی خرابی ہوتی ہے۔ **وللمومنین والمومنات!** اور بخش دے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو قیامت تک جو ہوتے رہیں تا کہ ان کی اولاد کے گناہ جو آگے پیدا ہو کر کریں گے ان لوگوں میں اںکے باپ ہیں تاثیر نہ کریں اور کشتی ڈوب نہ جائے (عزیزی)

والدین اور مومنین کے لیے دعا کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی سنت ہے

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

آیت ! رَبَّنَا اغْفِرْلِی وَالِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

(پارہ ۱۳ سورہ ابراھیم آیت ۴۱)

اے ہمارے رب بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

فرشتے بھی مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

آیت!

وَالْمَلٰئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ

(پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ آیت ۵)

اور فرشتے تسبیح کرتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور استغفار کرتے ہیں اہل زمین کے لیے۔

قرآن مجید میں سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۵۱ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے اور سورہ یوسف میں (۹۲)۔۹۷۔۹۸ میں حضرت یوسف علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر ہے اور سورہ مومن ۷۔۸ میں حاملین عرش کی اہل ایمان کے لئے دعاؤں کا ذکر ہے۔

قرآن واحادیث سے معلوم ہوا کہ دعا کرنا مومنین کے لیے حکم خدا، سنت انبیاء، سنت ملائکہ ہے اور جس کے لیے دعا کی جائے اسے فائدہ بھی پہنچتا ہے۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔

وَ مَعْلُوم" اَنَّ هٰذَا بِاُمُوْرِ الدِّيْنِ اَوْلٰى مِنْهُ بِاُمُوْرِ الدُّنْيَا. فَدُخُوْلُ الْمُسْلِم مَعَ جُمْلَةِ الْمُسْلِمِيْنَ فِى عَقْدِ اْلاِسْلَام مِنْ اَعْظَمِ الْاَسْبَابِ فِى وُصُوْلِ نَفْعِ كُلٍّ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى صَاحِبِه فِى حَيَاتِه وَ بَعْدَ مَمَاتِه وَدَعْوَةُ الْمُسْلِمِيْنَ تُحِيْطُ مِنْ وَرَائِهِمْ. وَقَدْ اَخْبَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى عَنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ وَمَنْ حَوْلَهٗ اَنَّهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَدْعُوْنَ لَهُمْ. وَ اَخْبَرَ عَنْ دُعَاءِ رُسُلِه وَ اِسْتِغْفَارِهِمْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ كَنُوْحٍ وَ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَجْمَعِيْن.

فَا الْعَبْدُ بِاِيْمَانِه قَدْ تَسَبَّبَ اِلٰى وُصُوْلِ هٰذَا الدُّعَاءِ اِلَيْهِ فَكَانَّهٗ مِنْ سَعْيِه وَ يُوْضِحُه' اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ جَعَلَ الْاِيْمَانَ سَبَبًا لِاِنْتِفَاعِ صَاحِبِه بِدُعَاءِ اِخْوَانِه مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ سَعْيِهِمْ فَا ذَا اَتٰى بِه فَقَدْ سَعٰى

اور یہ تو ظاہر ہے کہ دینی معاملات میں بہ نسبت دنیوی معاملات کے اجتماعی طاقت کی زیادہ ضرورت ہے تو اسلام کی لڑی میں منسلک ہونا باہمی انتفاع کا دنیوی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی سب سے بڑا سبب ہے اور مردوں کو ثواب پہنچنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اور تحقیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عرش اٹھانے والے فرشتوں اور اردگرد کے فرشتوں کی طرف سے خبر دی ہے کہ وہ مومنین کے لیے استغفار کرتے ہیں اور خبر دی ہے کہ اس کے رسول جیسے نوحؑ ابراہیم اور محمد ﷺ بھی مومنین کے لیے دعا و استغفار کرتے ہیں۔

پس انسان اپنے ایمان کی وجہ سے ان کی نیک دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کا سبب بن گیا اور یہ سب اس کے مساعی میں سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دعاؤں اور عملوں سے فائدہ اٹھانے کیلئے

فِی السَّبَبِ الَّذِی یُوْصِلُ اِلَیْہِ.
وَقَدْ دَلَّ عَلٰی ذَالِکَ قَوْلُ النَّبِیِّ ﷺ لِعَمْرِوْ بنِ الْعَاصِ. اِنَّ اَبَاکَ لَوْ کَانَ اَقَرَّ بِالتَّوْحِیْدِ نَفَعَہٗ ذَالِکَ یَعْنِی الْعِتْقَ الَّذِیْ فُعِلَ عَنْہُ بَعْدَ مَوْتِہٖ. فَلَوْ اَتٰی بِالسَّبَبِ لَکَانَ قَدْ سَعٰی فِیْ عَمَلٍ یُوْصِلُ اِلَیْہِ ثَوَابَ الْعِتْقِ وَ ھٰذِہٖ طَرِیْقَۃٌ لَطِیْفَۃٌ حَسَنَۃٌ جِدًّا.
وَقَالَتْ طَائِفَۃٌ اُخْرٰی اَلْقُرْاٰنُ لَمْ یَنْفِ اِنْتِفَاعَ الرَّجُلِ بِسَعْیِ غَیْرِہٖ وَ اِنَّمَا نَفٰی مِلْکَہٗ لِغَیْرِ سَعْیِہٖ وَ بَیْنَ الْاَمْرَیْنِ مِنَ الْفَرْقِ مَالَا یَخْفٰی.
فَاَخْبَرَ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اِنَّہٗ لَا یَمْلِکُ اِلَّا سَعْیَہٗ وَاَمَّا سَعْیُ غَیْرِہٖ فَھُوَ مِلْکٌ لِسَاعِیْہِ. فَاِنْ شَآءَ اَنْ یَّبْذُلَہٗ لِغَیْرِہٖ وَ اِنْ شَآءَ اَنْ یُّبْقِیَہٗ لِنَفْسِہٖ وَھُوَ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی لَمْ یَقُلْ لَا یَنْتَفِعُ اِلَّا بِمَا سَعٰی وَکَانَ شَیْخُنَا یَخْتَارُ ھٰذِہِ الطَّرِیْقَۃَ وَ یُرَجِّحُھَا.

ایمان کو ارباب ایمان کے لیے سبب بنا دیا ہے۔ پس جب کوئی ایمان لے آیا تو اس نے وہ سبب کما لیا جس کی وجہ سے وہ اپنے بھائیوں کے عملوں اور دعاؤں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور بے شک اس پر دلیل نبی اکرم ﷺ کا قول جو عمرو بن عاص سے فرمایا تھا کہ اگر تیرا باپ توحید کا اقرار کر لیتا تو اسے تمہارے عمل کا نفع پہنچتا یعنی اس کے مرنے کے بعد تم نے اس کی طرف سے جو غلام آزاد کیے ہیں اسے اس نیکی کا ثواب مل جاتا اور یہ بہت ہی عمدہ اور اچھا طریقہ ہے۔ اور کہا گیا یہ مطلب ہے کہ قرآن نے دوسروں کے عملوں سے فائدہ پہنچنے کی نفی نہیں کی بلکہ غیر کے عملوں سے ملکیت کی نفی کی ہے اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے وہ مخفی نہیں ہیں پس حق سبحانہ نے خبر دی کہ نہیں مالک وہ مگر اپنی مساعی کا اور جو سعی غیر کی ہے اس کا مالک غیر ہے پھر اگر وہ چاہیں تو دوسرے کو دے دیں اور نہ

کتاب الروح ۳۱۹/۳۲۰

چاہیں تو اپنے لیے ہی محفوظ رکھیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اپنی کوشش کے علاوہ فائدہ نہیں پہنچتا

ابن قیم کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ (ابن تیمیہ) نے یہی معنیٰ پسند فرمائے اور انہیں کو ترجیح دی ہے۔

مردوں کو صدقہ کا ثواب بھی پہنچتا اور نفع دیتا ہے۔

حدیث نمبر (۱۸)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ النَّبِیَّ ﷺ اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا.

اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الوصایا ۲۸۶/۱ و مسلم ۴۱/۲ و ابن حبان فی الصحیح ۱۳۶/۶ برقم ۳۳۴۲ و بیهقی فی السنن الکبری ۲۷۷/۶

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا اگر انہیں بولنے کا موقع ملتا تو صدقہ دیتی کیا میں ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کر سکتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ان کی طرف سے صدقہ کرو اور مسلم کی روایت میں افلها اجر کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا کے لفظ ہیں۔

اجماع امت

امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

وَفِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَیِّتِ وَ اسْتِحْبَابِھَا وَ اَنَّ ثَوَابَھَا یَصِلُهٗ وَ یَنْفَعُهٗ وَ یَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ اَیْضًا وَ ھٰذَا کُلُّهٗ اَجْمَعَ عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ

(مسلم مع نووی ۲/ ۳۱)

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے صدقہ جائز اور مستحب ہونے کا جواز موجود ہے اور صدقہ کا ثواب اور نفع میت اور صدقہ کرنے والے دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور یہ ایسے امور ہیں کہ ان پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں

وَالَّذِیْ یَبْطُلُهٗ اِجْمَاعُ الْاُمَّةِ عَلٰی اِنْتِفَاعِهٖ بِاَدَاءِ دَیْنِهٖ وَمَا عَلَیْهِ مِنَ الْحُقُوْقِ وَ اِبْرَاءِ الْمُسْتَحِقِّ لِذِمَّتِهٖ وَالصَّدَقَةِ وَالْحَجِّ عَنْهُ بِالنَّصِّ الَّذِیْ لَا سَبِیْلَ اِلٰی رَدِّهٖ وَ دَفْعِهٖ وَ کَذَالِکَ الصَّوْمِ . (کتاب الروح ۳۲۱)

یعنی اور نص و اجماع سے ثابت ہے کہ اگر مردے کا قرض ادا کر دیا جائے یا اس کی طرف سے حقوق واجبہ ادا کر دیے جائیں اور صدقہ کر دیا جائے اور حج کر لیا جائے تو ان عملوں سے اسے فائدہ پہنچے گا اس نص و اجماع کو ہٹانے کی کوئی صورت ہی نہیں اور اسی طرح روزہ۔

ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن الدمشقی الشافعی لکھتے ہیں کہ

وَ اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ وَالدُّعَاءَ وَالصَّدَقَةَ وَالْحَجَّ وَالْعِتْقَ

یعنی اور اس پر اجماع ہے کہ استغفار اور دعا اور صدقہ اور حج اور غلام آزاد کرنا میت کو

تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَ يَصِلُ اِلَيْهِ ثَوَابُهٗ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقَبْرِ مُسْتَحَبَّةٌ

نفع دیتا ہے اور اس کو اس کا ثواب ملتا ہے اور قبر پر تلاوت قرآن کرنا مستحب ہے۔

(رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ص ۷۷)

حدیث نمبر (۱۹)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ النَّبِیَّ ﷺ اِنَّ اَبِیْ مَاتَ وَتَرَکَ مَالًا وَلَمْ یُوْصِ فَهَلْ یُکَفِّرُ عَنْهُ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهُ. قَالَ نَعَمْ.

(اخرجه المسلم فی الصحیح باب وصول ثواب الصدقات الی المیت ۲/۴۱ و بیهقی فی السنن الکبری ۶/۲۷۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک آدمی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ بے شک میرا باپ فوت ہو گیا اور مال چھوڑ گیا اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی پس کیا اس کی طرف سے اگر صدقہ کر دیا جائے تو اس کا کفارہ بن جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس سے میت کو نفع حاصل ہوتا ہے اور صحابہ کرام اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کیا کرتے تھے۔

ماں کی طرف سے پانی کا صدقہ

حدیث نمبر (۲۰)

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ام سعد (سعد کی ماں) کا

بئرا وَ قالَ هذہِ لِاُمِّ سَعد.

انتقال ہوگیا پس ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا پانی۔ پس سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے

(اخرجه ابو داود فی السنن کتاب الزکوة ۱/۲۳۶ و احمد فی مسنده ۵/۲۸۵، ۶/۷ برقم ۲۲۸۳۶ و ۲۳۳۳۶ و بیهقی فی السنن الکبری ۴/۱۸۵ والنسائی فی السنن الکبری ۴/۱۱۲ برقم ۶۴۵۳ والطبرانی فی الکبیر ۶/۲۱ برقم ۵۳۸۳ و ابن عساکر فی تاریخ دمشق ۱/۳۳۸ و سعید بن منصور فی السنن ۱/۱۲۳ برقم ۳۱۹ و ابن سعد فی الطبقات الکبری ۳/۶۱۵ و ابن ابی شیبة فی المصنف ۸/۳۳۲ و نسائی فی المجتبی کتاب الوصایا ۴/۱۳۳.

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنا بھی درست ہے کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ہذہ لام سعد۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز پر میت کا نام آجانے سے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی کیونکہ ایک برگزیدہ صحابی نے اس کنویں کو اپنی ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک ام سعد ہی کے نام سے مشہور ہے اور نبی اکرم ﷺ نے بھی اس پر حرام کا فتویٰ نہیں لگایا تھا۔ اگر غیر کا نام آجانے سے کوئی چیز حرام ہو جاتی تو نبی اکرم ﷺ بھی اس کو حرام قرار دے دیتے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ کی افضلیت وقت کی مناسبت سے ہوتی ہے وہاں پانی کا صدقہ افضل تھا اس لیے کہ وہاں گرمی سخت تھی اور پانی کی قلت تھی لوگوں کو پانی کی زیادہ ضرورت تھی۔

ماں کی طرف سے باغ صدقہ کرنا۔

حدیث نمبر(۲۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ" فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَ اَنَا غَائِبٌ" فَهَلْ يَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ وَ قَالَ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ" عَلَيْهَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فوت ہو گئیں اور وہ موجود نہ تھے پس جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہو گئی اور میں موجود نہ تھا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں پس انہوں نے عرض کیا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

(اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الوصایا ۱: ۳۸۶ و ابو داود فی السنن کتاب الوصایا ۲: ۴۲ و ترمذی فی الجامع ابواب الزکوۃ ۱: ۸۵ و نسائی فی المجتبی کتاب الوصایا ۲: ۱۲۲ و احمد فی مسندہ ۱: ۳۳۳ برقم ۳۰۸۰ والبیهقی فی السنن الکبری ۶: ۲۷۸ و فی شعب الایمان ۶: ۲۰۲ برقم ۷۹۱۰ و عبدالرزاق فی المصنف ۹: ۵۹

برقم ۱۶۳۳۷ و ابو یعلی فی مسندہ ۲۹۳/۳ والطرانی فی الکبیر ۱۹۷/۱۱ برقم ۱۱۶۳۱ و فی الاوسط ۹/۸ ۱۷ برقم ۸۲۰۹ و ابن سعد فی الطبقات الکبری ۲۱۵/۳)

جب حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ فوت ہوئیں تو وہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دومۃ الجندل میں تھے اس میں صراحتاً آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کو اس صدقہ کا ثواب پہنچے گا جس سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنا میت کی طرف سے جائز و مستحسن ہے اور صحابہ کرام حسب توفیق اپنے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ کیا کرتے تھے۔

صدقہ نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کو پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر (۲۲)

عَنْ انس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ یقُولُ مَا مِنْ اَھْلِ بَیْتٍ یَمُوتُ مِنْھُمْ وَ یَتَصَدَّقُوْنَ عَنْہُ اَھْلُہ بعدَ موتِہ اِلَّا اَھْدَا ھَالَہُ جبریلَ علٰی طَبَقٍ مِنْ نُورٍ ثُمَّ یقفُ علٰی شَفِیرِ القبرِ فیقُولُ یاصاحِبَ القَبرِ العَمِیقِ ھٰذِہٖ ھدیَۃٌ'' اَھْدَ اھا اِلیکَ اَھْلُکَ فاقْبَلْھَا فیَدخلُ علَیہِ فَیفرَحُ بِھا فَیَتَبْشِرُو یحزنُ جیرانُہُ الَّذِینَ لا یُھدیٰ اِلَیھِم شیءٌ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس گھر میں سے کوئی فوت ہو جائے اور وہ اس کی طرف سے اس کے مرنے کے بعد کچھ صدقہ کریں تو جبریل امین اس کو نور کے طبق میں رکھ کر اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں اے گہری قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے اسے قبول کر پس اس کی قبر میں وہ ہدیہ داخل کر دیا جاتا ہے تو وہ اس سے خوش

ہوتا ہے اور بشارت حاصل کرتا ہے اور اس
کے وہ ہمسائے غمگین ہوتے ہیں جن کو کوئی
ہدیہ نہیں بھیجا جاتا۔

(اخرجہ الطبرانی فی الاوسط ۳۹۶/۲ برقم ۲۵۰۲ والسیوطی فی شرح الصدور و صاحب تفسیر مظہری فی تفسیرہ زیر آیت وان لیس للانسان الا ما سعی)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب انسان مرتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے گھر والے اس کے ایصال ثواب کے لیے کچھ صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو ملائکہ کے سردار حضرت جبرئیل امین اس کو بہترین طریقہ سے ایک نورانی تھال میں رکھ کر اس کی قبر پر آ کر آواز دیتے ہیں جسکو وہ سنتا ہے اور وہ ہدیہ اس کی قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو وہ اس سے بہت خوش ہوتا ہے کہ میرے اہل خانہ جن کو میں دنیا میں چھوڑ کر اس عالم (یعنی عالم برزخ) میں آیا ہوں وہ اب بھی مجھے تحفے بھیجتے ہیں تاکہ مجھے نفع حاصل ہو۔ لیکن اس کے ساتھ والے جن کو کوئی ایصال ثواب کرنے والا نہیں ہوتا وہ قبر میں بھی غمگین ہوتے ہیں اور ان کی بھی یہی آرزو ہوتی ہے کہ کاش کوئی ہمارے پیچھے بھی ہمارے لیے صدقہ کرے تاکہ ہمیں بھی نفع حاصل ہو۔

والدین کی طرف سے قربانی یا صدقہ کرنے والے کو بھی پورا ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر (۲۳)

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ. مَنْ ضَحّٰى عَنْ وَالِدَيْهِ اَوْ عَنْ اَبَوَيْهِ مَيِّتَيْنِ فَلَهٗ اَجْرُهٗ كَامِلًا وَ اَجْرُ الْمَيِّتِ وَ يُقَالُ لِرُوْحِهٖ اَنْ فُلَانًا ضَحّٰى عَنْكَ اَوْ تَصَدَّقَ عَنْكَ. (اخرجه موفق الدين فی مرشد الزوار الی قبور الابرار ۱/۱۱۷)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے فوت شدہ والدین یا ماں باپ کی طرف سے قربانی کی اس کو اس کا پورا اجر ملے گا اور میت کو بھی اور اس کی روح کو کہا جائے گا کہ بے شک فلاں نے تیری طرف سے قربانی یا صدقہ کیا

جوصدقہ کرنا چاہے اسے چاہیے کہ والدین کی طرف سے کرے۔

حدیث نمبر (۲۴)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بن عَمْرِ بن الْعَاصِ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَتَصَدَّقَ لِلّٰهِ صَدَقَةً تَطَوُّعًا اَنْ يَجْعَلَهَا عَنْ وَالِدَيْهِ اِذَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ فَيَكُوْنُ لِوَالِدَيْهِ اَجْرُهَا وَلَهٗ مِثْلُ اُجُوْرِهِمَا بَعْدَ اَنْ لَا يُنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمَا شَيْءٌ".

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اللہ کے لیے صدقہ و خیرات کرنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ ماں باپ کی طرف سے صدقہ کرے اگر وہ مسلمان ہوں تو اس صدقہ کا ثواب اس کے ماں باپ کو بھی ملے گا اور ان دونوں جتنا ثواب اس کو بھی ملے گا اور ان دونوں کے ثواب میں کمی بھی نہیں کی جائے گی۔

(اخرجه الطبرانی فی الاوسط ۷/۱۳۱ برقم ۷۹۵۰ و ۸/۱۳ برقم ۷۷۲۶ والمتقی

الهندی فی کنز العمال ۶/۴۲۸ برقم ۴۶۳۹۲ والدیلمی فی فردوس الاخبار ۳/۶۹۶ والسیوطی فی الجامع الصغیر ۲/۱۳۵)

اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے صدقہ کے متعلق حکم فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان صدقہ کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ اگر اس کے والدین مسلمان ہوں تو ان کی طرف سے کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اس صدقہ کا ثواب اس کے ماں باپ کو اس طرح عطا کیا جائے گا کہ دونوں کو پورا پورا اور اس صدقہ کرنے والے کو ان دونوں کی مثل یعنی دوگنا عطا کیا جائے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی لیکن مردہ کا مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ ایصال ثواب صرف مسلمان کو پہنچتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ایصال ثواب صرف اہل ایمان کے لیے ہے۔

حدیث نمبر (۲۵)

اِنَّ الْعَاصَ بنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَّنْحَرَ مِنْهُ بَدَنَةً وَ اَنَّ هِشَامَ بنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِيْنَ بَدَنَةً وَ اَنَّ عمرَ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ ذَالِكَ. فَقَالَ اَمَّا اَبُوْكَ فَلَوْ كَانَ اَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ. فَصُمْتَ وَ تَصَدَّقْتَ عَنْهُ. نَفَعَهُ ذَالِكَ.

بے شک عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹوں کی قربانی کی منت مانی تھی اور بے شک اس کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے ۵۰ اونٹوں کی قربانی کر دی تھی عمرو نے اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارا باپ توحید کا اقرار کر لیتا پھر تم اس کی طرف سے روزے رکھتے اور صدقہ کرتے تو اسے ان سے نفع حاصل ہوتا۔

(اخرجه احمد فی مسنده ۲/ ۱۸۲ و ۱۸۳ والمتقی الهندی فی کنز العمال ۶/ ۳۵۰ برقم ۱۶۴۹۰)

حدیث نمبر (۲۶)

عَنْ عمرو بن شعیب عَنْ اَبِیْه عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ الْعَاصَ بن وائل اَوْصٰی اَنْ یُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ فاعتق ابنه هشَام خَمْسِیْنَ رَقَبَةً فاذا اراد ابنه عمرو اَنْ یُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِیْنَ الْبَاقِیَة فقال حتّٰی اَسْئَلَ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ فاتی النَّبِیُّ ﷺ فقال یا رسول الله اِنَّ اَبِی اَوْصٰی اَنْ یُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَ اِنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِیْنَ وَ بَقِیَتْ عَلَیْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ قال رسول الله ﷺ اِنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذَالِكَ۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ میری طرف سے سو غلام آزاد کردیے جائیں چنانچہ اس کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیے پھر اس کے بیٹے عمرو نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں تو وہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں اور ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردیے اور میرے ذمے پچاس باقی ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے بقیہ پچاس غلام آزاد کردوں تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا حج کرتے تو اس کو ان اعمال کا ثواب پہنچتا۔

(اخرجه ابو داود فی السنن ۲/ ۴۳ والبیهقی فی السنن الکبری ۶/ ۲۷۹ و ابن قدامه فی المغنی ۳/ ۵۲۱ و عبدالرزاق فی المصنف ۹/ ۶۱، ۶۲)

اس حدیث اور گذشتہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی طرف سے اگر صدقہ وخیرات اور غلام آزاد کیے جائیں تو اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور ثواب ملتا ہے۔ اور اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایصال ثواب کا نفع اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو حالت ایمان میں فوت ہوا ہو اور جو کفر پر مرا ہو اس کو قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچتا۔

جس کے لیے صدقہ کیا جائے اس کی قبر میں آگ بجھا دی جاتی ہے۔ اگر بد قسمتی سے وہ گناہگار ہو۔

حدیث (۴۷)

عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله ﷺ ان الصدقة لتطفیء عن اهلها حر القبور. (اخرجه الطبرانی فی الکبیر ۱۸/ ۲۸۶ رقم ۷۸۷ـ۷۸۸ و ابن عدی فی الکامل ۲/ ۶۲۹ و شرح الصدور ۳۹۷)

بے شک صدقہ قبر والوں سے قبور کی آتش (گرمی) بجھا دیتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ جو متوفی کے لواحقین اس کی طرف سے دیں گے اس صدقہ کے سبب سے متوفی کو قبر میں بڑے فائدہ ہوتا ہے اور غیر کا فعل بھی عذاب سے چھٹکارے کا سبب بن جاتا ہے

مردے کو روزوں کا ثواب بھی ملتا ہے۔

حدیث نمبر (۲۸)

عَنْ عائشة اَنَّ رَسُول اللّٰه ﷺ قالَ مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو فوت ہو جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھ لے۔

(اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الصوم ۱/ ۲۶۲ و مسلم فی الصحیح کتاب الصوم ۱/ ۳۶۲ و ابو داود فی السنن کتاب الصیام ۱/ ۳۲۶ والبیهقی فی السنن الکبری ۶/ ۲۷۹ و ابن حبان فی الصحیح ۶/ ۲۳۲ برقم ۳۵۶۱ وابن عبدالبر فی التمهید ۲۰/ ۲۷)

حدیث نمبر (۲۹)

عَن ابن عبّاس قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ يا رَسُولَ اللّٰه ﷺ اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول

اَفَاَقْضِيهِ عَنهَا. قَالَ نَعَمْ فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُّقْضٰى.

(اخرجه المسلم فی الصحیح ۱: ۳۶۲ و بخاری فی الصحیح کتاب الصوم ۱: ۲۶۲)

اللہ ﷺ میری والدہ کا انتقال ہو گیا اور اس کے ذمے ایک ماہ کے روزے ہیں کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کا قرض بطریق اولیٰ ادا کرنا چاہیے۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

وَاَمَّا الْقِرَاءَةُ وَالصَّدَقَةُ وَ غَيْرُهُمَا مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ فَلَا نِزَاعَ بَيْنَ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فِى وُصُوْلِ ثَوَابِ الْعِبَادَاتِ الْمَالِيَةِ كَالصَّدَقَةِ وَالْعِتْقِ كَمَا يَصِلُ اِلَيْهِ اَيْضًا الدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ وَالصَّلٰوةُ عَلَيْهِ صَلٰوةُ الْجَنَازَةِ وَالدُّعَاءُ عِنْدَ قَبْرِهٖ وَ تَنَازَعُوا فِى وُصُوْلِ الْاَعْمَالِ الْبَدَنِيَّةِ كَالصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَالْقِرَاءَةِ وَالصَّوَابُ اَنَّ الْجَمِيعَ يَصِلُ اِلَيْهِ فَقَدْ ثَبَتَ فِى الصَّحِيحَيْنِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ وَ ثَبَتَ اَيْضًا اَنَّهٗ اَمَرَ امْرَاَةً مَاتَتْ

قرآن خوانی اور صدقہ وغیرہما اعمال صالحہ میں سے (اہل قبور کو) مالی عبادات کا ثواب پہنچنے میں علماء اہل سنت والجماعت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے جیسے صدقہ اور عتق (غلام آزاد کرنا) جس طرح کہ دعا و استغفار (کا ثواب) بھی فوت شدہ کو پہنچتا ہے اور اس نماز یعنی نماز جنازہ کا (ثواب بھی) اور قبر کے نزدیک دعا کرنے کا ثواب بھی (میت کو پہنچتا ہے) اور اختلاف کیا ہے علماء نے اعمال بدنیہ کے پہنچنے میں جیسے روزہ، نماز اور قرآن خوانی۔ اور حق یہ ہے کہ سب اعمال (کا ثواب مالی ہو یا بدنی) میت کو پہنچتا ہے بخاری و مسلم میں حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

اُمِّهَا وَ عَلَيْهَا صَوْمٌ" اَنْ تَصُوْمَ عَنْ اُمِّهَا وَ فِى الْمُسْنَدِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ لَوْ اَنَّ اَبَاكَ اَسْلَمَ فَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ اَوْ صُمْتَ اَوْ اَعْتَقْتَ عَنْهُ نَفَعَهٗ ذَالِكَ وَ هٰذَا مَذْهَبُ اَحْمَدَ وَ اَبِى حَنِيْفَةَ وَ طَائِفَةٍ مِنْ اَصْحَابِ مَالِكٍ وَالشَّافِعِى وَ اَمَّا احْتِجَاجُ بَعْضِهِمْ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى " فَيُقَالُ لَهٗ قَدْ ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ وَاِجْمَاعِ الْاُمَّةِ اَنَّهٗ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَ يُدْعٰى لَهٗ وَيُسْتَغْفَرُ لَهٗ وَ هٰذَا مِنْ سَعْىِ غَيْرِهٖ وَ كَذَالِكَ قَدْ ثَبَتَ مَا سَلَفَ مِنْ اَنَّهٗ يَنْتَفِعُ بِالصَّدَقَةِ عَنْهُ وَ الْعِتْقِ وَ هُوَ مِنْ سَعْىِ غَيْرِهٖ وَ مَا كَانَ مِنْ جَوَابِهِمْ فِى مَوَارِدِ الْاِجْمَاعِ فَهُوَ جَوَابُ الْبَاقِيْنَ فِى مَوَاقِعِ النِّزَاعِ وَلِلنَّاسِ فِى ذَالِكَ اَجْوِبَةٌ مُتَعَدِّدَةٌ" لٰكِنَّ الْجَوَابَ

فرمایا۔ جو شخص فوت ہوا اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے اور یہ بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ ایک عورت جس کی ماں فوت ہو گئی تھی اور اس پر روزہ تھا، آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھے اور مسند میں آپ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت عمرو بن عاص کو فرمایا کہ اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا اور تو اس کی طرف سے صدقہ کرتا یا روزہ رکھتا یا اس کی طرف سے غلام آزاد کرتا تو اسے ان اعمال سے نفع ہوتا اور یہ مذہب امام احمد اور امام ابو حنیفہ کا اور امام مالک اور امام شافعی کے اصحاب کے ایک گروہ کا ہے (اور آیت قرآنی و ان لیس لانسان الا ما سعی سے جو بعض نے دلیل پکڑی ہے عدم وصول ثواب پر تو جواباً ان سے کہا جائے گا کہ تحقیق یہ بات سنت متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ میت پر نماز جنازہ

الْمُحقق فی ذالک انّ اللہ تعالیٰ لَمْ یقل انّ الانسان لاینتفع الّا بسعی نفسہ و انما قال (لیس للانسان الّا ما سعیٰ) فھو لا یملک الّا سعیہٗ ولا یستحقُ غیر ذالک و امّا سعیُ غیرہٖ فھو لہٗ کما انّ الانسان لا یملک الّا مال نفسہٖ و نفع نفسہٖ فمالُ غیرہٖ و نفعُ غیرہٖ ھو کذالک للغیر لکنّ اذا تبرّع لہُ الغیرُ بذالک جاز و ھکذا ھذا اذا تبرّع لہ الغیرُ بسعیہ نفعہُ اللہ بذالک کما ینفعہٗ بدعائہ

(فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲۴، ص ۳۲۲۔۳۱۶)

پڑھی جاتی ہے اس کیلئے دعا کی جاتی ہے اور اس کیلئے مغفرت طلب کی جاتی ہے اور یہ سب کچھ اس کے غیر کی سعی ہے اور گذشتہ حوالہ جات سے بھی یہ ثابت ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔ اور یہ اس کے غیر کی سعی ہے اب جو جواب نزاع کرنیوالے علماء کا ہوگا ان اجماعی واتفاقی موارد میں وہی جواب دے باقی (یعنی قرآن خوانی، نماز و روزہ والے) نزاعی مواقع پر۔ اور لوگوں کے یہاں متعدد جواب ہیں۔ لیکن تحقیقی جواب ہے اس پر نماز جنازہ پڑھنے والوں کی نماز سے اور ان کی دعا سے جو قبر کے پاس اس کے لئے کریں۔

ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں کہ

و قد نبّہ النّبی ﷺ بوصول ثواب الصّوم الّذی ھو مجردُ ترک و نیّۃُ تقوم با القلب لایطلع علیہ الّا اللہ ولیس بعمل الجوارح و علیٰ

اور تحقیق نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ مردے کو روزے کا بھی ثواب ملتا ہے حالانکہ روزہ محض ترک ہے (کھانا پینا اور جماع وغیرہ) اور نیت ہے جس کا تعلق دل سے ہے جس

ذَالِکَ وُصُوْلُ ثَوابِ القِرَاءَةِ الَّتِیْ
هِیَ عَمَلٌ" بِاللِّسَانِ تَسْمَعُهُ' الْاُذُنُ
وَتَرَاهُ الْعَیْنُ بِطَرِیْقِ الْاَوْلٰی.
وَیُوَضِّحُهُ' اَنَّ الصَّوْمَ نِیَّةٌ" مُحْضَةٌ"
وَ کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْمُفَطِّرَاتِ وَقَدْ
اَوْصَلَ اللّٰهُ ثَوَابَهُ' اِلَی الْمَیِّتِ
فَکَیْفَ بِالْقِرَاءَةِ الَّتِیْ هِیَ عَمَلٌ" وَ
نِیَّةٌ" بَلْ لَا تَفْتَقِرُ اِلَی النِّیَّةِ فَوُصُوْلُ
ثَوَابِ الصَّوْمِ اِلَی الْمَیِّتِ فِیْهِ تَنْبِیْهٌ'
عَلٰی وُصُوْلِ سَائِرِ الْاَعْمَالِ.
وَالْعِبَادَاتُ قِسْمَانِ. مَالِیَةٌ" وَ
بَدَنِیَةٌ". وَقَدْ نَبَّهَ الشَّارِعُ عَلَیْهِ
السَّلَامُ بِوُصُوْلِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَلٰی
وُصُوْلِ ثَوَابِ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ
الْمَالِیَةِ وَنَبَّهَ بِوُصُوْلِ ثَوَابِ الصَّوْمِ
وُصُوْلَ ثَوَابِ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ
الْبَدَنِیَةِ. وَاَخْبَرَ بِوُصُوْلِ ثَوَابِ
الْحَجِّ الْمُرَکَّبِ مِنَ الْمَالِیَةِ وَالْبَدَنِیَةِ
فَالْاَنْوَاعُ الثَّلَاثَةُ ثَابِتَةٌ" بِالنَّصِّ

کی اطلاع اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں
اور اعضاء کا عمل نہیں ہے اس سے اس بات
کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ قرات کا بھی
ثواب بطریق اولیٰ میت کو پہنچتا ہے جو کہ
زبان کا عمل ہے جسے کان سنتے اور آنکھیں
دیکھتی ہیں یعنی روزہ محض نیت ہے اور
کھانے پینے اور صحبت سے بچنا ہے جب
اللہ تعالیٰ نے مردے کو روزے کا ثواب پہنچا
دیا تو قرات کا جو عمل اور نیت دونوں ہے
بلکہ اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی
بدرجہ اولیٰ پہنچا دے گا گویا کہ روزے کے
ثواب پہنچنے میں اس بات کی طرف اشارہ
ہے کہ تمام اعمال کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور
عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ مالی۔ بدنی۔ اور
بیشک شارع علیہ السلام نے صدقہ کا ثواب
بتا کر اشارہ کیا کہ تمام مالی عبادتوں کا ثواب
پہنچتا ہے اور روزے کے ثواب سے اس
بات کی طرف اشارہ کیا کہ تمام بدنی
عبادتوں کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے اور حج کا

وَالاعْتِبَارِ.

(كتاب الروح ۳۰۷، ۳۰۸)

ثواب بتا کر اشارہ کیا کہ تمام بدنی و مالی عبادتوں کا ثواب بھی پہنچتا ہے پس تینوں اقسام بدنی۔ مالی اور ملی جلی کا ثواب نص اور قیاس سے ثابت ہوگیا۔

روزوں کا کفارہ میت کی طرف سے

حدیث نمبر (۳۰)

عن بن عمر عن النبی ﷺ قال مَنْ مَاتَ و عليه صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا.

(اخرجه الترمذی فی الجامع ابواب الصوم ۱: ۱۵۲ و ابن ماجه فی السنن ۱۲۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ رمضان شریف کے روزے ہوں تو ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

حدیث نمبر (۳۱)

عن ابن عباس قال اِذَا مَرِضَ الرَّجُلُ فِیْ رَمَضَانَ ثُمَّ مَاتَ وَلَمْ يَصُمْ اُطْعِمَ عَنْهُ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ قَضَاءٌ و اِنْ نَذَرَ قَضٰى عَنْهُ وَلِيُّهُ.

(اخرجه ابو داود فی السنن کتاب الصیام ۱: ۳۲۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی رمضان میں بیمار ہو جائے پھر تندرست نہ ہو بلکہ مر جائے تو اس کی جانب سے کھانا کھلایا جائے اور اس پر قضا نہیں ہے اور اس نے نذر مانی ہو تو اس کا ولی اس کی نذر کو پورا کرے۔

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

میت کی نذر پوری کرنا

حدیث نمبر (۳۶)

عن ابن عباس انّ امرأة جآءت الی النبیّ ﷺ فقالت انّ امّی ماتت و علیها صوم من نذر فقال لها النبیّ ﷺ أکنت قاضیة عن امک دینا لو کان علیها. قالت نعم قال فصومی عن امک.

(اخرجه ابن حبان فی الصحیح /۲۸۹ برقم ۳۳۸۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا اور اس پر نذر کے روزے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو وہ ادا کرتی اس عورت نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھ۔

حدیث نمبر (۳۳)

عن ابن عباس قال رکبت امرأة البحر فنذرت ان تصوم شهرا فماتت قبل ان تصوم فاتت اختها النبیّ ﷺ فذکرت ذالک له فامرها ان تصوم عنها.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت دریا میں کشتی پر سوار ہوئی تو اس نے نذر مانی کہ ایک ماہ کے روزے رکھوں گی تو وہ روزے رکھنے سے پہلے فوت ہو گئی تو اس کی بہن نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اس کے متعلق تو آپ ﷺ نے اس کی

(اخرجہ النسائی فی المجتبی کتاب الایمان والنذر ۲/۱۴۶ و احمد فی مسندہ ۲/۲۱۶)

طرف سے اسے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔

میت کی طرف سے روزہ اور حج

حدیث نمبر (۳۴)

عن بریدة قالَ بَیْنَا اَنَا جالس " عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ فَاَتَتْہُ امْرَاۃٌ فقال اِنّیْ تصدقْتُ علی اُمّیْ بجاریة و اِنّھا ماتتْ قالَ فقال وجب اجرک وردّھا علیک المیْراث قالتْ یا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ اِنّہ کان علیْھا صَوْمُ شھْرٍ افاصُوْمُ عنْھا قالَ صُوْمِیْ عنْھا قالتْ اِنّھا لمْ تَحُجّ قطّ افاحُجُّ عنْھا قالَ حُجّی عنْھا.

(اخرجہ المسلم فی الصحیح کتاب الصوم ۱/۳۶۲ و احمد فی مسندہ ۵/۳۵۹ و ابو داود فی السنن کتاب الوصایا ۲/۴۱ والترمذی کتاب الزکوۃ ۱/۱۸۲ والبیھقی فی السنن الکبری ۴/۱۵۱)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور عرض کرنے لگی کہ میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقہ میں دی اور وہ یعنی میری ماں مرگئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ثواب مل گیا اور میراث میں لونڈی پھر تیری طرف لوٹ آئی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے روزے رکھو۔ اس نے پھر عرض کیا میری ماں نے حج نہیں کیا تھا میں اس کی طرف سے حج کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے حج بھی کرلو۔

میت کی طرف سے روزے رکھنے کے متعلق اقوال

نمبر (۱)

قال عبداللہ بن عباس یُصَامُ عنہُ فیْ النَّذر. وَ یُطْعِمُ عنہُ فیْ قضاء رمضان و ھذا مذھبُ الامام احمد

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نذر کے روزے رکھے جائیں اور رمضان کے روزوں کا کفارہ دیا جائے اور یہی مذہب امام احمد کا ہے۔

نمبر (۲)

قال ابو ثور. یُصَامُ عنہُ النَّذْرُ والفرض. و کذالک قال داود بن علی و اصحابہٗ یُصَامُ عنہُ نذرًا کان اوْ فرضا.

حضرت ابوثور نے کہا کہ دونوں قسم کے روزے رکھے جائیں گے اور اسی طرح داود بن علی اور ان کے اصحاب نے بھی کہا کہ میت کی طرف سے نذر اور فرض دونوں روزے رکھے جائیں۔

نمبر (۳)

قال الاوزاعی. یَجْعلُ ولیُّہٗ مکان الصَّوْم صدقۃ فان لَمْ یجد صام عنہُ و ھذا قول سفیان الثوری فی احدی الروایتین عنہ.

حضرت اوزاعی نے کہا کہ اس کا وارث روزے کی جگہ صدقہ کرے گا پھر اگر وہ صدقہ نہ کر سکے تو اس کی طرف سے روزے رکھے گا اور یہی قول سفیان ثوری کا دو روایتوں میں سے ایک میں ہے۔

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

نمبر (۴)

قال ابو عبید القاسم بن سلام. یُصَامُ عَنْهُ النَّذرُ. وَ یُطْعمُ عَنْهُ فی الْقرض.

حضرت ابوعبید قاسم بن سلام نے کہا کہ نذر کے روزے رکھے جائیں اور قرض میں اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے۔

نمبر (۵)

قال الحسن. اِذا کَانَ عَلَیْہِ صِیَامُ شَھْرٍ فَصَامَ عَنْہُ ثَلاثُوْنَ رَجُلاً یَوْمًا وَّ احِدٌ جَازَ.

حضرت حسن بصری نے کہا کہ مرنے والے پر اگر ایک مہینے کے روزے ہوں اور اس کی طرف سے ایک ہی دن تیس آدمی روزہ رکھ لیں تو جائز ہے۔ (کتاب الروح)

مردوں کو حج کا ثواب بھی ملتا ہے اور والدین کی طرف سے حج کرنے والا قیامت کو نیکوں کے ساتھ اٹھے گا۔

حدیث نمبر (۳۵)

عن ابن عباس. مَنْ حَجَّ عَنْ اَبَوَیْہِ اَوْ قَضٰی عَنْھُمَا مَغْرَمًا بَعَثَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الْاَ بْرَارِ.

(اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار ۳/۲۷۰ برقم ۵۱۰۷ والدار قطنی ۲۶۰/۲ والطبرانی فی الاوسط ۳۳/۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے گا یا ان کی طرف سے قرض ادا کرے گا تو قیامت کو نیکوں کے ساتھ اٹھے گا۔

میت کی طرف سے حج کرنے والا دوزخ سے بری لکھا جائے گا۔

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

حدیث نمبر (۳۶)

عن ابن عباس مَنْ حجّ عن ميتٍ كُتِبَ لِلْمَيِّتِ حجّةٌ و كُتِبَ لِلْحاجِ بَرَآةٌ مِنَ النَّارِ.

(اخرجه الديلمي في فردوس الاخبار ۴/۲۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی میت کی طرف سے حج کرے گا تو میت کے لیے لکھا جائے گا اور حج کرنے والے کے لیے دوزخ سے برات لکھی جائے گی۔

جو کوئی والدین کے لیے حج کرے گا تو قبول کیا جائے گا۔

حدیث نمبر (۳۷)

عن زيد بن ارقم قال قال النبي ﷺ اذا حجّ الرّجلُ عن والديه تقبّل منه و منهما واستبشرت ارواحهما و كتب عند الله برًّا.

(اخرجه الدارقطني في السنن كتاب الحج ۲/۲۶۰)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی اپنے والدین کے لیے حج کرے گا تو اس کی طرف اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیا جائے گا اور اس کے والدین کی ارواح کو بشارت دی جائے گی اور ان کو اللہ کے نزدیک نیک لکھا جائے گا۔

حدیث نمبر (۳۸)

عن ابی هريرة. مَنْ حجّ عن ميتٍ فللّذي حجّ مثلُ اجره.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

جو کوئی میت کی طرف سے حج کرے گا تو
اس کو اس کی مثل ثواب ملے گا۔

(اخرجه الطبرانی فی الاوسط ۲۸/۶ برقم ۵۸۱۸ و هیثمی فی مجمع الزوائد ۲۸۲/۳ و بغدادی فی تاریخ بغداد ۳۵۳/۱۱

حدیث نمبر (۳۹)

عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنه. مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَیْهِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عِتْقًا مِنَ النَّارِ وَكَانَ لِلْمَحْجُوْجِ عَنْهُمَا اَجْرُ حَجَّةٍ تَامَّةٍ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمَا شَیْءٌ". اخرجه البیهقی فی شعب الایمان ۲۰۵/۶ و الاصبهانی فی الترغیب والترهیب ۲۷۹/۱ والمتقی الهندی فی کنز العمال ۱۲۳/۵، ۱۲۵

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کرے گا اللہ تعالٰی اس کے لیے آگ سے آزادی لکھ دے گا اور ان دونوں کو کامل حج کا ثواب عطا کیا جائے گا بغیر اس کے کہ ان دونوں کے اجروں میں کمی کی جائے۔

جس نے حج نہ کیا ہو اس کی طرف سے حج کرنا بعد وفات۔

حدیث نمبر (۴۰)

عن ابن عباس قال امرتْ امرأةٌ سنان بن سلمة الجهنی ان یسال رسول الله ﷺ ان امها ماتت ولم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سنان بن سلمی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

تحج افیجزی ء عن امھا ان تحج عنھا قال نعم لو کان علی امھا دین " فقضیتہ عنھا لم یکن یجزی ء عنھا فلتحج عن امھا.

(اخرجہ النسائی فی المجتبی کتاب الحج ۲/۳)

کرنا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس نے حج نہیں کیا تھا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں تو اسکے لیے کافی ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر اسکی والدہ پر قرض ہوتا تو وہ اسکو ادا کرتی تو کیا وہ ادا نہ ہوتا پس اس کو اپنی ماں کی طرف سے حج کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر (۴۱)

عن ابن عباس ان امراۃ سالت النبی عن ابیھا مات ولم یحج قال حجی عن ابیک.

(اخرجہ النسائی فی المجتبی کتاب الحج ۲/۳ و احمد فی مسندہ ۱/۲۱۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس نے حج نہیں کیا تھا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کی طرف سے حج کرو۔

حدیث نمبر (۴۲)

عن انس قال جاء رجل " الی النبی ﷺ قال ان ابی مات ولم یحج حجۃ الاسلام فقال ارأیت لو کان علی ابیک دین " کنت تقضیہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس نے حج جو کہ فریضہ اسلام

قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّهٗ دَيْنٌ " عَلَيْهِ فَاقْضِهٖ.

(اخرجه الطبرانى فى الكبير ۱/۲۵۷ برقم ۳۸۷ وصاحب تفسير مظهرى زير آيت وان ليس للانسان)

ہے نہیں کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ اگر تیرے باپ پر قرضہ ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہاں ادا کرتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی اس پر قرض ہے اسکو بھی ادا کرو۔

میت کی طرف سے حج کی نذر پوری کرنا۔

حدیث نمبر (۴۳)

عن ابن عباس انّ امْرَاَةً جاءت الى النَّبِىِّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّىْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّىْ عَنْهَا اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ اُمِّكِ دَيْنٌ " اَكُنْتِ قَاضِيَتَهٗ' قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ فَاقْضُوْا الَّذِىْ لَهٗ' فَاِنَّ اللّٰهَ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ.

(اخرجه البخارى فى الصحيح ۱/۲۵۰ و نسائى كتاب الحج ۲/۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے انتقال کرگئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تم اسکی طرف سے حج کر سکتی ہو سوچو کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی عرض کیا کہ ہاں فرمایا تو اسکے اس قرض کو ادا کرو کیونکہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے کیا ہوا وعدہ وفا کیا جائے۔

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

فوت شدہ بہن کی طرف سے حج کرنا۔

حدیث نمبر (۴۴)

عن ابن عباس قال. جآء رجل" الی النبی ﷺ فقال ان اختی ماتت ولم تحج فاحج عنها فقال ارأیت لو کان علیها دین" فقضیتہ فا اللّٰہ احق بالوفاء.

(اخرجه ابن حبان فی الصحیح ۷/۱۲۲ برقم (۳۹۸۲) و ابن الجعد فی مسند ۲۵۸ برقم (۱۷۱۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ بے شک میری بہن فوت ہوگئی اور اس نے حج نہیں کیا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو اگر تمہاری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے پس اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔

افضل ترین صلہ رحمی میت کی طرف سے حج کرنا ہے۔

حدیث نمبر (۴۵)

وقال ﷺ ما وصل ذو رحم رحمہ بافضل من حجۃ یدخلها علیه بعد موته فی قبره.

(اخرجه السیوطی فی الشرح الصدور ۳۰۰)

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مردہ سے افضل ترین صلہ رحمی موت کے بعد اس کی طرف سے حج کرنا ہے۔

حدیث نمبر (۴۴) سے معلوم ہوا کہ اولاد کو ماں باپ کی زندگی میں خدمت کرنے سے بھی اجر ملتا ہے اور اگر وہ وفات پا جائیں اور ان پر روزے وغیرہ ہوں تو ان کی طرف

سے ان کی ادائیگی کرنی چاہیے اور اگر والدین نے حج نہ کیا ہو تو اولاد پہلے اپنی طرف سے حج کرے جیسا کہ آگے حدیث میں آئے گا پھر ان کی طرف سے بھی حج کرے۔

حدیث نمبر (۳۵) سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو نیکوں کے ساتھ اٹھائے گا اور اگر ان پر قرض وغیرہ ہو تو اس کو ادا کرنے والا بھی نیکوں کے ساتھ اٹھے گا
اور قرض کے بارے میں

وَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَنَّ قَضَاءَ الدَّيْنِ يُسْقِطُهٗ مِنْ ذِمَّتِهٖ وَلَوْ كَانَ مِنَ الْاَجْنَبِيِّ اَوْ مِنْ غَيْرِ تَرْكَتِهٖ وَقَدْ دَلَّ عَلَيْهِ حَدِيْثُ اَبِيْ قَتَادَةَ حَيْثُ ضَمِنَ الدِّيْنَارَيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ فَلَمَّا قَضَاهُمَا قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اَلْاٰنَ بَرَدَتْ عَلَيْهِ جِلْدَتُهٗ. وَ اَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّ الْحَيَّ اِذَا كَانَ لَهٗ فِيْ ذِمَّةِ الْمَيِّتِ حَقٌّ مِنَ الْحُقُوْقِ فَاَحَلَّهٗ مِنْهُ اَنَّهٗ يَنْفَعُهٗ وَ يَبْرَاُ مِنْهُ كَمَا يَسْقُطُ مِنْ ذِمَّةِ الْحَيِّ فَاِذَا سَقَطَ مِنْ ذِمَّةِ الْحَيِّ بِالنَّصِّ وَالْاِجْمَاعِ مَعَ اِمْكَانِ اَدَائِهٖ لَهٗ بِنَفْسِهٖ وَلَوْ لَمْ يَرْضَ بِهٖ بَلْ رَدَّهٗ فَسُقُوْطُهٗ مِنْ ذِمَّةِ الْمَيِّتِ بِالْاِبْرَاءِ حَيْثُ لَا يَتَمَكَّنُ مِنْ اَدَائِهٖ اَوْلٰى وَ اَحْرٰى. وَ اِذَا انْتَفَعَ بِالْاِبْرَاءِ وَالْاِسْقَاطِ فَكَذٰلِكَ يَنْتَفِعُ بِالْهِبَةِ وَالْاِهْدَاءِ. وَلَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا فَاِنَّ ثَوَابَ الْعَمَلِ حَقُّ الْمُهْدِي الْوَاهِبِ فَاِذَا جَعَلَهٗ لِلْمَيِّتِ اِنْتَقَلَ اِلَيْهِ كَمَا اَنَّ مَا

اور اس پر اجماع امت ہے کہ اگر میت کی طرف سے قرض ادا کر دیا جائے تو وہ ادا ہو جاتا ہے اگر چہ اجنبی کی طرف سے ادا کیا جائے یا اس کے ترکہ کے علاوہ میں سے اور بے شک اس پر حدیث ابو قتادہ دلالت کرتی ہے جیسے وہ ایک میت کی طرف سے دو دیناروں کے ضامن بن گئے تھے پس جب انہوں نے ان کو ادا کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اب مرنے والا سکون سے ہے۔ اور اس پر بھی اجماع امت ہے کہ جب کسی زندہ شخص کا مردے پر حق ہو پس وہ اس سے اسے بری کر دے تو معاف کرنا بھی اسے نفع دے گا اور وہ اس سے بری ہو جائے گا جس طرح زندہ کو معاف کرنے سے حق ساقط ہو جاتا ہے پھر نص و اجماع سے زندہ شخص کو معاف کرنے سے حق ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کی ادائیگی کا امکان بھی باقی ہے تو مردے کی طرف سے بدرجہ اولی معافی سے حق ساقط ہو جائے گا کیونکہ وہ ادا کرنے پر قادر نہیں اور

عَلَى الْمَيِّتِ مِنَ الْحُقُوقِ مِنَ الدَّيْنِ وَغَيْرِهِ هُوَ مَحْضُ "حَقُّ الْحَيِّ. فَإِذَا اَبْرَاهُ وَصَلَ الْاِبْرَاءُ اِلَيْهِ. سَقَطَ مِنْ ذِمَّتِهِ فَكِلَاهُمَا حَقٌّ" لِلْحَيِّ فَاَيُّ نَصٍّ اَوْ قِيَاسٍ اَوْ قَاعِدَةٍ مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرْعِ يُوْجِبُ وَصُوْلَ اَحَدِهِمَا وَ يَمْنَعُ وَصُوْلَ الْاٰخَرِ.

(کتاب الروح ۳۰۶، ۳۰۷)

جب مردوں کو زندوں کی معافی کا فائدہ پہنچتا ہے تو ان کے تحفوں اور ہدیوں کا بھی فائدہ پہنچنا چاہیے کیونکہ دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں کیونکہ عمل کا ثواب ہدیہ دینے والے کا حق ہے۔ جب اس نے یہ ثواب میت کے لیے ہبہ کر دیا تو اس کی طرف سے منتقل ہو گیا جس طرح میت پر حقوق میں سے کوئی حق ہو قرضہ وغیرہ جو کہ محض زندہ کا حق ہے پس جب اس نے اس کو اس سے بری کر دیا تو یہ بری کرنا اسے پہنچ جاتا ہے اور اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے تو یہ دونوں ہی زندہ کا حق ہیں پس کون سی نص قیاس یا شرعی قانون ہے کہ ایک کا پہنچنا واجب کرے اور دوسرے کا پہنچنا ممنوع قرار دے۔

حدیث نمبر (۳۶) سے معلوم ہوا کہ جو کوئی والدین کے ایصال ثواب کے لیے حج کرتا ہے تو وہ قبول بھی کیا جاتا ہے اور اس کا ثواب والدین کے علاوہ اسے بھی ملتا ہے اور اس کے والدین کی روحوں کو بشارت بھی دی جاتی ہے اور اللہ کے ہاں نیک لکھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر (۳۸) سے ثابت ہوا کہ جو کوئی میت کی طرف سے حج کرتا ہے تو میت کے علاوہ اسے بھی ثواب اتنا ہی ملتا ہے۔

حدیث نمبر (۳۹) سے ثابت ہوا کہ والدین کے انتقال کے بعد جو کوئی ان کی طرف سے حج کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کیلیے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے اور ان کو بھی کامل حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

حدیث نمبر (۴۰) سے معلوم ہوا کہ اگر والدین نے اپنی حیات میں حج نہ کیا تو اولاد فرض ادا کرنے کے بعد ان کے ایصال ثواب کے لیے حج کر سکتی ہے اور وہ ان کو پہنچے گا۔

حدیث نمبر (۴۱) تا (۴۳) سے بھی معلوم ہوا کہ حج کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر (۴۴) سے معلوم ہوا کہ اگر بہن بھائی وغیرہ کی طرف سے بھی حج کیا جائے تو ان کو بھی پہنچتا ہے۔

بوڑھے باپ کی طرف سے حج کرنا۔

حدیث نمبر (۴۶)

عَنْ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہ تعالی عنہ قَالَ جآ رَجل" الی النَّبِیِّ ﷺ فقال یا رَسُول اللّٰہ ﷺ ان ابی شیخ" کَبِیر" لا یستطیعُ الحجَ افاَ حُجّ عَنْہ' قال. فقال رَسُول اللّٰہ ﷺ نَعَم فحُجّ عَنْ ابیک.

(اخرجہ ابن حبان فی الصحیح ۲۔ ۱۲۲ / ۱۲۳ ابرقم (۳۹۸۳)، (۳۹۸۶)، و احمد فی مسندہ ا ۳۵۹ ابرقم (۳۳۷۷))

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ بہت بوڑھا ہو چکا ہے حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں تو اپنے باپ کی طرف سے حج کر لے۔

حدیث نمبر (۷۴)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَأَۃٌ مِنْ خَثْعَمٍ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ فَرِیْضَۃَ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَسْتَوِیَ عَلَی الرَّاحِلَۃِ فَھَلْ یَقْضِیْ عَنْہُ اَنْ اَحُجَّ عَنْہُ قَالَ نَعَمْ.

(اخرجہ فی الصحیح البخاری ابواب العمرۃ ۱:۲۵۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جو قبیلہ خثعم کی تھی حجۃ الوداع کے سال نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا جو فریضہ حج ہے اس کو میرے باپ نے شدید بڑھاپے میں پایا ہے اور وہ سواری پر ٹھیک بیٹھ بھی نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج ادا کردوں تو کیا وہ ادا ہو جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

سید ثابت ابی المعانی لکھتے ہیں

ثُمَّ الصَّحِیْحُ مِنَ الْمَذْھَبِ فِیْمَنْ یَحُجُّ عَنْ غَیْرِہٖ اَنَّ اَصْلَ الْحَجِّ یَقَعُ عَنِ الْمَحْجُوْجِ عَنْہُ فَرْضًا کَانَ اَوْ نَفْلًا وَعَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّ الْحَجَّ یَقَعُ عَنِ الْحَاجِّ وَلِلْمَحْجُوْجِ عَنْہُ ثَوَابُ النَّفَقَۃِ وَالْاَوْلٰی اَصَحُّ.

پھر صحیح مذہب یہ ہے کہ اس بارے میں جو دوسرے کی طرف سے حج کرے کہ بے شک حج کی اصل یہ ہے کہ حج کسی دوسرے کرنے والے کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور امام محمد سے روایت ہے کہ حج کرنے والے کی طرف سے حج

واقع ہو جاتا ہے۔ حج کروانے (محجوج عنہ) والے کو اس کے نفقہ کا ثواب ہے اور پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

(اخرجه الفتح الرحمانی فی فتاوی السید ثابت ابی المعانی ۱ / ۳۳۰)

تسبیح و ذکر و تلاوت سے میت کو فائدہ۔

حدیث نمبر (۴۸)

عَنْ ابنِ عباسٍ قالَ مرَّ النبیُّ ﷺ بقبرینِ فقالَ انّھما لیُعذّبانِ وَ ما یُعذّبانِ فی کبیرٍ امّا احدُھما فکانَ لا یستترُ منَ البولِ و امّا الاٰخرُ فکانَ یمشی بالنّمیمۃِ ثمّ اخذَ جریدۃً رطبۃً فشقّھا بنصفینِ فغرزَ فی کُلّ قبرٍ واحدۃً قالوا یا رسُولَ اللہ ﷺ لِمَ فعلتَ ھذا قال لعلّہُ یُخففُ عنھُما مالم ییبسا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے گزرے تو فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک قبر پر گاڑ دیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔

(اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الوضو ۱/۳۴،۳۵ و مسلم فی الصحیح کتاب الطهارة ۱/۱۴۱ و ابو داود فی السنن کتاب الطهارة ۱/۳ والنسائی فی المجتبی کتاب الطهارة ۱/۷ والبیهقی فی السنن الکبری ۱/۱۰۴ و ابن خزیمه فی الصحیح کتاب الوضو ۱/۳۳ برقم (۸۵) و ابن شیبة فی المصنف کتاب الجنائز ۳/۳۷۶ و احمد فی مسنده ۱/۲۲۵ برقم ۱۹۸۱ و ابی عوانه فی مسنده ۱/۱۹۶ والبیهقی فی اثبات عذاب القبر ۸۹ برقم ۱۱۷ تا ۱۱۹ و ابن حبان فی الصحیح ۶/۵۲ و ترمذی فی الجامع ۱/۲۱)

و عن جابر بن عبدالله

ابو یعلی فی مسنده ۲/۳۳ برقم (۲۰۵۰) و مسلم فی الصحیح ۲/۴۱۸)

و عن ابی هریره

اسحاق بن راهویة فی مسنده ۱/۲۳۶ برقم (۲۰۷) و ابن ابی شیبة فی المصنف ۳/۳۷۶ و احمد فی مسنده ۲/۴۴۱ برقم (۹۶۸۴) و البیهقی فی اثبات عذاب القبر ۸۲ برقم (۱۲۶)

و عن یعلی بن سبابة

طبرانی فی الاوسط ۳/۱۰۲ برقم (۲۳۳۲) والبیهقی فی اثبات عذاب القبر ۸۹ برقم (۱۲۹) و احمد فی مسنده ۳/۱۷۲ برقم (۱۷۷۰۲) و عبد بن حمید فی المنتخب ۱/۳۶۶ برقم (۴۰۳)

و عن یعلی بن مرة

احمد فی مسنده ۳/۱۷۲ برقم (۱۷۷۰۳) والبیهقی فی دلائل النبوة ۲/۴۲

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

و عن ابی بکرة

احمد فی مسنده ۳۵/۵ برقم (۲۰۶۳۳) والبیهقی فی اثبات عذاب القبر ۸۸ برقم (۱۲۴)، ۱۲۵ والطبرانی فی الاوسط ۲۸۸/۴ برقم (۳۷۴۷) و ابن عدی فی الکامل ۲۸۷/۲ و عبدالرزاق فی المصنف ۵۸۸/۳ برقم (۶۷۵۳) عن قتادة.

نوٹ! یادر ہے یہاں لعلہ کا لفظ شک کے لیے نہیں بلکہ تعلیل کے لیے ہے۔اور مذکورہ بالاحوالہ جات میں شاخ کا رکھنا مشترک ہے۔

شرح نووی۔

وَ سْتَحَبَّ الْعُلَمَاءُ قِرَاةَ الْقُرآنَ عِنْدَ الْقَبرِ لِهٰذَا الْحَدِیثِ لِاَنَّهٗ اِذَا کَانَ یُرجیٰ التَّخفِیفَ بِتَسْبِیحِ الْجَرِید فَبِتلاوَةِ الْقُرآنِ اَولیٰ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَقَدْ ذَکَرَ الْبُخَارِی فِی صَحِیحه اَنَّ بُرَیْدَة بِنِ الْحَصِیبِ الاَسْلَمِی الصحابی اَوصیٰ اَنْ یُجْعَلَ فِی قَبرِہٖ جَرِیدَتَانِ فَفِیه اَنَّهٗ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنهُ تَبَرَّکَ بِفِعْلِ النَّبِی ﷺ

اور اس حدیث کی بناء پر علماء نے قبر پہ قرآن مجید پڑھنے کو مستحب جانا اس لیے کہ جب کھجور کی شاخ کی تسبیح سے تخفیف عذاب کی امید ہے تو قرآن مجید کی تلاوت سے بدرجہ اولی امید ہوئی واللہ اعلم اور بے شک امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی صحابی نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو کھجور کی شاخیں رکھی جائیں حضرت بریدہ نے نبی اکرم ﷺ کے فعل سے برکت حاصل کی۔

(مسلم مع نووی ۱/۱۴۱)

پس معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہی راجح ہے کہ تخفیف عذاب ان شاخوں کی تسبیح کی وجہ سے ہے۔

اور یہی صحابہ کرام نے بھی سمجھا اور اسی پر عمل کیا اور وصیت بھی فرماتے رہے کہ ہماری قبر پر سبز شاخیں رکھنا اس سے معلوم ہوا کہ درختوں وغیرہ کی تسبیح سے قبر کے عذاب میں تخفیف واقع ہوتی ہے تو اگر وہاں تلاوت قرآن مجید یا ذکر وغیرہ کیا جائے تو بدرجہ اولی فائدہ مند ہوگا۔

میت کو تر شاخوں اور تسبیحات سے فائدہ پہنچنا اور علامہ سندھی کا اس سے استدلال۔

اَنَّہٗ یُسَبِّحُ مَادَامَ رَطْبًا فَیَحْصُلُ التَّخْفِیفُ بِبَرَکَۃِ التَّسْبِیحِ۔

یعنی بے شک وہ (شاخیں) جب تک سبز و تر رہیں گی تسبیح کرتی رہیں گی لہذا تسبیح کی برکت کی وجہ سے ان سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

اور آگے لکھتے ہیں کہ

وَعَلٰی ھٰذَا فَیَطَّرِدُ فِیْ کُلِّ مَافِیْہِ رَطُوبَۃٌ مِّنَ الْاَشْجَارِ وَ غَیْرِھَا وَ کَذَالِکَ فِیمَا فِیْہِ بَرَکَۃٌ" کَالذِّکْرِ وَ تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ۔

یعنی اور اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جس میں رطوبت پائی جائے وہ درخت ہوں یا کوئی اور چیز اور اسی طرح ہر وہ چیز جس میں برکت پائی جاتی ہو جس طرح ذکر اور تلاوت قرآن مجید۔

(حاشیہ سندھی علی نسائی ۱/۱۳ قدیمی کتب خانہ)

امام قرطبی اور بعض علماء کا استدلال۔

قَالَ الْقُرطبی. اِسْتَدَلَّ بَعْضُ عُلَمَائِنَا عَلٰی نَفعِ الْمَیِّتِ بِالْقِرَاۃِ عِنْدَالْقَبْرِ بِحَدِیْثِ العسیب اَلَّذِیْ شَقَّہُ النَّبِیُّ ﷺ اِثْنَیْنِ وَ غَرَسَہٗ وَقَالَ! لَعَلَّہٗ یُخَفَّفُ عَنْھُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا.

قَالَ الخطابی. ھٰذَا عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّ الْاَشْیَاءَ مَا دَامَتْ عَلٰی خِلْقَتِھَا اَوْ خُضْرَتِھَا وَ طَرَاوَتِھَا. فَاِنَّھَا تُسَبِّحُ حَتّٰی تَجِفَّ رُطُوْبَتُھَا اَوْ تَحُوْلَ خُضْرَتُھَا اَوْ تُقْطَعُ عَنْ اَصْلِھَا. قَالَ غَیْرُ الْخَطَّابِیْ. فَاِذَا خُفِّفَ عَنْھُمَا بِتَسْبِیْحِ الْجَرِیْدِ فَکَیْفَ بِقِرَاۃِ الْمُؤْمِنِ الْقُرْآنَ.

قَالَ. وَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ. اَصْلٌ فِی غَرْسِ الْاَشْجَارِ عِنْدَالْقُبُوْرِ.

(شرح الصدور ۳۰۵)

امام قرطبی فرماتے ہیں

کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب پہنچنے پر حدیث عسیب سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو رؤف الرحیم آقا ﷺ نے ایک تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

خطابی کہتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک یہ اس بات پر محمول ہے کہ جب تک اشیاء اپنی اصل حالت پر رہتی ہیں سبز یا تر رہتی ہیں تو خدا کی تسبیح کرتی ہیں۔ خطابی کے علاوہ بھی دیگر علماء کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ درختوں وغیرہ کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے تو مومن اگر قبر کے پاس قرآن پڑے گا تو کیا حال ہوگا۔ کہا اور یہ حدیث قبروں کے پاس درخت لگانے کی بھی اصل ہے۔

اسلاف کی وصیتیں۔

حضرت سیدنا ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت۔

وَكَانَ اَبُوْ بَرْزَةَ يُوْصِيْ اِذَا مِتُّ فَضَعُوْا فِيْ قَبْرِيْ مَعِيَ جَرِيْدَتَيْنِ قَالَ فَمَاتَ فِيْ مَفَازَةٍ بَيْنَ كَرْمَانَ وَ قُوْمَسَ فَقَالُوْا كَانَ يُوْصِيْنَا اَنْ نَضَعَ فِيْ قَبْرِهٖ جَرِيْدَتَيْنِ وَ هٰذَا مَوْضِعٌ" لَا نُصِيْبُهُمَا فِيْهِ فَبَيْنَمَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ" مِنْ قِبَلِ سَجِسْتَانَ فَاَصَابُوْا مَعَهُمْ سَعَفًا فَاَخَذُوْا مِنْهُ جَرِيْدَتَيْنِ فَوَضَعُوْهُمَا مَعَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ.

(شرح الصدور ۲۰۵/۲۰۶)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ میری قبر میں دو شاخیں رکھ دینا (راوی) کہتے ہیں کہ وہ کرمان اور قومس کے درمیان ایک صحرا میں وفات پا گئے تو ساتھیوں نے ذکر کیا کہ وہ تو ہمیں وصیت کرتے تھے کہ ہم ان کے ساتھ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھیں اور یہ ایسی جگہ ہے کہ ہم دو شاخوں کو نہیں پاتے پس وہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک جستان کی طرف سے کچھ سوار آتے دکھائی دیے ان کے پاس کچھ شاخیں تھیں انہوں نے ان سے دو شاخیں لے لیں اور انہیں ان کی قبر میں ان کے ساتھ رکھ دیا۔

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

عَنْ مُوَرِّق. قَالَ أَوْصٰى بُرَيْدَةُ أَنْ تُجْعَلَ فِي قَبْرِهٖ جَرِيْدَتَانِ.

(طبقات الکبری ۷/۱۱۲ / شرح الصدور ۲۰۹)

مورق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھ دی جائیں۔

حضرت سیدنا ابو العالیہ کی وصیت

إِنَّ أَبَا الْعَالِيَةِ أَوْصٰى مُوَرِّقًا الْعِجْلِي أَنْ تُجْعَلَ فِي قَبْرِهٖ جَرِيْدَةٌ أَوْ جَرِيْدَتَانِ.

(طبقات الکبری ۷/۱۱۲)

بے شک ابو العالیہ نے مورق العجلی کو وصیت کی کہ ان کی قبر میں ایک یا دو شاخیں رکھی جائیں۔

قبر پر تسبیحات و تکبیرات پڑھنے سے قبر کا کشادہ ہونا

حدیث نمبر (۴۹)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا إِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ. قَالَ فَلَمَّا صَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهٖ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ. سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا. ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا. فَقِيْلَ. يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دن نکلے جب سعد بن معاذ فوت ہوئے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور ان کو قبر میں رکھا گیا اور مٹی ڈال دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے تسبیحات پڑھیں پھر ہم نے بھی طویل تسبیحات پڑھیں پھر آپ ﷺ

لِمَ سَبَّحتَ ثُمَّ كَبَّرتَ . قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا لعَبدِ الصَّالِحِ قَبرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ .

(اخرجه احمد فی مسنده ۳/۳۶۰ برقم ۱۴۹۳۴)

نے تکبیرات پڑھیں ہم نے بھی تکبیرات پڑھیں پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ نے تسبیح اور تکبیر کس لیے پڑھیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ذکر و تسبیحات کا قبر پر پڑھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر و تسبیحات سے قبر والے کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس کی قبر کشادہ ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوا کہ بلند آواز سے پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ سے سن کر صحابہ نے پڑھیں۔

قبرستان سے گزرنے والے کے لیے ثواب ہی ثواب

حدیث نمبر (۵۰)

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ . قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص

اَحَد اِحدیٰ وَ عِشرِینَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجرُہٗ لِلاَموَاتِ اُعطِیَ مِنَ الاَجرِ بِعَدَدِ الاَموَاتِ.

قبرستان سے گزرے اور اکیس مرتبہ قل شریف (سورہ اخلاص) پڑھ کر قبرستان والوں کو بخشے تو جتنے لوگ وہاں دفن ہوں گے ان کی تعداد کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

(کنزالعمال ۲۵۵/۱۵ برقم (۴۲۵۹۶) و فردوس الاخبار ۳۸/۳ برقم (۵۶۰۸)

والتزکرۃ فی احوال الموتی ۷۵ و شرح الصدور ۳۰۳ و مظھری و ضیاء القرآن و

روح البیان والرافعی فی تاریخ کذاقال العجلونی فی کشف الخفا ۲۸۲/۲ برقم

(۲۶۳) وفی روایۃ (احداعشرۃ مرۃ) گیارہ مرتبہ کاذکر ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے قبرستان سے گزرنے والے کوحکم فرمایا کہ جب بھی تم مسلمانوں کے قبرستان سے گزروتو سورۃ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھ کراس کاثواب اہل قبرستان کوبخشوتوان کے علاوہ تمہیں بھی یہ فائدہ ہوگا کہ اس قبرستان میں جتنے بھی مسلمان مردے ہونگے ان کی تعداد کے برابر تم کوثواب ملے گا

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن مجید کا جوثواب مردوں کوبخشا جائے گا وہ بھی ان کو پہنچے گا اور فائدہ دے گا۔

جن کوتلاوت قرآن کاایصال ثواب کیا گیاوہ ثواب بھیجنے والوں کی شفاعت کریں گے۔

حدیث نمبر (۵۱)

ابی ھریرۃ قال. قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَاَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَاَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ جَعَلْتُ ثَوَابَ قِرَاءَتٍ مِنْ كَلَامِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَانُوْا شُفَعَاءَ لَهٗ اِلَی اللّٰهِ۔

(شرح الصدور ۴۰۳ و مظهری پ ۲۷ و ضیاء لقرآن پ ۲۷)

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر فاتحہ اخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھے پھر یہ کہے کہ الٰہی میں نے تیرے کلام سے جو پڑھا ہے اس کا ثواب اس قبرستان کے مومن مردوں اور عورتوں جو یہاں دفن ہیں کو بخشتا ہوں تو یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کریں گے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشنا بھی جائز ہے اور جن کو ایصال ثواب مذکورہ بالا طریقہ سے کیا جائے گا تو وہ مردے اس ایصال ثواب کرنے والے کی اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے۔

زندہ کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے گنہگاروں کے عذاب میں تخفیف۔

حدیث نمبر (۵۲)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ دَخَلَ الْمَقْبَرَةَ فَقَرَاَ سُوْرَةَ یٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَكَانَ لَهٗ بِعَدَدِ مَنْ فِیْهَا حَسَنَاتٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی قبرستان میں داخل ہوتا ہے اور سورہ یسین پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل

قبرستان پر تخفیف کر دیتا ہے اور اس کو اس
میں جتنے مردے ہونگے ان کی تعداد کے
برابر ثواب مل جائے گا۔

(شرح الصدور ۳۰۲ والتذکرہ فی احوال الموتی للقرطبی ۸۰ و فردوس الاخبار ۱۰۸/۴ برقم (۵۷۳۴) و مظہری و ضیاء القرآن)

حدیث نمبر (۵۳)

عَنْ مَعقل بن يَسَار قَالَ. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِقْرَأُو عَلٰی مَوتَاکُم یٰسٓ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں پر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔

(اخرجه النسائی فی عمل اليوم والليلة ۵۸۱ برقم (۱۰۷۵) و ابو داود فی السنن کتاب الجنائز ۸۹/۲ و احمد فی مسنده ۲۲/۵، ۲۷ و ابن ماجه فی السنن ۱۰۳ والبيهقی فی السنن الکبری ۳۸۳/۳ و فی الشعب الایمان ۵۳۵/۲ برقم (۹۲۳۲) والطبرانی فی الکبير ۱۸۰/۲۰، ۱۸۱، ۱۸۹ برقم (۵۱۰، ۵۱۱) والبخاری فی تاریخ الکبير کتاب الکنی ۵۸ برقم (۵۰۵) والبغوی فی شرح السنة ۲۹۰/۵ برقم (۱۳۶۳) و فی معالم ۲۱/۳ و ابن حبان فی الصحيح ۳/۶ برقم (۲۹۹۱) و عبدالحق الاشبيلی فی العاقبة ۲۵۵ برقم (۵۷۶) و محمد بن نصر فی قيام الليل ۱۱۸ والحاکم فی المستدرک ۵۶۵/۱ والبيهقی فی السنن الصغير ۷/۲ برقم (۱۰۱۴))

امام قرطبی فرماتے ہیں۔

فِیْ حَدِیْثِ اِقْرَءُوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ یٰسٓ هٰذَا یَحْتَمِلُ اَنْ تَکُوْنَ هٰذِهِ الْقِرَاءَةُ عِنْدَ الْمَیِّتِ فِیْ حَالِ مَوْتِهٖ وَ یَحْتَمِلُ اَنْ تَکُوْنَ عِنْدَ قَبْرِهٖ۔

(التذکرة فی احوال الموتی ۸۰)

یہ حدیث کہ اپنے مردوں پر سورہ یٰسین تلاوت کرو یہ اس کی بھی محتمل ہے کہ یہ قرات میت کے نزدیک اس حال میں ہو جب وہ مر رہا ہو اور اس کی بھی محتمل ہے کہ یہ تلاوت اس کی قبر کے نزدیک ہو۔

آگے فرماتے ہیں کہ:

پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا عبدالواحد مقدسی کا ہے اور متاخرین میں سے محب طبری نے اس کو عام رکھا۔

ابن تیمیہ نے لکھا

یَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ قِرَاءَةُ اَهْلِهٖ وَ تَسْبِیْحُهُمْ وَ تَکْبِیْرُهُمْ وَ سَائِرُ ذِکْرِهِمْ لِلّٰهِ تَعَالٰی اِذَا اَهْدُوْهُ اِلَی الْمَیِّتِ وَصَلَ اِلَیْهِ۔

(فتاوی ابن تیمیہ ۲۴/۳۲۴)

یعنی میت کو اس کے گھر والوں کی قرات تسبیح وتکبیر اور اللہ تعالیٰ کے تمام اذکار کا ثواب جب میت کو ایصال ثواب کیا جائے تو پہنچتا ہے۔

ابن قیم نے لکھا:

وَقَدْ ذُکِرَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ السَّلَفِ اَنَّهُمْ اَوْصَوْا اَنْ یُّقْرَاَ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ وَقْتَ الدَّفْنِ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ یُرْوٰی اَنَّ

تحقیق سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے وصیتیں کی کہ مرنے کے بعد دفن کے وقت ان کی قبروں کے پاس

عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَمَرَ اَنْ یُقْرَأَ عِنْدَ قَبْرِہٖ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ۔ قرآن کی تلاوت کرنا عبدالحق نے فرمایا کہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حکم دیا تھا کہ ان کی قبر کے پاس سورۃ بقرہ تلاوت کی جائے۔

(کتاب الروح ۶۴)

امام نووی فرماتے ہیں

وَذَهَبَ جَمَاعَاتٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ اِلٰی اَنَّہٗ یَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ ثَوَابُ جَمِیْعِ الْعِبَادَاتِ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَالصَّوْمِ وَالْقِرَاءَۃِ وَغَیْرِ ذَالِکَ۔ اور علماء کی کثیر جماعتوں کا موقف یہ ہے کہ میت کو تمام عبادات کا ثواب پہنچتا ہے خواہ نماز ہو یا روزہ ہو یا تلاوت وغیرہ وغیرہ۔

(مسلم مع نووی ۱/۱۳)

نوٹ۔ قرات علی القبور پر مزید وضاحت کے لیے استاد محترم مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ محمد عباس صاحب رضوی کی تصنیف القول المحصور فی القراۃ علی القبور کا مطالعہ کریں۔

میت کی طرف سے کھانا کھلانا۔

حدیث نمبر (۵۴)

اِنَّ عِمْرَانَ ابْنَ حُصَیْنٍ لَمَّا احْتُضِرَ قَالَ اِذَا اَنَا مِتُّ فَشُدُّوْنِیْ عَلٰی سَرِیْرِیْ بِعِمَامَتِیْ فَاِذَا رَجَعْتُمْ فَانْحَرُوْا بے شک جب عمران بن حصین کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے کہا کہ میری چارپائی پر مجھے میرے عمامہ سے باندھ دینا

وَاطْعِمُوا. پھر جب تم واپس جاؤ (جنازہ سے) تو

(اخرجه وصايا العلماء عندا حضور الموت ميرے ليے ایک اونٹ کا بچہ ذبح کرنا اور

۲۷ للابى سليمان محمد بن عبدالله بن کھلانا۔

احمد م. ۳۷۹)

مردوں کو نیک ہمسایوں سے بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

حدیث نمبر (۵۵)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا مَاتَ اَحَدُكُمُ الْمَيِّتُ فَاَحْسِنُوا كَفْنَهُ وَعَجِّلُوا بِانْجَازِ وَصِيَّتِهٖ وَ اَعْمِقُوا لَهُ فِي قَبْرِهٖ وَ جَنِّبُوهُ جَارَ السُّوْءِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهَلْ يَنْفَعُ الْجَارُ الصَّالِحُ فِي الْاٰخِرَةِ قَالَ هَلْ يَنْفَعُ فِي الدُّنْيَا قَالَ نَعَمْ قَالَ كَذٰلِكَ يَنْفَعُ فِي الْاٰخِرَةِ.

(شرح الصدور ، ۱۲۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اس کو اچھا کفن دو اور اس کی وصیت جلدی پوری کرو اور قبر گہری کھودو اور اسے برے پڑوسیوں سے بچاؤ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا مردے کو اچھا ہمسایہ نفع دیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا دنیا میں اچھا ہمسایہ نفع دیتا ہے عرض کی گئی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح آخرت میں بھی نفع دیتا ہے۔

فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کا حکم

بعض محدثین کچھ احادیث کو ضعیف کہتے ہیں لیکن اصول حدیث میں ہے کہ حدیث صحیح نہ

ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث ہے ہی موضوع۔ چنانچہ

ملا علی قاری لکھتے ہیں

لَا یَلْزِمُ مِنْ عَدمِ الصِحَّۃِ وُجُودُ الْوَضْعِ کَمَا لَا یَخْفٰی۔ (موضوعات الکبریٰ ۲۲۲)

یعنی کھلی بات ہے کہ حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

مزید فرماتے ہیں کہ

قُلْتُ لَا یَلْزِمُ مِنْ عَدمِ صِحَّتِہٖ ثُبُوتُ وَضْعِہٖ وَغَایَتُہٗ اَنَّہٗ ضَعِیفٌ۔

(موضوعات الکبریٰ ۷۴)

یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں غایت یہ کہ ہو ضعیف۔

علامہ زرکشی فرماتے ہیں

قَالَ الزَّرْکَشِی۔ بَیْنَ قَوْلِنَا لَمْ یَصِحَّ وَقَوْلِنَا مَوضُوعٌ۔ بَونٌ "بَیِّنٌ" فَاِنَّ الْوَضْعَ اَثْبَاتُ الْکِذْبِ۔ وَ قَوْلُنَا لَمْ یَصِحَّ اِنَّمَا ھُوَا اَخْبَارٌ" عَنْ عَدَمِ الثُّبُوتِ وَلَا یَلْزِمُ مِنْہُ اِثْبَاتُ الْعَدَمِ۔

(موضوعات الکبریٰ ۷۳)

علامہ زرکشی نے کہا کہ ہم محدثین کا کسی حدیث کو یہ کہنا کہ یہ صحیح نہیں اور کسی کو یہ کہنا کہ یہ موضوع ہے اس میں بڑا فرق ہے۔ موضوع کہنے کے معنی یہ ہیں کہ یہ روایت جھوٹی بنائی ہوئی ہے اور جب ہم یہ کہیں کہ یہ صحیح نہیں (یعنی ضعیف ہے) اسکے یہ معنی نہیں کہ یہ حدیث جھوٹی بنائی ہوئی ہے بلکہ اس کا حال تو سلب ثبوت ہے۔

ابوطالب محمد بن علی مکی فرماتے ہیں

الاَحَادِیثُ فِی فَضَائِلِ الاَعمَالِ وَ تَفضِیلِ الاَصحَابِ مُتَقَبَّلَةٌ" مُحتَمِلَةٌ" عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَقَاطِیعِهمَا وَ مَرَاسِیلِهَا لَا تُعَارَضُ وَلَا تُرَدُّ. کَذٰلِکَ کَانَ السَّلَفُ یَفعَلُونَ.

یعنی فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں۔ مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کی جائے گی اور نہ انہیں رد کیا جائے گا آئمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔

(قوت القلوب فی معاملة المحبوب ١ /١٧٨)

ابن عبدالبر فرماتے ہیں

وَقَد قَالَ ابنُ عَبدِالبَر. اِنَّهُم یَتَسَاهَلُونَ فِی الحَدِیثِ اِذَا کَانَ مِن فَضَائِلِ الاَعمَالِ.

اور تحقیق ابن عبدالبر نے کہا کہ جب حدیث فضائل اعمال کے بارہ میں ہو تو علماء اس میں تساہل فرماتے ہیں۔

(المقاصد الحسنة ٢٣٥)

امام احمد بن حنبل۔ امام ابن مہدی۔ امام ابن مبارک اور امام جلال الدین سیوطی۔

وَ یَجُوزُ عِندَاَهلِ الحَدِیثِ وَ غَیرِهِم التَّسَاهُلُ فِی الاَسَانِیدِ الضَّعِیفَةِ وَ رِوَایَةُ مَا سِوَی المَوضُوعِ مِنَ الضَّعِیفِ وَالعَمَلُ بِهٖ. (تدریب الراوی ٢٩٨)

اور محدثین وغیرہم علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ضعف موضوع کے سوا ہر قسم حدیث کی روایت اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے

اور اسی صفحہ پر ہے کہ

ابن حنبل و ابن مهدی و ابن المبارک. قالوا اذا رَوینا فِی اَلحلالِ وَالحرام شدد نَاوَ اِذا رَوینا وفِی الفضائلِ وَ نَحوِها تساهلنَا.

(تدریب الراوی ۲۹۸)

یعنی امام احمد بن حنبل۔ امام ابن مہدی اور امام ابن مبارک وغیرہم سے اس کی تصریح منقول ہے وہ فرماتے ہیں جب ہم حلال و حرام میں حدیث روایت کریں تو سختی کرتے ہیں اور جب فضائل میں روایت کریں تو نرمی کرتے ہیں۔

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

امام ابوزکریا نووی شارح مسلم لکھتے ہیں۔

قَالَ العُلَماءُ مِنَ المُحدِثِینَ وَالفُقَهاءُ وَغیرُهم یَجُوزُ وَیستَحبُ العَمَلَ فِی الفَضائلِ وَالتَّرغیبِ وَالتَّرهیبِ بِالحدیثِ الضَّعیفِ مالم یَکُن مَوضُوعاً

(اذکار المنتخبة من کلام سید الابرار ﷺ ۷)

محدثین و فقہا وغیرہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک باتوں کی ترغیب اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جبکہ موضوع نہ ہو۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں

وَالضَّعیفُ یُعمَلُ بِهِ فِی فَضائلِ

اور ضعیف احادیث پر فضائل اعمال میں

الاعمالِ اِتِّفَاقًا. وَلِذَا قَالَ اَئِمَّتُنَا. اَنَّ مَسحَ الرَّقَبَةِ مُستَحَبٌ" اَوْ سُنَّةٌ. (الموضات الكبرى)

بالاتفاق عمل کیا جاتا ہے اسی لیے ہمارے ائمہ کرام نے فرمایا کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

وَرَدَ فِی فَضَائِلِ رَجَبِ الاَحَادِیثُ بِاَسَانِیدِ ضَعِیفَۃٍ لَا بَاسَ بِالعَمَلِ بِهَا فَاِن وَجَدَ فِی نَفسِهِ قُوَّةً فَلیَعمَل بِهَا.

(انتباہ فی سلاسل اولیاء ۲۹)

اور رجب کے مہینے کی فضیلتوں میں حدیثیں ضعیف سندوں سے آئی ہیں ان پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں پس اگر اپنی جان میں قوت پائے تو ان پر عمل کرے۔

شارح شفا خفاجی فرماتے ہیں۔

اَلَّذِی یُصلِحُ لِلتَّعوِیلِ عَلَیهِ اَن یُقَالَ اِذَا وَجَدَ حَدِیثٌ فِی فَضِیلَۃِ عَمَلٍ مِنَ الاَعمَالِ لَا یَحتَمِلُ الحُرمَۃَ وَالکَرَاهِیَۃَ یَجُوزُ العَمَلُ بِهٖ وَیَستَحِبُ لِاَنَّهٗ مَامُونُ الخَطَرِ وَمَرجُوُّ النَّفعِ.

(نسیم الریاض شرح شفا ۱/۴۳)

یعنی اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت میں کوئی حدیث پائی جائے اور وہ حرمت و کراہت کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز و مستحب ہے کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَن بلغه عن اللهِ شیء" فیه فضیلة" فاخذ به ایمانًا و رجاء ثوابه اعطاهُ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جسے اللہ

اللہ ذالک و ان لم یکن کذالک.

(کنزالعمال ۱۵ ۷۹۱ برقم ۴۳۱۳۲)

تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور اس کے ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا فرمائے گا اگرچہ وہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ

ماجآء کُم عنّی من خیرٍ قُلتُہ' اوْ لَمْ اَقُلْہ' فانّی اَقُولُہ' وَماجآ ءَ کُم عنّی من شرّ فانّی لا اَقُولُ لشَرّ

کہ تمہیں جس بھلائی کی خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بری بات کی خبر پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔

(احمد فی مسندہ ۲ ۳۶۷ (برقم ۸۷۸۷) و ۲ ۴۸۳ برقم (۱۰۲۷۴))

ابن ماجہ میں ہے

ما قیل من قولٍ حسنٍ فانا قُلتُہ'.

(ابن ماجہ ۲)

یعنی جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے فرمائی ہے۔

وفی روایۃ خذوا بہ حدثتُ بہ اوْ لَمْ اُحدثْ بہ.

(کنزالعمال ۱۰ ۲۲۹ برقم ۲۹۲۱۰)

اس پر عمل کرو چاہے وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ۔

اہل علم کے عمل کرنے سے بھی ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے۔

رواه الترمذی وقال هذا حدیثٌ غریبٌ والعملُ علی هذا عند اهل العلمِ. قال النووی و اسناده ضعیفٌ نقلهُ میرک فکان الترمذی یُرِیْدُ تقویة الحدیث بعمل اهل العلم. والعلم عندا لله تعالی کما قال الشیخ محی الدین ابن عربی انه بلغنی عن النبی ﷺ انه من قال لا اله الا الله سبعین الفا. غفر الله تعالیٰ. ومن قیل له غفرله ایضا فکنت ذکرت التهلیلة بالعدد المروی من غیران انوی لاحد بالخصوص فحضرت طعامامع بعض الاصحاب و فیهم شاب مشهور بالکشف. فاذا هو فی اثناء الاکل اظهر البکاء. فسالته عن السببِ. فقال اری امی فی العذاب فوهبت فی باطنی ثواب التهلیلة المذکورة لها فضحک و قال انی اراها الان فی حسن المابِ فقال

یعنی امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اہل علم کا اس پر عمل ہے سید میرک نے امام نووی سے نقل کیا کہ اس کی سند ضعیف ہے تو گویا امام ترمذی عمل اہل علم سے حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں واللہ اعلم اس کی نظیر وہ ہے کہ سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا مجھے حضور اقدس ﷺ سے حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص ستر ہزار بار لا الہ الا اللہ کہے اس کی مغفرت ہو اور جس کے لیے پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو۔ میں نے لا الہ الا اللہ اتنے بار پڑھا تھا اس میں کسی کے لیے خاص نیت نہ تھی اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا ان میں ایک جوان کے کشف کا شہرہ تھا کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا میں نے سبب پوچھا کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں

الشیخ فعرفت صحۃ الحدیث بصحۃ کشفہ و صحۃ کشفہ بصحۃ الحدیث.	امام محی الدین قدس سرہ فرماتے ہیں تو میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف کی صحت سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے جانی۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ۹۸/۳ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۵)

امام سیوطی تعقبات میں امام بیہقی سے ناقل ہیں

تداولھا الصالحون بعضھم عن بعض و فی ذالک تقویۃ الحدیث المرفوع.	یعنی صالحین نے ایک دوسرے سے اخذ کیا اور ان کے اخذ میں حدیث مرفوع کی تقویت ہے۔

(تعقبات علی الموضوعات ۱۳)

اسی میں فرمایا

قد صرح غیرو احد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اھل العلم بہ و ان لم یکن لہ اسناد یعتمد علی مثلہ	معتمد علما نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کے لیے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو۔

(تعقاب علی الموضوعات ۱۲)

یہ ارشاد علماء احادیث احکام کے بارہ میں ہے پھر احادیث فضائل تو احادیث فضائل ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد پنجم ۴۷۷)

عبدالستار غیر مقلد! ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔

من تمسک بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد.

یعنی سنت پر مضبوطی سے عمل کرتے رہنے کی حدیث میں تاکید ہے خصوصاً جب لوگ اس پر عمل نہ کرنے دیں بلکہ فساد کریں ایسے وقت تو ضرور ہی عمل کرنا چاہیے۔

(فتاوی ستاریہ ۴/ ۳۷ کراچی)

ایصال ثواب عند المتقدمین والموخرین

نمبر (۱)

ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

انّ عائشةَ رضي اللّٰه تعالى عنها اعتقتْ عنْ اخيها عبدُالرحمن رقيقًا منْ تلادہ ترجُو انْ ينفعهُ ذالك بعْد موْته.

بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمان کے لیے اس امید پر ایک غلام آزاد کیا ان کی وفات کے بعد کہ ان کو اس سے نفع حاصل ہو۔

(شرح الصدور ۳۰۱ والتذکرة الموتی للقرطبی ۴۸)

نمبر (۲)

امامین کریمین شہزادگان علی المرتضیٰ امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حیدر کرار کے ایصال ثواب کے لیے غلام آزاد کرنا۔

انّ الحسنَ والحسينَ كان يُعتقان عنْ عليٍّ رضي الله تعالى عنه بعْد

بے شک حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی المرتضیٰ رضی

مؤته. (مصنف ابن ابی شیبة ۳/۷۷ و شرح الصدور ۴۰۱ والتذکرة الموتی للقرطبی ۴۸)

اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ان کے وفات کے بعد غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

نمبر (۳)

طریقہ انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

عن الشَّعبی قَالَ. کَانَتِ الْاَنصَارُ اِذَا مَاتَ لَھُمُ الْمَیِّتُ اِختَلَفُوْا اِلٰی قَبرِہٖ یَقرَؤُوْنَ الْقُرآن.

امام شعبی سے مروی ہے کہ انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہوتا تو وہ اس کی قبر پر جایا کرتے اور وہاں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

(الامر بالمعروف والنھی عن المنکر للخلال ۱۲۳ و مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۴۱ و شرح الصدور ۴۰۳ و تذکرة الموتی للقرطبی ۹ ۴و کتاب الروح ۲۶ بحوالہ القول المنصور)

نمبر (۴) امام طاوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اِنَّ الْمَوْتٰی یُفْتَنُوْنَ فِی قُبُوْرِھِمْ سَبْعًا فَکَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّطْعَمَ عَنْھُمْ تِلْکَ الْاَیَّامَ.

کہ بے شک مردے سات دن تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو وہ (یعنی صحابہ) سات دن تک ان کی طرف سے کھانا کھلانا مستحب سمجھتے تھے

(حلیۃ الاولیاء ۴/۱۱ و احوال القبور و احوال اھلھا الی النشور ۱۴ و شرح الصدور ۱۹۳)

نمبر (۵) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عن احمد بن حنبل قال اِذَا دَخَلْتُمْ مِنْ مَقَابِرِ فَاقْرَأُوا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد وَجْعَلُوْا ذَالِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّهُ يَصِلُ اِلَيْهِمْ ثُمَّ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اِنَّ فَضْلَهُ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ۔

محمد بن احمد مروزی سے روایت ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور فلق و ناس پڑھ کر ثواب قبرستان والوں کی ارواح کو پہنچاؤ بے شک وہ انہیں پہنچے گا پھر تم کہو کہ اے اللہ اس کو قبرستان والوں کے لیے فضیلت بنا۔

(المغنی لابن القدامۃ المقدسی ۱/۴۳۶ لفظہ و طبقات الحنابلہ لابن ابی یعلی ۱۹۲ و العاقبۃ لعبدالحق ۲۵۵ برقم ۵۷۸ و شرح الصدور ۴۰۴ و تزکرۃ الموتی للقرطبی ۵۰)

یاد رہے پہلے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرات علی القبور کا انکار کرتے تھے لیکن بعد میں آپ نے رجوع کر لیا تھا جیسا کہ ابن قیم وغیرہ نے بھی نقل کیا ہے۔

قرات علی القبور پر امام احمد بن حنبل کا رجوع۔

اخبرنی الحسن بن احمد الوراق حدثنی علی بن موسی الحداد وکان صدوقا. قال كُنْتُ مَعَ احمد بن حنبل و محمد بن قدامة الجوهری فی جنازۃ. فَلَمَّا دُفِنَ الْمَيِّتُ جَلَسَ رَجُلٌ " ضَرِيْرًا يَقْرَأُ

امام ابوبکر خلال کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن احمد الوراق نے کہ مجھ سے بیان کیا علی بن موسیٰ الحداد نے جو صدوق ہیں نے کہا کہ میں امام احمد بن حنبل اور امام محمد بن قدامہ جوہری کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر تھا جب میت کو دفن کر دیا گیا تو ایک

عِنْدَالْقَبْرِ. فَقَالَ لَهٗ احمد يَاهٰذَا اِنَّ
الْقِرَاءَةَ عِنْدَ الْقَبْرِبِدْعَةٌ" فَلَمَّا خَرَجْنَا
مِنَ الْمَقَابِرِقَالَ محمد بن قدامة
لاحمد بن حنبل يَا ابا عبداللّٰهِ
مَاتَقُوْلُ فِى مبشر الحلبى. قَالَ ثِقَةٌ"
قَالَ كَتَبْتُ عَنْهُ شَيْئًا! قَالَ نَعَمْ
فَاَخْبَرَنِىْ مبشر عَنْ عبدالرَّحمن بن
الْعَلاءِ بْنِ اللَّجْلاجِ. عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ
اَوْصٰى اِذَا دُفِنَ اَنْ يُقْرَاءَ عِنْدَ رَأْسِهٖ
بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَ خَاتِمَتِهَا. وَقَالَ
سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللهُ تعالى
عنه يُوْصِىْ بِذَالِكَ فَقَالَ لَهٗ احمد
فَارْجِعْ وَقُلْ لِلرَّجُلِ يَقْرَاءُ.

(الامر بالمعروف والنهى عن المنكر
للخلال ۱۲۲ و كتاب الروح ۵۶ و
المغنى لابن قدامة ۵۱۸/۳، ۵۱۹)

نابینا شخص قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے بیٹھا
تو امام احمد بن حنبل نے اس سے کہا قبر کے
پاس قرآن پڑھنا بدعت ہے راوی کہتے
ہیں جب ہم قبرستان سے نکلے تو محمد بن
قدامہ نے امام احمد سے پوچھا کہ آپ مبشر
حلبی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں تو امام
احمد نے کہا کہ وہ ثقہ ہے کہا کیا
میں اس سے روایت لے سکتا ہوں تو امام
احمد نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا کہ مجھے خبر
دی مبشر حلبی نے انہوں نے عبدالرحمن بن
العلاء بن للجلاج سے انہوں نے اپنے
باپ سے روایت کی کہ ان کے والد نے
وصیت کی کہ جب مجھے دفن کر چکو تو میرے
سرہانے سورۃ بقرۃ کا اول و آخر تلاوت کرنا
کیونکہ میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے سنا کہ انہوں نے یہی وصیت فرمائی
تھی تو امام احمد نے ان سے فرمایا کہ فوراً پلٹ
جاؤ اور اس شخص کو کہہ کہ وہ قرآن مجید پڑھے.

نمبر(۶) امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قال الزعفرانی! سألتُ الشّافعی عنِ القراء ۃ عِندالقبرِ فقالَ لا بأس بہ۔

زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی سے سوال کیا کہ قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

(الامر بالمعروف و نہی عن المنکر للخلال ۲۳ ا شرح الصدور ۳۰۲)

نمبر(۷) مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں نقل کیا کہ مالک بن دینار سے روایت ہے کہ میں جمعۃ المبارک کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے تو میں نے کہا کہ لا الہ الا اللہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی مغفرت کردی ہے تو ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اے مالک بن دینار یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے بھائیوں کے لیے میں نے اس کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ کس نے ہدیہ بھیجا ہے تو آواز آئی ایک مومن بندہ اس قبرستان میں آیا اور اس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور ان دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں قل یا ایُّھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھا اور کہا اے اللہ میں ان دو رکعتوں کا ثواب ان تمام قبرستان والے مسلمانوں کو بخشتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا اور ہماری قبروں کو مشرق و مغرب میں وسعت دی اور فرحت پیدا فرمادی۔

قَالَ مَالِكٌ فَلَمْ اَزَلْ اَقْرَاُهُمَا فِيْ كُلِّ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ مَنَامِيْ يَقُوْلُ لِيْ. يَا مَالِكَ بْنَ دِيْنَارٍ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ بِعَدَدِ النُّوْرِ الَّذِيْ اَهْدَيْتَهُ اِلٰى اُمَّتِيْ وَلَكَ ثَوَابُ ذَالِكَ ثُمَّ قَالَ لِيْ وَبَنَى اللّٰهُ لَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فِيْ قَصْرٍ يُقَالُ لَهُ الْمُنِيْفُ قُلْتُ وَمَا الْمُنِيْفُ. قَالَ الْمُطِلُّ عَلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ.

(شرح الصدور ۳۰۹)

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ ہر جمعہ کی رات کو دو رکعت اس طرح پڑھ کر مسلمانوں کی ارواح کو بخشتا۔ پس ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے مالک بن دینار بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بخش دیا ہے۔ جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا تحفہ بھیجا ہے اتنا ہی ثواب اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام منیف ہے۔ مالک بن دینار فرماتے ہیں میں نے عرض کی منیف کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جس پر اہل جنت بھی جھانکیں گے۔

نمبر (۸) مُردوں کے لیے قرآن خوانی کرنا

قَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّيْنِ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ مَازَالُوْا فِيْ كُلِّ مِصْرٍ يَجْتَمِعُوْنَ وَيَقْرَاُوْنَ لِمَوْتَاهُمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ فَكَانَ ذَالِكَ اِجْمَاعًا.

حافظ شمس الدین عبدالواحد کہتے ہیں ہر شہر میں مسلمانوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کے لیے قرآن کریم کی قرات کرتے ہیں اور کبھی

(مظہری زیر آیت و ان لیس للانسان الا ما سعی ضیاء القرآن ایضاً)

کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا گویا کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔

نمبر (۹) امام ابن قدامہ مقدسی حنبلی

وَلَنَا مَا ذَکَرْنَاہُ وَاَنَّہٗ اِجْمَاعُ الْمُسْلِمِیْنَ فَاِنَّھُمْ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ وَّ مِصْرٍ یَجْتَمِعُوْنَ وَیَقْرَاُوْنَ الْقُرْآنَ وَیُھْدُوْنَ ثَوَابَہٗ اِلٰی مَوْتَاھُمْ مِنْ غَیْرِ نَکِیْرٍ.

اور ہمارے دلائل سے جو کہ ہم نے بیان کیے ہیں اور یہ کہ اس پر اجماع ہے۔ کیونکہ ہمیشہ سے ہر دور میں اور ہر شہر میں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب اپنے مرنے والوں کو بخشتے ہیں اور اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

(المغنی مع الشرح الکبیر ۳۲۹/۲)

نمبر (۱۰) حضرت حماد مکی

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات مکہ مکرمہ کے قبرستان میں گیا اور میں ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قبرستان والے حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں تو میں نے کہا کیا قیامت قائم ہو گئی ہے۔

قَالُوْا لَا وَلٰکِنْ رَجُلًا مِنْ اِخْوَانِنَا قَرَاَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" وَجَعَلَ ثَوَابَھَا لَنَا فَنَحْنُ نَقْتَسِمُہٗ مُنْذُ سَنَۃٍ.

انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا ہے جس کو ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

(شرح الصدور ۳۰۴)

نمبر (۱۱) امام خیثم کی وصیت

عَنْ خَیْثَمَ اَنَّہٗ اَوْصٰی اَنْ یُّدْفَنَ فِیْ قَبْرِہٖ فَقَرَأَ قَوْمُہٗ.

(کتاب الزھد لامام احمد ۳۲۹)

امام خیثم نے وصیت فرمائی کہ ان کو قبرستان میں دفن کیا جائے تو ان کی قوم ان پر قرآن پڑھے۔

نمبر (۱۲) امام ابن الصلاح

ایک سوال کہ کیا انسان کو جائز ہے کہ وہ قرآن پڑھے اور اس کا ثواب اپنے والدین و اقربا کو بالخصوص اور عام مسلمانوں کو بالعموم ہدیہ کرے اور کیا قرآن پڑھنا قبر کے قریب یا دور اس میں فرق ہے جواب فرماتے ہیں کہ

اَمَّا قِرَاءَۃُ الْقُرْآنِ فَفِیْہِ خِلَافٌ بَیْنَ الْفُقَهَاءِ وَالَّذِیْ عَلَیْہِ عَمَلُ اَکْثَرِ النَّاسِ تَجْوِیْزًا ذٰلِکَ وَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّقُوْلَ اِذَا اَرَادَ ذٰلِکَ اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُہٗ لِفُلَانٍ وَلِمَنْ یُّرِیْدُ فَیَجْعَلُہٗ دُعَاءً وَلَا یَخْتَلِفُ فِیْ ذٰلِکَ الْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ.

یعنی قرات قرآن کے ثواب پہنچانے میں فقہا کا اختلاف ہے اور اکثریت کے نزدیک یہ جائز ہے اور چاہیے کہ وہ یوں کہے اے اللہ جو میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچا اور جس کو چاہے اس کو دعا میں شامل کرے اور قبر کے قریب یا دور پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(فتاوی و مسائل ابن الصلاح ۱/۱۹۲، ۱۹۳)

نمبر (۱۳) امام قرطبی

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبد السلام فتوی دیا کرتے تھے کہ میت کو تلاوت قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا جب وہ فوت ہوئے تو ان کے دفن کے بعد ان کے اصحاب نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میت کو قرات

قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا یہ کیسی بات ہے۔

قَالَ لَہٗ کُنْتُ اَقُوْلُ ذَالِکَ فِی دَارِ الدُّنْیَا وَالْاٰنَ فَقَدْ رَجَعْتُ عَنْہُ لَمَّا رَاَیْتُ مِنْ کَرَمِ اللّٰہِ فِی ذَالِکَ وَاَنَّہٗ یَصِلُ اِلَیْہِ ثَوَابُ ذَالِکَ.

فرمایا دنیا میں تو میں ایسا ہی کہا کرتا تھا پس اب میں اس سے رجوع کر چکا ہوں کیونکہ میں نے یہاں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے۔

(شرح الصدور ۳۰۳)

نمبر (۱۴) امام جلال الدین سیوطی

قَالَ السیوطی وَاَمَّا الْقِرَاءَۃُ عَلَی الْقَبْرِ فَجَزَمَ بِمَشْرُوْعِیَّتِہَا اَصْحَابُنَا وَغَیْرُہُمْ.

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ قبر پر قرآن مجید پڑھنے کے جواز پر ہمارے اصحاب اور دوسرے حضرات نے یقین کیا ہے یعنی اس کے جواز میں کوئی شک و شبہ نہیں

(شرح الصدور ۳۰۳)

نمبر ۱۵ فتاوی نووی

یَصِلُہٗ ثَوَابُ الدُّعَاءِ وَثَوَابُ الصَّدَقَۃِ بِالْاِجْمَاعِ وَاخْتَلَفُوْا فِی ثَوَابِ الْقِرَاءَۃِ فَقَالَ اَحْمَدُ وَبَعْضُ اَصْحَابِ الشَّافِعِی یَصِلُ وَقَالَ الشَّافِعِی وَالْاَکْثَرُوْنَ لَا یَصِلُ.

یعنی میت کو دعا اور صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اس پر اجماع ہے اور اختلاف قرات کے ثواب پہنچنے میں ہے پس امام احمد اور بعض شوافع نے کہا کہ پہنچتا ہے اور امام شافعی اور ان کے اصحاب میں سے زیادہ نے کہا کہ نہیں پہنچتا۔

(فتاوی الامام النووی ۵۹)

نمبر (۱۵) امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغانی

الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوة او صوما او صدقة او غیرها عند اهل السنة والجماعة.

اس باب میں اصل یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو دے سکتا ہے وہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا ان کے علاوہ۔

(الهدایه مع الدرایة باب الحج عن الغیر ۲۹۶)

نمبر (۱۶) غیر مقلدین کے امام شوکانی لکھتے ہیں۔

و قال فی شرح الکنز ان للانسان ان یجعل ثواب عمل لغیره صلوة کان او صوما او حجا او صدقة او قرادة القرآن او غیر ذالک من جمیع انواع البر و یصل ذالک الی المیت و ینفعه عند اهل السنة.

اور کہا کہ شرح کنز میں ہے کہ بے شک انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو دے سکتا ہے وہ نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ ہو یا قرات قرآن یا ان کے علاوہ ہر قسم کی نیکی اہل سنت کے نزدیک میت کو ان کا ثواب پہنچتا ہے اور نفع دیتا ہے۔

(نیل الاوطار ۴ ۹۹)

نمبر (۱۷) شاہ عبدالحق محدث دہلوی

و مستحب است که تصدق کرده شود از میت بعد از رفتن او از عالم

اور مستحب ہے کہ میت کے اس دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف

تا هفت روز و تصدق از میت نفع میکنند او را بے خلاف میان اهل علم و وارد شده است دراں حدیث صحیحه خصوصاً و بعضے از علماء گفته اند که نمی رسد به میت مگر صدقه و دعا و در بعض روایات آمده است که روح میت می آید خانه خود را شب جمعه پس نظر میکند که تصدق میکند از وے یانه.

سے صدقہ و خیرات کیا جائے کہ میت کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنا اسے نفع دیتا ہے اس میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور اس کے جواز میں خصوصاً احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ میت کی روح شب جمعہ کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے کوئی صدقہ کرتا ہے یا نہیں۔

(اشعه اللمعات ۱/۷۱۶)

تلاوت قرآن کے متعلق لکھتے ہیں

واختلاف کردہ اند در گردانیدن ثواب قرآن برائے میت و وصول ثواب آں بدو قول و صحیح وصول است و مکروہ نیست قرات قرآن بر قبر و ھو الصحیح ذکرہ الشیخ ابن الہمام۔

(اشعه اللمعات ۱/۶۹۷)

اور میت کے لیے قرآن کی تلاوت کا ثواب کرنے اور پہنچنے میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ پہنچتا ہے۔ اور قبر پر قرآن پڑھنا مکروہ نہیں ہے یہی صحیح ہے جیسا کہ ابن الہمام نے ذکر کیا ہے۔

نمبر (۱۸) علامہ ثناء اللہ پانی پتی

جمہور فقہاء حکم کردہ اند کہ ثواب قرات قرآن و اعتکاف وغیرہ ہر عبادت بمیت میرسدو بہ قال ابو حنیفہ و مالک و احمد وحافظ شمس الدین بن عبدالواحد گفتہ اند کہ از قدیم در شہر مسلمانان جمع می شوند و برائے اموات قرآن مجید می خوانند پس اجماع شد۔

کہ جمہور فقہاء نے حکم کیا ہے کہ قرآن مجید پڑھنے اور اعتکاف کرنے اور اسی طرح ہر عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے امام ابو حنیفہ۔ امام مالک امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں اور حافظ شمس الدین بن عبدالواحد نے کہا کہ ہر شہر میں مسلمان زمانہ قدیم سے اکٹھے ہو کر مردوں کے لیے قرآن خوانی کرتے ہیں پس اس پر اجماع ہے۔

(تذکرۃ الموتی والقبور ۴۹)

نمبر (۱۹) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین کریمین نمایند و بر آن فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک می شود و خوردن بسیار خوب است۔

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب امامین حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

(فتاوی عزیزی ۱/۷۱)

نمبر (۳۰) محمد جعفر بن عبدالکریم سندھی ۱۰۰۰ھ

وَالسُّنَّة اَنْ يَتَصَدَّقَ وَلِيُّ الْمَيِّتِ قَبْلَ مُضِيِّ اللَّيْلَةِ الْاُوْلٰى مَا تَيَسَّرَ لَهٗ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَ يَقْرَاءُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ آيَةِ الْكُرْسِيِّ وَ سُوْرَةِ التَّكَاثُرِ عَشْرَ مَرَّاتٍ فَاِذَا فَرَغَ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلَّيْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ وَ اَنْتَ تَعْلَمُ بِمَا اَرَدْتُ بِهَا اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ ثَوَابَهَا اِلٰى قَبْرِ فُلَانِ الْمَيِّتِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعْطِيْهِ ثَوَابًا جَزِيْلًا وَ نُوْرًا حَسَنًا وَ دَرَجَةً وَ شَفَاعَةً وَ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَتَصَدَّقَ عَنِ الْمَيِّتِ بَعْدَهٗ اِلٰى سَبْعَةِ اَيَّامٍ فِي الْمَصَابِيْحِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَاْتِيْ عَلَى الْمَيِّتِ لَيْلَةٌ اَشَدُّ مِنْ اَوَّلِ لَيْلَةٍ فَارْحَمُوْا اَمْوَاتَكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّدَقَةِ.

(الستانة فی المرمة عن الخزانة ۳۰۹)

اور سنت یہ ہے کہ میت کا ولی پہلی رات گزرنے سے پہلے صدقہ کرے جو اس کو میسر ہو اور اگر صدقہ کرنے کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں تو وہ دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور سورۃ التکاثر دس مرتبہ پڑھے اور جب فارغ ہو تو کہے اے اللہ میں نے یہ نماز پڑھی اور تو جانتا ہے کہ میں اس کے ساتھ کیا چاہتا ہوں اے اللہ اس کا ثواب فلاں مرنے والے کی قبر میں بھیج پس اللہ تعالیٰ اس کو ثواب جزیل اور حسین نور عطا فرمائے گا اور اس کا درجہ بڑھائے گا اور اس کے حق میں اس کی شفاعت قبول کرے گا اور مستحب یہ ہے کہ میت کی طرف سے اس کے بعد سات دن تک صدقہ کرے اور مصابیح میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میت پر سب سے سخت اس کی پہلی رات ہوتی ہے پس اپنے مرنے والوں پر کوئی شے صدقہ کر کے رحم کرو۔

مزید آگے لکھتے ہیں

رَجُل" اعتق عبده عن ابيه الميت فالولاء له والاجر للاب من غير ان ينقص من اجر الابن و كذالك الصدقات والدعوات للوالديه ولجميع المؤمنين والمؤمنات يكون الاجر للوالديه والجميع المومنين والمومنات في التاتار خانية الافضل لمن يتصدق نفلا ان ينوي لجميع المؤمنين والمؤمنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شيء".

(المتانة في المرمة عن الخزانة ۳۰۹/۳۱۰)

یعنی آدمی نے غلام آزاد کیا اپنے مرنے والے باپ کی طرف سے تو ولاء اس کے لیے اور اجر اس کے باپ کے لیے ہے اور بیٹے کے اجر سے کچھ کم بھی نہیں ہوگا اور اسی طرح والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے صدقات اور دعائیں کہ ان کا اجر والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو ہوگا اور فتاوی تاتارخانیہ میں ہے کہ جو نفلی صدقہ کرے اس کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے نیت کرے کیونکہ وہ ان کو پہنچے گا اور اس کے اجر میں سے بھی کچھ کم نہیں ہوگا۔

نمبر (۲۱) شاہ ولی اللہ کا تیجہ اور قرآن خوانی

روز سوم کثرت هجوم مردم آں قدر بود که بیروں از حساب است هشتاد ویک کلام الله به شمار

تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو

آمده و زیاده هم شده باشد و کلمه اندازه نہیں۔
را احصر نیست.

(ملفوظات شاہ عبدالعزیز ۸۰ بحوالہ جاء الحق)

نمبر(۲۲) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی اور بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(شمائم امدادیہ ۱۲۹)

نمبر(۲۳) مروجہ طریقہ ایصال ثواب اور پیر و مرشد رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی۔

پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی اور دسواں۔ بیسواں۔ چہلم ششماہی سالنامہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات اور دیگر ایصال ثواب کے قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب اس فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا اور یہی عمل درآمد

اس مسئلہ میں رکھنا چاہیے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ مع توضیحات وتشریحات مفتی خلیل احمد برکاتی صاحب ۱۴۱۔۱۴۹)

نمبر (۲۴) رشید احمد گنگوہی دیو بندی اور فاتحہ مروجہ

سوال. فاتحہ مروجہ یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چہ حکم دارد.

یعنی فاتحہ مروجہ کہ کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیا حکم رکھتا ہے۔

جواب!

واگر کسے ایں طور مخصوص بعمل آوردان طعام نمی شود بخوردنش مضائقہ نیست و ایں را ضروری دانستن مذموم است و بہتر آنست کہ ہرچہ خواہند خوانده ثواب آں بمیت رسانند و طعام رابہ نیت تصدق بفقراء خورنند و ثوابش نیز باموات رسانند

اور اگر کوئی اس مخصوص عمل کو بجالائے تو کھانا حرام نہیں ہوتا اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس کو ضروری جاننا (فرض واجب وغیرہ) بری بات ہے اور بہتر یہ ہے کہ جو کچھ پڑھا گیا ہو اس کا ثواب میت کو بخش دیا جائے اور کھانا صدقہ کی نیت سے فقیروں کو کھلا دیا جائے اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچا دیا جائے۔

(فتاوی رشیدیہ حصہ اول ۱۵۲ کراچی)

نمبر (۲۵) شاہ اسمٰعیل دہلوی

اور یہ گمان نہ کریں کہ فوت شدہ لوگوں کو طعام سے فائدہ پہنچانا اور ان کی فاتحہ

خوانی ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ یہ کام تو بہت بہتر اور افضل ہے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ رسم کا پابند نہ ہونا چاہیے تاریخ اور دن اور طعام کی جنس اور قسم کی تعیین کے بغیر جس وقت اور جس قدر کہ موجب ثواب ہو بجالائے اور جب میت کو کچھ نفع پہنچانا منظور ہو تو اسے کھانے کھلانے پر ہی موقوف نہ سمجھنا چاہیے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کا ثواب بہت ہے۔

(صراط مستقیم مترجم ۸۹ ادارہ نشریات لاہور)

نمبر(۲۶) اشرف علی تھانوی دیوبندی

اور بعض محض اللہ تعالیٰ کے لیے نیاز دیتے ہیں اور ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طعام کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچادے یہ جائز ہے اور ایسا طعام وشیرینی حلال ہے بلکہ ثواب ہے۔ (فتاوی اشرفیہ ۱۵۳ کراچی)

نمبر(۲۷) مولوی ظہیر الدین نبیرہ شاہ رفیع الدین دہلوی اور ایک قطرہ پانی کی وجہ سے قبر میں انعام۔

راقم کے روبرو حضرت نے فرمایا کہ پرانے شہر دہلی میں ایک شخص رہتا تھا وہ مر گیا ایک دختر اس نے چھوڑی ایک شخص نے اس متوفی کو خواب میں دیکھا کہ میری بیٹی سے کہو کچھ للہ میرے واسطے خیرات کرے صبح کو اس نے اس کی بیٹی کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ آوارہ ہو کر طوائفوں میں مل گئی اور شاہجہان آباد میں ہے یہ شخص گیا تو کوٹھے پر بازار میں رہتی تھی اور کواڑوں کو قفل لگا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ دریا پر واسطے غسل کے

گئی ہے یہ شخص جمنا گھاٹ پر گئے دیکھا کہ وہ کئی مردوں کے ساتھ نہا رہی ہے اور چھینٹوں سے آپس میں لڑ رہی ہے انہوں نے کنارے پر سے اس کے باپ کا پیغام ادا کیا اس نے سنتے ہی ایک دو ہتڑ پانی بھر کر پھینکا اور کہا کہ یہ میں نے اللہ کے واسطے دیا۔ یہ شخص شرمندہ ہو کر چلے گئے اسی رات اس مرد کو یعنی اس کے باپ کو خواب میں دیکھا انہوں نے کہا میں نے جا کر دیکھا کہ اس کی اوقات سب خراب ہو گئی ہے اس نے کہا خیر یہ اس کے عمل ہیں لیکن اس نے جو دو ہتڑ بھر کر پھینکا تھا اس کا ایک قطرہ ایک جانور کے حلق میں جو متصل کنارے دریا کے بہت پیاسا تھا پہنچا اس کے عوض میرے اوپر بڑے انعام حق تعالیٰ نے کیے میں تمہارا بڑا شکر گزار ہوں۔ (کمالات عزیزی ۱۸)

نمبر (۲۸) غیر مقلدین کے علماء شوکانی۔ محمد بن اسمٰعیل میر نذیر حسین ثناء اللہ وغیرہم۔

جب علامہ شوکانی اور محمد بن اسمٰعیل امیر کی تحقیق ایصال ثواب' قرات قرآن وعبادات بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سن لینا خالی از فائدہ نہیں آپ شرح المنہاج میں فرماتے ہیں کہ!

وَالظَّاهِرُ اَنَّ الدُّعَاءَ مُتَّفَقٌ" عَلَيْهِ اَنَّه" اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو يَنفَعُ الْمَيِّتَ وَالْحَیَّ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی نزدیک ہو وَغَيْرِهَا وَ عَلٰى ذَالِكَ اَحَادِيْثُ" یا دور اور اس کے متعلق بہت سی حدیثیں كَثِيْرَةٌ" بَلْ كَانَ اَفْضَلُ اَنْ يَّدْعُوْا وارد ہیں بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے

لاخیہ بظھر الغیب۔ بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرے۔

(فتاوی نذیریہ ۱/۴۲۲ و فتاوی ثنائیہ ۲/۳۹ و نیل الاوطار ۴/۱۰۰)

نمبر (۲۸) فتاوی علمائے حدیث

سوال: میت کے ایصالِ ثواب اور مغفرت کیلئے قرآن مجید اور بخاری شریف یا دیگر وظائف مثلاً حصن حصین اور دینی کتب کا ختم کرانا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ میرا مسلک وہی ہے جو حضرت مولانا و مرشدنا عبدالرحمن صاحب محدث مبارکپوری کا ہے۔ آپ کا فتویٰ فتاوی نذیریہ جلد اول ص: ۴۴۱ پر درج ہے۔ بعینہٖ آپ کے فتوی کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

متاخرین علمائے اہلحدیث سے علامہ محمد بن اسماعیل امیر نے سبل السلام میں مسلک حنفیہ کو ارجح دلیلا بتایا ہے۔ یعنی یہ کہا ہے کہ قرأت قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ از روئے دلیل زیادہ قوی ہے۔ اور علامہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں اسی کو حق کہا ہے مگر اولاد کے ساتھ حق کہا ہے (مگر احادیث غیر اللہ سے بھی ثابت ہے پیشی نور) یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کیلئے قرأۃ قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیوں کہ اولاد کا تمام عمل خیر مالی ہو خواہ بدنی اور بدنی میں قرأۃ قرآن ہو یا نماز یا روزہ۔ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے۔ ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو مع ترجمہ یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام جلد اول ص: ۲۰۷ میں ہے۔

ان هذه الادعية و نحوها نافعة للميت بلا خلاف و اما غيرها من قراءة القرآن فالشافعي يقول لا يصل ذالك اليه. و ذهب احمد و جماعة من العلماء الى وصول ذالك اليه. و ذهب جماعة من اهل السنة والحنفية الى ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة كان اوصوما او حجا او صدقة او قرأة قرآن او ذكرا او اى نوع من انوع القرب و هذا هو القول الارجح دليلا و قد اخرج الدارقطنى ان رجلا سأل النبى صلى الله عليه وسلم انه كيف يبر ابويه بعد موتهما فاجابه بانه يصلى لهما مع صلوته و يصوم لهما مع صيامه د واخرج ابوداؤد من حديث معقل بن يسار عنه صلى الله عليه وسلم . اقرو اعلى

یعنی یہ زیارت قبر کی دعائیں اور مثل ان کے اور دعائیں میت کو نافع ہیں۔ بلا اختلاف میت کے لئے قرآن پڑھنا۔ سو امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور امام احمد اور علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے۔ کہ قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور علمائے اہلسنت سے ایک جماعت کا اور حنفیہ کا مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے، نماز ہو، یا روزہ یا صدقہ یا قرأۃ قرآن یا کوئی ذکر یا کسی قسم کی کوئی عبادت اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے۔ اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیوں کرنیکی واحسان کرے آپ نے فرمایا ! اپنی نماز کے ساتھ دونوں کیلئے نماز پڑھے۔ اور اپنے روزہ کے ساتھ ان دونوں کیلئے روزہ رکھے۔ اور ابوداؤد میں

موتاكم سورة يسين و هو شامل للميت بل هو الحقيقة فيه واخرج الشيخان انه صلى الله عليه وسلم كان يضحى عن نفسه بكبشٍ وعن امته بكبشٍ وفيه اشارة الى ان الانسان ينفعه عمل غيره وقد بسطنا الكلام فى حواشى ضوء النهار بما يتضح منه قوة هذا لمذهب انتهى.

(جلد۳ ص۲۳ نیل الاوطار)

معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مُردوں پر یٰسین پڑھو۔ اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے۔ بلکہ حقیقتاً میت ہی کیلئے ہے۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ ایک مینڈھا اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک اپنی امت کی طرف سے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم نے حواشی ضوء النہار میں اس مسئلہ پر مبسوط کلام کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے۔

والحق انه يخصص عموم الاية با لصدقة من الولد كما فى احاديث الباب و بالحج من الولد كما فى خبر الخثعمية و من غير الولد ايضا كما فى الحديث المحرم عن اخيه شبرمة ولم يستفصله ﷺ هل اوصى شبرمة ام لا و بالعتق من

حاصل اور خلاصہ ترجمہ اس عبارت کا بقدرِ ضرورت یہ ہے کہ حق یہ ہے کہ آیت وان لیس للانسان الا ما سعیٰ اپنے عموم پر نہیں اور اس کے عموم سے اولاد کا صدقہ خارج ہے۔ یعنی اولاد اپنے مرے ہوئے والدین کیلئے جو صدقہ کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اور اولاد اور غیر اولاد کا

الولد كما وقع فى البخارى فى
حديث سعد فلانا للمالكية على
المشهور عندهم و بالصلوٰة من
الولد ايضا لما روى الدارقطنى ان
رجلا قال يا رسول الله انه كان لى
ابوان ببر هما فى حال حيوتهما
فكيف لى برهما بعد موتهما فقال
صلى الله عليه وسلم ان من بعد
البران تصلى لهما مع صلاتك و ا
ن تصوم لهما مع صيامك و
بالصيام من الولد لهذالحديث و
لحديث ابن عباس عندالبخارى و
مسلم ان امرأة قالت يا رسول الله
ان امى ماتت و عليها صوم نذرٍ
فقال ارأيت لو كان دين على امك
فقضيته و كان يؤدى عنها قالت
نعم قال فصومى عن امك و
اخرج مسلم و ابوداؤد و الترمذى
من حديث بريدة ان امرأة قالت انه

حج بھی خارج ہے۔ اس واسطے خثعمیہ کی
حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد جو اپنے
والدین کیلئے حج کرے اس کا ثواب
والدین کو پہنچتا ہے ،اور اولاد جو اپنے
والدین کیلئے غلام آزاد کرے تو اس کا
ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے جیسا کہ
بخاری میں سعد کی حدیث سے ثابت ہے
اور اولاد جو اپنے والدین کیلئے نماز پڑھے یا
روزہ رکھے۔ سو اس کا ثواب بھی والدین کو
پہنچتا ہے اس واسطے کہ دارقطنی میں ہے کہ
ایک مرد نے کہا! یا رسول اللہ میرے ماں
باپ تھے ان کی زندگی میں ان کے ساتھ
نیکی واحسان کیا کرتا تھا پس ان کے مرنے
کے بعد ان کے ساتھ کیوں کر نیکی کروں
آپ نے فرمایا مرنے کے بعد نیکی یہ ہے
کہ اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کیلئے
بھی نماز پڑھ اور اپنے روزے کے ساتھ
اپنے والدین کیلئے روزہ بھی رکھ۔ اور
صحیحین میں ابن عباس کی حدیث میں ہے

كان على امى صوم شهر فاصوم
عنها قال الصومى عنها ومن غير
الولد ايضاً لحديث من مات و عليه
صيام صام عنه وليه متفق عليه و
بقراة يٰسين من الولد وغيره
لحديث اقرؤ اعلىٰ موتاكم يٰسين.
بالدعاء من الولد لحديث. اوولد
صالح يدعوله و من غيره لحديث
استغفروا لا خكم و سئلوا له
التثبيت ولقوله تعالىٰ والذين
جاؤا جاؤا من بعدهم يقولون ربنا
اغفرلنا ولا خواننا الذين سبقونا
بالايمان و لماثبت من الدعاء
للميت عندالزيارة لجميع ما يفعله
الولد لوالديه من اعمال
البرلحديث ولد الانسان من سعيه
انتهى.

کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ میری
ماں مرگئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے
تھے آپ نے فرمایا بتا اگر تیری ماں کے ذمہ
قرض ہوتا اور اسکی طرف سے تو ادا کرتی تو
ادا ہو جاتا یا نہیں۔ اس نے کہاں ادا ہو جاتا
آپ نے فرمایا، روزہ رکھ اپنی ماں کی طرف
سے اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک
عورت نے کہا میری ماں کے ذمہ ایک مہینہ
کے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف
سے روزہ رکھوں آپ نے فرمایا اپنی ماں کی
طرف سے روزہ رکھ اور غیر اولاد کے روزہ
کا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ
حدیث متفق علیہ میں آیا ہے کہ جو شخص مر
جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو
اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے اور
سورۃ یٰسین کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے
اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی
طرف سے بھی اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا ہے کہ اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو

اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد دعا کرے یا کوئی اور کار خیر جو اولاد اپنے والدین کے لیے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی سے ہے (جب علامہ شوکانی اور علامہ محمد بن اسمعیل امیر کی تحقیق ایصال ثواب قراۃ قرآن وعبادت بدنیہ کے متعلق سن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سن لینا، خالی از فائدہ نہیں۔)

آپ شرح المنہاج میں فرماتے ہیں۔

لا یصل عندنا ثواب القرأۃ علی المشھور والمختار الوصول اذا سئال اللہ ایصال ثواب قراء تہ و ینبغی الجزم بہ لا نہ دعاء. فاذا جاز الدعاء للمیت بما لیس للداعی فلان یجوز بما ھو لہ اولی ویبقی الامر فیہ موقوفا علی استجابۃ الدعاء ھذا المعنی لا	یعنی ہمارے نزدیک مشہور قول پر قرأت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے قرأۃ قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کو دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ اس قرأت کا ثواب میت کو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر موقوف رہے گا (یعنی اگر دعا اسکی قبول

يختص بالقراءة بل يجزى فى سائر الاعمال والظاهر ان الدعاء متفق عليه انه ينفع الميت والحى القريب والبعيد بوصية وغيرها و على ذالك احاديث كثيرة بل كان افضل ان يدعوا لاخيه بظهر الغيب انتهى ذكره فى نيل الاوطار (فتاوی نذیریہ ۱/ ۴۲۲ و فتاوی ثنائیہ ۲/ ۳۹ و ماہنامہ الاسلم دہلی جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۴ و ترجمان دہلی جلد نمبر ۶ شمارہ نمبر ۹ بحوالہ فتاوی علمائے حدیث ۵/ ۳۴۶ تا ۳۵۰)

ہوئی تو قرأت کا ثواب میت کو پہنچے گا۔ اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا) اور اس طرح پر قرأت کے ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لائق ہے۔ اس واسطے کہ یہ دعا ہے پس جب کہ میت کیلئے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے۔ جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے۔ تو اس کیلئے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ جو داعی کے اختیار میں ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے نزدیک ہو خواہ دور ہو اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کیلئے غائبانہ دعا کرے۔ واللہ اعلم

نمبر (۴۹) علامہ محمد عبدالحی لکھنوی

سوال! اگر کوئی شخص کپڑا یا کھانا فی سبیل اللہ دے کر یا نماز نفل حج ادا کر کے اس کا ثواب کسی میت کی روح کو پہنچائے تو یہ ثواب میت کو پہنچے گا یا نہیں۔

جواب! عبادت مالی ہو یا بدنی یا مرکب از ہر دو۔ ہر ایک کا ثواب میت کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ (فتاوی عبدالحی اردو ۷۵)

نمبر(۳۰) مولوی ابوالبرکات احمد

سوال! قبرستان میں کھول کر قرآن پڑھنا یا زبانی پڑھنا کیسا ہے وضاحت فرمائیں۔
جواب! اس مسئلہ میں اختلاف ہے میت کو دفن کے بعد اس کے سرہانے پر سورہ البقرہ کی اول آیات ھم المفلحون تک اور آخری آیت فانصرنا علی القوم الکافرین تک پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر پڑھنے کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً مرفوعاً طبرانی۔ مسند احمد۔ بزار وغیرہ میں آئی ہے بزار کی روایت کی صاحب تنقیح الرواۃ نے تحسین کی ہے۔ (فتاوی برکاتیہ ۱۷۶)

نمبر(۳۱) غیر مقلدین (وہابیوں) کے پیشوا نواب صدیق حسن اور طریقہ ختم خواجگان رحمۃ اللہ علیہم

یہ ختم جس نیت وقصد سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ کو مع بسم اللہ سات بار پڑھے پھر درود سو بار پھر الم نشرح مع بسم اللہ ہفتاد و نہ بار پھر سورہ اخلاص با بسم اللہ ہزار و یکبار پھر فاتحہ با بسم اللہ سات بار پھر درود سو بار پھر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس ختم کا ارواح حضرات کو جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے پیش کرے ان بزرگوں کی تعین نام میں اختلاف ہے پھر اللہ تعالیٰ سے حصول مدعا بوسیلہ ان بزرگوں کے چاہے اور جب تک کام نہ ہو مداومت رکھے اللہ ہر مشکل آسان کرنے والا ہے اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑھے یا زیادہ لوگ پڑھیں بطور تقسیم لیکن رعایت عدد وتر کی اولی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے خانقاہ شریف مظہریہ کا دستور یہ تھا کہ بعد فاتحہ آخر کے دعا آواز بلند سے

کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے ثواب ان کلمات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے ہیں ارواح طیبات حضرات عالیہ نقشبندیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم امداد واعانت بواسطہ ان حضرات کے چاہتے ہیں۔ مجدد الف ثانی کے ختم میں بھی معمول دعا اسی طور پر تھا میں کہتا ہوں کہ شیخ محمد بن علی نے خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق و ابو یزید بسطامی و ابوالحسن خرقانی اور جو بعد ان کے ہوئے ہیں تا ان سے شاہ نقشبند سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضا حاجات وحصول مرادات و دفع بلا وقہر اعداء و حساد و رفع درجات و وصال قربات وظہور تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ و اسرار غریبہ کا تریاق مجرب ہے طریقہ اس ختم کا یہ ہے کہ سو بار استغفار پڑھے اور سات بار فاتحہ اور سو بار درود اور ننانوے بار الم نشرح اور ہزار اور ایک بار سورہ اخلاص پھر سات بار فاتحہ پھر وقت تمام ہونے اس ختم کے سو بار درود پھر حاجت کا سوال کرے اور مقصود کا طالب ہو باذن اللہ وہ حاجت پوری ہوگی اور چار دن سے زیادہ تجاوز نہ کرے گی اور سات دن تک اس پر مداومت کرے۔

قَالَ وَجَرَّبْنَهَا كَثِيْرٌ" وَلٰكِنْ اُوْصُوْ لِمَنْ وَصَلَ اِلٰى مُرَادِهٖ اَنْ لَا يُفْشِى سِرَّهٗ لِاَحَدٍ مِنَ السُّفَهَاءِ لِئَلَّا يَسْتَعْمِلُوْا فِيْمَا حَرَّمَ ثُمَّ كَانَ ذَالِكَ التَّرْتِيْبُ عَادَةً لَهُمْ يُدَاوِمُوْ نَهَا وَيَعْمَلُوْنَ بِهَا كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ صَبَاحًا وَمَسَاءً اَوْ دُبُرَ كُلِّ

محرر سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں ہے لیکن آباو مشائخ میرے سب نقشبندیہ گزرے ہیں اگرچہ ان کو اجازت جملہ سلاسل سلوک کی بھی حاصل تھی اسلیے میں نے اس ختم کا اس جگہ ذکر کرنا مناسب جانا برکات اس ختم کے لا تعد و لا تحد ہیں خزینۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکھی

اَلْمَکْتُوْبَاتِ الْخَمسِ فَعَادَاتُ السَّادَاتِ السَّادَاتِ سَادَاتُ لِعَادَاتِ وَمَنْ خَالَطَ السَّادَاتِ يَنَالُ السِّيَادَةَ وَالسَّعَادَةَ وَهُوَ اَعْظَمُ الرُّكْنِ وَ اَفْضَلُ الْوِرْدِ الْمَخْصُوْصِ فِی الطَّرِيْقَةِ النَّقْشْبَنْدِيَه بَعْدَ اِسْمِ الذَّاتِ وَنَفْیِ الْاِثْبَاتِ كَذَا ذَكَرَهٗ اَبُو السُّعُوْدِ اِنْتَهٰی.

ہے الاطریقہ مجددیہ کو بھی بابت اس ترتیب کے ذکر کیا ہے والد مرحوم میرے نقشبندی تھے اور قاضی محمد علی شوکانی بھی نقشبندی تھے اور اہل خاندان شاہ ولی اللہ محدث اور مرزا مظہر جانجاناں بھی اسی طریقہ علیہ پر تھے وللہ الحمد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ در اعمال مشائخ ختم خواجگاں نیز مجرب است و طریقہ او معروف و مشہور و ختم یَا بَدِیْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ یک ہزار و دو صد بار اول و آخر درود شریف صد بار نیز خواہ تنہا خواہ بجماعت نیز مجرب است انتہی۔

دوسرا طریقہ

ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ سو درود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے فاتحہ سات بار درود ایک سو بار الم نشرح انہتر بار اخلاص ایک ہزار بار پھر فاتحہ سات بار درود ایک سو بار اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کر دے۔ واللہ اعلم۔

ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد و حل مشکلات کے مجرب ہے پہلے سو بار درود

پڑھے پھر پانسو بار لاحول ولاقوۃ الا باللہ بلا کم بیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان و ختم مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کرلو۔

ختم قادریہ

اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امر مہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنجشبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ مع فاتحہ وکلمہ تمجید و درود و سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت و مشائخ طریقت کو دیکر تقسیم کرے۔

دیگر ختم قادریہ

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھ کر تقسیم کردے۔

ختم دفع شر

اسکا بہ نیت دفع شر گیارہ بار یا ایک سو ایک بار پڑھنا اور اول و آخر پانچ بار درود شریف پڑھنا بعد نماز فجر کے مجرب ہے۔ وللہ الحمد۔

ختم برائے میت

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ھو اللہ احد مع بسم اللہ پڑھے پھر دس بار درود پھر دس بار سُبحانَ اللّٰہِ وَالحمدُ لِلّٰہِ وَلا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اکبر وَلا حول ولا قوۃ اِلّا باللّٰہ پھر دس بار اَللّٰھُمَّ اغفِرہ وَارحَمہ پھر ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا لوگ حلقے کے یوں کہیں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنتَ السَّمِیعُ العَلِیمُ۔

(کتاب التعویذات اردو معروف الدعاء والدواء ۸۷ ، ۸۹)

اب اس عبارت کا مطالعہ فرمائیں جس کا ذکر نواب صدیق حسن نے کیا ہے یعنی خزینۃ الاسرار کی عبارت

نمبر (۳۲) محمد بن علی حقی النازلی لکھتے ہیں

اعلم ان الامام الھمام الفائق الذی ھو فی التفسیر والحدیث ناطق و فی جمع الطرق والاسرار سابق وھو سیدی جعفر صادق و ابو یزید البسطامی و ابوالحسن الخرقانی ومن دونھم الی شاہ النقشبندیہ قدس اللہ اسرارھم و

مفہوم: کے لئے گذشتہ نواب صدیق حسن بھوپالوی کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

نفعنا بهم آمين انهم اتفقوا فى قضاء الحاجات و حصول المرادات و دفع البلاء و قهر الاعداء والحساد ورفع الدرجات و وصول القربات و ظهور التجليات قد استعملو هذه الفائدة الجليلة والاسرار الغريبة و هى الاستغفار مائة مرة والفاتحه سبع مرات والصلوة على النبى ﷺ مائة مرة والم نشرح تسعة و سبعين مرة و قرائة سورة اخلاص الفاو احدة ثم الفاتحة سبع مرات و عند تمام الكل يصلى على النبى ﷺ مائة مرة ثم يسئال حاجته و يطلب مقصوده فانها تقضى باذن الله تعالى ولا يتجاوز الى اربعة ايام و يداوم عليها الى سبعة ايام وجربها كثير ولكن اوصو من وصل الى مراده ان لا يغشى سره

لا حد من السفهاء لئلا يستعملوها
فيما حرم ثم كا ن ذالک الترتيب
عادة لهم يداومونها ويعملون بها
کل يوم مرة او مرتين صباحاً و
مساءاً او دبر کل المکتوبات
الخمس فعادات السادات سادات
العادات ومن خالط السادات ينال
السيادة والسعادة و هوا اعظم
الرکن و افضل الورد المخصوص
فی الطريقة النقشبنديه بعد اسم
الذات و نفی الاثبات فان ارواح
المشائخ برکة هذا الورد يمدون
من استمد منهم و يغيثون من
استغاث بهم و يعينون من استعان
بهم و يخلصونه من انواع البلايا
کذا ذکره ابو السعود.

(خزينة الاسرار الکبری ۲۲۰)

نمبر (۳۳) علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

الحمد الله رب العلمين، ليس فى الاية ولا فى الحديث انَّ المَيِّتَ لا ينتفعُ بدعاءِ الخلقِ له و بما يعملُ عنهُ من البِرِّ بل البِرّ ائمةُ الاسلامِ متفقُونَ على انتفاعِ المَيِّت بذالكَ و هذا مما يعلمُ بالاضطرارِ من دِينِ الاسلامِ وقد دلَّ عليهِ الكتابُ والسُّنةُ والاجماعُ ممّن خالفَ ذالكَ كانَ من اهلِ البدعِ.

(مجموعه فتاوی ابن تیمیه ۲۴/۳۰۶)

الحمد للہ رب العالمین! مذکورہ آیت اور حدیث میں یہ (بالکل) نہیں ہے کہ میت اس دعا سے نفع حاصل نہیں کرتی جو مخلوق اس کیلئے کرتی ہے (اور نہ ہی آیت وحدیث میں ہی ہے کہ میت) اس نیک عمل سے نفع حاصل نہیں کرتی جو اس کیلئے کیا جائے۔ بلکہ آئمہ اسلام میت کے دعا و اعمال صالحہ سے منتفع ہونے پر متفق ہیں اور یہ دین اسلام کے ضروری مسائل میں سے ہے۔ اور اس پر کتاب وسنت اور اجماع دلالت کرتے ہیں اور جو کوئی اس کی مخالفت کرے وہ بدعتی ہے۔

نمبر (۳۴) ابن قیم کا فتوی

وذهب بعض اهل البدع من اهلِ الكلامِ انه لا يصلُ الى المَيّتِ شي البتة لا دعاء ولا غيره.

یعنی بعض اہل کتاب بدعتی کہتے ہیں کہ مردے کو نہ دعا کا ثواب پہنچتا ہے اور نہ کسی اور عمل کا۔ (کتاب الروح ۲۹۸)

نمبر (۳۵) محمد بن اسماعیل امیر کا فتوی

اِنَّ هٰذِهِ الْاَدْعِيَةَ وَ نَحْوَهَا نَافِعَةٌ لِلْمَيِّتِ بِلَا خِلَافٍ وَاَمَّا غَيْرُهَا مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ لَهٗ فَالشَّافِعِيُّ يَقُوْلُ لَا يَصِلُ ذَالِكَ اِلَيْهِ وَ ذَهَبَ اَحْمَدُ وَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ اِلٰى وُصُوْلِ ذَالِكَ اِلَيْهِ وَ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ اِلٰى اَنَّ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَيْرِهٖ صَلٰوةً كَانَ اَوْ صَوْمًا اَوْ حَجًّا اَوْ صَدَقَةً اَوْ قِرَاءَةَ قُرْاٰنٍ اَوْ ذِكْرًا اَوْ اَیَّ نَوْعٍ مِنْ اَنْوَاعِ الْقُرَبِ وَ هٰذَا هُوَ الْقَوْلُ الْاَرْجَحُ دَلِيْلًا۔

یعنی یہ دعائیں اور ان کی مثل اور دعائیں بلا اختلاف میت کو نفع دیتی ہیں اور قران کی تلاوت کے بارے بلا اختلاف پس امام شافعی کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور امام احمد اور علماء کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اور اہل سنت میں سے ایک جماعت اور حنفیہ کا یہی مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قرات قرآن یا کوئی ذکر یا عبادت کی کوئی اور قسم اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے۔

(سبل السلام شرح بلوغ المرام ۲/ ۵۸۶، ۵۸۷)

نمبر (۳۶) نواب وحید الزمان غیر مقلد کا فتویٰ

لَا خِلَافَ بَيْنَ اَهْلِ السُّنَّةِ فِيْ اَنَّ الْاَمْوَاتَ تَنْتَفِعُ بِسَعْيِ الْاَحْيَاءِ فِيْ اَمْرَيْنِ اَحَدُهُمَا مَاتَسَبَّبَ اِلَيْهِ الْمَيِّتُ

یعنی اس میں اہل سنت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مردوں کو زندوں کی سعی کا دو طرح سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ ایک تو

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

فِی حَیَاتِهٖ و اَلثَّانِی دُعَاءُ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِسْتِغْفَارُهُمْ لَهٗ وَالصَّدَقَةُ وَالْحَجُّ وَاخْتَلَفَ اَصْحَابُنَا فِی ثَوَابِ الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِیَّةِ کَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَ غَیْرِهَا وَ مَذْهَبُ الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْحَدِیْثِ اَنَّ ثَوَابَ کُلِّ عِبَادَةٍ بَدَنِیَّةٍ کَانَتْ کَخَتْمِ الْقُرْاٰنِ اَوْ مَالِیَّةٍ کَا الصَّدَقَةِ یَصِلُ اِلَیْهِمْ سَوَاءٌ" اهدی لَهُمْ کُلُّ الثَّوَابِ اَوْ نِصْفُهٗ اَوْ رُبُعُهٗ نَصَّ عَلَیْهِ الاِمَامُ احمد و قَالَ یَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ کُلُّ شَیْءٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَصَلٰوةٍ وَ حَجٍّ وَ اِعْتِکَافٍ وَقِرَاءَةٍ وَ ذِکْرٍ وَغَیْرِ ذَالِکَ.

(هدیة المهدی ۱۰۷)

یہ کہ جس کا سبب مرنے والا خود بنا اپنی زندگی میں۔ اور دوسرا مسلمانوں کا اس کے لیے دعا اور استغفار کرنا صدقہ اور حج کرنا اور ہمارے اصحاب نے بدنی عبادات میں اختلاف کیا ہے جیسے قرات قرآن وغیرہ اور اہل حدیث میں سے محققین کا مذہب یہ ہے کہ تمام عبادات بدنیہ جیسے ختم قرآن مجید یا مالی جیسے صدقہ کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور یہ بات برابر ہے کہ مردوں کو کل ثواب ایصال ثواب کیا جائے یا نصف یا چوتھائی اس پر امام احمد نے نص قائم کی ہے اور فرمایا ہے کہ میت کو ہر نیکی کا ثواب وہ صدقہ ہو نماز ہو حج ہو اعتکاف ہو قرآن مجید کی تلاوت ہو ذکر ہو یا اس سے علاوہ کوئی دوسری عبادت پہنچتا ہے۔

نمبر(۳۷) فقہ محمدیہ کلاں

مولوی نورالحسن غیر مقلد نے لکھا ہے

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ قبر کے پاس

قرآن پڑھنا مستحب ہے واسطے اس حدیث کے کہ آپ ﷺ نے ایک کھجور کی چھڑی تازہ چیر کر گاڑی اس واسطے کہ جب چھڑی کی تسبیح سے تخفیف عذاب کی امید ہے تو پھر قبر کے پاس قرآن پڑھنے سے بطریق اولیٰ امید ہے۔ (فقہ محمدیہ کلاں ۱/۲۰۳)

نمبر (۳۸) فقہ حنفی کی مشہور کتاب حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے

فَلِلْانسانِ اَنْ یَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ صَلٰوۃً کَانَ اَوْ صَوْمًا اَوْ حَجًّا اَوْ صَدَقَۃً اَوْ قِرَائَۃَ الْقُرْاٰنِ اَوِ الْاَذْکَارِ اَوْ غَیْرَ ذَالِکَ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ وَ یَصِلُ ذَالِکَ اِلَی الْمَیِّتِ وَ یَنْفَعُہٗ.

یعنی کوئی انسان اپنے عمل کا ثواب کسی غیر کو پہنچائے اہل سنت کے نزدیک یہ جائز ہے وہ عمل نماز ہو یا روزہ حج ہو یا صدقہ تلاوت قرآن مجید ہو یا ذکر یا اس کے علاوہ نیک اعمال میں سے کوئی عمل بھی ہو اور میت کو ان اعمال کا ثواب پہنچتا اور اسے نفع دیتا ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ۳۴۱، ۳۴۲)

نمبر (۳۹) حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں

وَھٰذَا جَائِزٌ '' اَھْلِ السُّنَّۃِ وَھُوَ اَنْ یَجْعَلَ الْاِنْسَانُ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ صَلٰوۃً کَانَ اَوْ صَوْمًا اَوْ صَدَقَۃً اَوْ غَیْرَھَا. کَقِرَائَۃِ الْقُرْاٰنِ وَالطَّوَافِ وَالْعِتَاقِ وَالْاَذْکَارِ وَنَحْوِھَا.

(فتح باب العنایۃ بشرح النقایہ ۱/۷۳۱)

اور یہ اہل سنت کے نزدیک جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو بخشے خواہ وہ نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا اسی طرح کی جیسے قرات قرآن طواف غلام آزاد کرنا اور ذکر اور اسی طرح کی دوسری چیزیں۔

نمبر (۴۰) امام نووی اور منکرین پر فتوی

عَنْ بَعضِ اَصْحابِ الْکَلامِ مِنْ اَنَّ الْمَیِّتَ لا یَلْحَقُہٗ بَعْدَ مَوْتِہٖ ثَوَابٌ" فَھُوَ مَذْھَبٌ" بَاطِلٌ" قَطْعاً وَ خَطَأً بَیِّنٌ" مُخَالِفُ النُّصُوْصِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَاِجْمَاعِ الْاُمَّۃِ فَلا اِلْتِفَاتَ اِلَیْہِ.

یعنی بعض متکلم بدعتیوں نے کہا کہ میت کو اس کی موت کے بعد ثواب نہیں پہنچتا یہ مذہب یقینا باطل ہے جو قرآن حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے پس اس کی طرف بالکل توجہ نہ کی جائے۔

(مسلم مع نووی ۱/ ۱۲)

نمبر ۴۱ مولوی عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی غیر مقلد کا فتوی

اموات کو زندوں کے عمل سے فائدہ نہ پہنچنا معتزلہ کا مذہب ہے

سوال: جو یہ عقیدہ رکھے کہ ایصال ثواب بحق موتے از قسم طعام و پارچہ وغیرہ جائز نہیں نہ یہ ان کو پہنچے وہ سنت و جماعت والوں میں سے ہے یا نہ؟

جواب: صدقات کا ثواب باتفاق اہل سنت اور جماعت کے اموات کو پہنچتا ہے بعض فرق ضالہ معتزلہ وغیرہ کا مذہب ہے کہ کسی عبادت کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا خواہ وہ عبادت بدنی ہو یا مالی صحیح مسلم میں ہے۔ لیس فی الصدقات اختلاف میت کو صدقہ کا ثواب پہنچنے میں کوئی اختلاف نہیں امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے۔

فان الصدقة تصل الی المیت و ینتفع بھا بلا خلاف بین المسلمین و ھذا ھو الصواب و ما ما حکاہ الما وردی فی کتابہ الحاوی عن بعض

اصحاب الكلام من ان الميت لا يلحقه بعد موته ثواب فهو مذهب باطل قطعاً و خطأ بين لنصوص الكتاب والسنة واجماع الامة فلا التفات اليه ولا تعريج عليه . شرح فقہ اکبر میں ہے کہ اموات کو زندوں کے عمل سے فائدہ نہ پہنچنا مذہب معتزلہ کا ہے۔ (فتاویٰ غزنویہ ۱۷۹)

(فتاویٰ علمائے حدیث جلد نمبر ۵ ص:۳۳۶)

قرآن و احادیث اور اقوال متقدمین و متاخرین سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایصال ثواب کی حقیقت کو اسلام قبول کرتا ہے اور مسلمان دور نبوی ﷺ سے لے کر آج تک اپنے فوت شدگان کو مختلف طریقوں سے ایصال ثواب کرتے چلے آرہے ہیں اور یہ ایک جائز و مستحب و مسنون عمل ہے اور دوسرا یہ کہ ہر دور کے مسلمانوں نے اس کو اچھا سمجھا اور اس پر عمل کرتے آرہے ہیں اور احادیث سے اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ وہ کام جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ:

مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ"۔

(اخرجه احمد فی مسنده ۱/ ۳۷۹ و حاكم فی المستدرك ۳/ ۷۸ و ابو نعيم فی الحيلة الاولياء ۱/ ۳۷۵ وفی كتاب الامامة ۳۷۶ والطيالسی فی مسنده ۳۳ برقم ۲۴۶ البزار فی مسنده ۱/ ۸۱ والبيهقی فی الاعتقاد ۲۰۸ و ابن الاعرابی فی المعجم ۲/ ۱۶۴ والطبرانی فی الكبير ۹/ ۱۱۳ والبغوی فی شرح السنة ۱/ ۲۱۴ والخطيب فی الفقيه والمتفقه ۱/ ۱۶۳، ۱۶۴ و محمد فی الموطا ۱۰۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

جائیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

مسلمان شروع سے اس عمل کو اچھا سمجھتے آرہے ہیں بلکہ اس کے خلاف کو باطل کہتے ہیں جیسا کہ گذشتہ اوراق میں نقل ہو چکا۔

پس حدیث کی رو سے بھی معلوم ہو گیا کہ یہ عمل اللہ کی بارگاہ میں بھی اچھا ہے اور اس کو نہ ماننے والا قرآن واحادیث واجماع امت کا مخالف ہے اور کئی علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں گزرا۔

اور اگر یہ کام بدعت وحرام ہوتا تو یہ امت کبھی بھی اس پر اکٹھی نہ ہوتی کیونکہ

عن ابن عمر. قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد ﷺ علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار. و فی روایۃ ان امتی لا تجتمع علی الضلالۃ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی میری امت کو یا امت محمد ﷺ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جدا ہوا تو تنہا آگ میں ڈالا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک میری امت کبھی بھی گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی۔

(ترمذی ۳۹/۲ وحاکم فی المستدرک ۱۱۷/۱ و کتاب السنۃ لابی عاصم ۱/۳۹،۴۱ والموتلف والمختلف ۲۴۳)

لیکن بعض لوگ اس پر اعتراضات کرتے ہیں کہ کھانے کو سامنے رکھ کر پڑھنا جائز نہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ کھانا ہی حرام ہو جاتا ہے۔

کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا

اگر کوئی کھانا سامنے رکھ کر تلاوت قرآن مجید کرتا ہے تو اس سے کھانا حرام نہیں ہوگا کیونکہ کھانا کھانے سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے بسم اللہ پڑھنے کا بھی حکم فرمایا اور بسم اللہ جو قرآن مجید کی ایک آیت کا حصہ ہے اس کے پڑھنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا بلکہ اس میں برکت ہو جاتی ہے تو قرآن مجید کی چند آیات پڑھنے سے حرام کیوں ہوگا۔

حالانکہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ مبارکہ بھی یہ تھا کہ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے اور پڑھنے کا حکم فرماتے تھے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے

نمبر (۱)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنْ نَسِيَ فِي اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ.

(ترمذی ۲/ ۸ و ابن ماجہ ۲۳۲/۲۳۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیت پڑھنے سے کھانے میں برکت پیدا ہوتی ہے کیونکہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ہی آیت ہے اگر اس کے پڑھنے سے حرام نہیں تو چند آیات پڑھنے سے کیسے کھانا حرام ہوگا۔

علامہ محمود آلوسی حلال کو حرام کہنے کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں کہ

اِنَّ تحریمَ الحلالِ علی وجہین. الاَوَّلُ اعتقادُ ثبوتِ حکمِ التحریمِ فیہ وھو کاعتقادِ ثبوتِ حکمِ التحلیلِ فی الحرامِ محظورٌ ‘‘ یوجبُ الکفرَ. وَالثَّانی الامتناعُ مِنَ الحلالِ مُطلقًا اَوْ مؤکدًا بالیمینِ مَعَ حِلِّہٖ وھذا مباحٌ ’’ صرفٌ ‘‘ و حلالٌ ’’ محضٌ ‘‘.

حلال کو حرام بنانے کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم یہ کہ حلال چیز کے متعلق حرام ہونے کا عقیدہ رکھنا وہ ایسے ہی ہے جیسے حرام کو حلال سمجھنے کا عقیدہ رکھنا یہ موجب کفر ہے دوسری قسم یہ کہ حلال سے رک جانا حلال کو استعمال نہ کرنا یا قسم اٹھا کر اپنے اوپر حرام کر لینا یہ مباح ہے بشرطیکہ اس حلال چیز پر عمل کرنا باعث عبادت نہ ہو۔

(روح المعانی ۱۴/۱۳۸)

کھانے پر قرآن پڑھنا (آیۃ الکرسی) باعث برکت ہے

و اخرج ابو الحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ فی امالیہ و ابن نجار عن عائشۃ اِنَّ رَجُلاً اَتَی النبی ﷺ فشکا الیہ اِنَّ مَا فی بیتہٖ ممحوقٌ مِنَ البرکۃِ فقال اَیْنَ اَنْتَ مِنْ آیۃِ الکرسیّ ما تُلِیَتْ علی طعامٍ وَّلا ادامٍ اِلَّا اَنْمَا اللّٰہ برکۃَ ذالک الطعامِ و لا ادامٍ.

(درمنثور ۱/۳۲۳)

ابو الحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ نے امالی میں اور ابن نجار نے نقل کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس کے گھر میں بے برکتی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو آیۃ الکرسی سے غافل ہے کیونکہ جس کھانے اور سالن پر آیت الکرسی پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کھانے پر تلاوت قرآن مجید کرنے سے کھانا بابرکت ہو جاتا ہے اور یہ ایک جائز عمل ہے اور کھانے وغیرہ پر اگر تلاوت قرآن مجید کی جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کھانا ناجائز ہوتا ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ نے تو حکم فرمایا کہ اپنے کھانے کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ زینت دو جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے

حدیث نمبر (۳)

عن حسن قال قال رسول اللہ ﷺ زینوا اطعامکم بذکر اللہ ولا تناموا علیہ فتقسو لہ قلوبکم (المنہاج فی شعب الایمان ۲/۳۰۹)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اپنے کھانوں کو زینت بخشو اور اس سے غافل نہ ہو جاؤ کہ تمہارے دل سنگدل ہو جائیں۔

حدیث نمبر (۴)

عن سلمة قال خفت ازواد الناس واملقوا فاتوا النبی ﷺ فی نحر ابلھم فاذن لھم فلقیھم عمر فاخبروہ فقال ما بقاؤکم بعد

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگوں کا زادِ راہ ختم ہو گیا اور وہ خالی ہاتھ رہ گئے تو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تا کہ آپ ﷺ سے اونٹ

اِبلِکُم فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَا بَقَاءُھُم بَعدَ اِبِلِھِم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَادِ فِی النَّاسِ یَاْتُوْنَ بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ فَدَعَا وَ بَرَّکَ عَلَیْہِ ثُمَّ دَعَاھُمْ بِاَوْعِیَتِھِمْ فَاحْتَثَی النَّاسُ حَتّٰی فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ.

(بخاری باب حمل الزاد فی الغزو ۱/۴۱۸،
والبغوی فی شرح السنۃ ۱۳/۲۹۸)

ذبح کرنے کی اجازت حاصل کریں پس رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی پھر ان کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو ان کو یہ بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے اونٹ ذبح کرنے کے بعد تم زندہ کس طرح رہو گے پس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ ذبح کرنے کے بعد لوگ زندہ کیسے رہیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کردو کہ اپنا بچا ہوا زادِ راہ لے آئیں۔ پس آپ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا کی پھر ان سے فرمایا کہ اپنے اپنے برتن بھر لو لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لیے جب فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

حدیث نمبر۲ سے معلوم ہوا کہ کھانے پر قرآن پڑھنا ناجائز نہیں بلکہ باعث برکت ہے اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن کی تلاوت کی جائے تو کھانا حرام نہیں ہو جاتا بلکہ باعث برکت بن جاتا ہے اور نمبر۴ سے معلوم ہوا کہ کھانا آگے رکھ کر دعا کرنا بھی جائز ہے اور اس کا کھانا بھی جائز۔

اب اگر کوئی ان احادیث کے مطابق قرآن کی تلاوت کرے اور دعا مانگے تو اس میں حرمت کہاں سے آ جائے گی اور اس کا کھانا کیسے ناجائز ہوگا۔

حدیث نمبر (۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ نے ام سلیم (یعنی حضرت انس کی والدہ) سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے میرے خیال میں آپ کو بھوک لگی ہے تو کیا تیرے پاس کوئی شے ہے تو انہوں نے کہا ہاں پھر انہوں نے جو کی روٹیاں نکالیں اور اپنی اوڑھنی لی اور اس میں ان کو لپیٹا اور میرے کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور کچھ مجھ پر دے دیا پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا تو میں اسے لے کر گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا اور آپ کے ساتھ صحابہ موجود تھے پس میں وہاں کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے ابو طلحہ نے بھیجا ہے تو میں نے عرض کی جی یا رسول اللہ ﷺ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے سب ساتھیوں کو فرمایا اٹھو تو آپ ﷺ چلے اور میں سب سے آگے تھا یہاں تک کہ ابو طلحہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا تو ابو طلحہ نے کہا ام سلیم بے شک رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں کو ساتھ لے کر آ گئے ہیں اور ہمارے پاس ان کے کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔

فقالت اللّٰہ و رسولہ اعلم قال
فانطلق ابو طلحہ حتی لقی رسول
اللّٰہ ﷺ فاقبل رسول اللّٰہ ﷺ
معہ حتی دخل فقال رسول اللّٰہ
ﷺ ھلمی ما عندک یا ام سلیم
فاتت بذالک الخبز فامر بہ رسول
اللّٰہ ﷺ ففت و عصرت علیہ ام
سلیم عکۃ لہا فادمتہ ثم قال فیہ
رسول اللّٰہ ﷺ ما شاء اللّٰہ ان
یقول ثم قال ائذن لعشرۃ فاذن
لہم فاکلوا حتی شبعوا ثم خرجو
ثم قال ائذن لعشرۃ فاذن لہم فاکلو
ا حتی شبعوا ثم خرجو ثم قال ائذن
لعشرۃ حتی اکل القوم کلہم و
شبعوا و القوم سبعون رجلا او ثما
نون.

تو ام سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جل و
علی و صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں پھر ابو
طلحہ چلے اور آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ
سے ملے تو رسول اللہ ﷺ ابو طلحہ کے ساتھ
تشریف لائے تو فرمایا اے ام سلیم رضی اللہ
تعالی عنہا جو تمہارے پاس کھانا ہے وہ لے
آؤ انہوں نے روٹی پیش کی آپ ﷺ نے
روٹی کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا پھر ام سلیم
نے ایک برتن سے گھی نچوڑ کر روٹی پر لگایا
پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھا جو
اللہ تعالی کو منظور تھا پھر اس کے بعد فرمایا دس
آدمیوں کو بلاؤ پس ان کو اجازت دی گئی تو
انہوں نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے پھر دس
آدمیوں کو بلایا تو انہوں نے بھی کھایا اور
سیر ہو کر چلے گئے پھر فرمایا دس آدمیوں کو
بلاؤ تو انہیں بلایا گیا تو انہوں نے کھایا اور
سیر ہو کر چلے گئے یہاں تک کے تمام
آدمیوں نے کھالیا اور سیر ہو کر چلے گئے
اور وہ ستر یا اسی آدمی تھے۔

(مسلم باب جواز استتباعة غیرہ الی دار من یثق برضاہ بذالک برقم (۵۳۱۶) ومشکوۃ ۵۳۷ و ترمذی ابواب المناقب ۲۰۳/۱، ۲۰۳، ۲۰۴ و شرح السنة ۳۰۱/۱۳ و سنن الکبریٰ ۲۷۳/۷ و تمہید ۲۸۹/۱ و دلائل النبوۃ لابی نعیم ۳۱۵/۲)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ کار تھا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے کھانا سامنے رکھ کر جو خدا کو منظور تھا وہ پڑھا تو لازماً وہ دعا اور اسماء الٰہیہ تھے یا قرآن مجید کا کوئی حصہ ہی ہوگا۔

حدیث نمبر (۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک پتھر کے برتن میں آپ ﷺ کے لیے مالیدہ ہدیہ میں بھیجا حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا جاؤ اور تمہیں جو بھی مسلمانوں میں سے ملے بلا لاؤ پس مجھے جو بھی ملا میں اسے بلا لایا پھر وہ سب داخل ہونے لگے اور کھانے لگے اور نکلتے جاتے وَوَضَعَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَہٗ عَلَی الطَّعَامِ فَدَعَا فِیْہِ وَ قَالَ فِیْہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس کھانے پر رکھا پھر اس پر دعا فرمائی اور جو خدا نے چاہا اس پر پڑھا۔

اور میں نے بھی کسی کو نہیں چھوڑا جو بھی ملا میں نے اسے دعوت دی یہاں تک کہ سب نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے اور ان میں سے ایک جماعت بیٹھی رہی اور لمبی باتیں شروع کر دیں تو نبی اکرم ﷺ انہیں کچھ کہنے سے شرماتے تھے پس آپ ﷺ باہر

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

تشریف لے آئے اور انہیں مکان میں ہی چھوڑ دیا تو اللہ تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

اے ایمان والو نبی اکرم ﷺ کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یہ کہ خود اسکے پکنے کی راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی اکرم ﷺ کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمھارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمھارے دلوں اور انکے دلوں کی اور تمھیں نہیں پہونچتا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان) (مسلم باب زواج زینب بنت جحش ۱/۴۶۱ و مستدرک ۲/۴۱۷)

ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا

تعین کی دو قسمیں ہیں

شرعی: عادی:

شرعی:

وہ جس کے لیے شریعت نے وقت مقرر فرما دیا اس کے علاوہ وہ ہو نہیں سکتا جیسا کہ قربانی ہے شریعت نے اس کے لیے وقت مقرر کر دیا ہے لہذا ان دنوں کے علاوہ قربانی ہو نہیں سکتی ایسے ہی حج ہے کہ مخصوص دنوں کے علاوہ نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ۔

عادی:

یہ کہ شریعت کی طرف سے کوئی قید نہیں جب چاہیں عمل میں لائیں لیکن کام کرنے کے لیے زمانہ ضروری ہے اور زمانہ غیر معین میں وقوع محال عقلی ہے اس لیے یہ دونوں ضروری ہیں (کذافی فتاوی رضویہ جلد ۹)

اگر ان کو تسلیم نہ کیا جائے تو ہر نیک کام جس کے لیے تاریخ مقرر کی جاتی ہے وہ ناجائز ہو جائے گا جس کے لیے شریعت نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔

پھر نماز کے لیے وقت مقرر کرنا کہ ظہر ایک بج کر پندرہ منٹ پر ہوگی یہ بھی ناجائز ہوگا کیونکہ شریعت نے سوا ایک کی قید نہیں لگائی بلکہ زوال ختم ہونے سے سایہ دوگنا ہونے تک کا وقت مقرر کیا ہے یہ ہم نے اپنی آسانی کے لیے مقرر کیا ہے۔

اور اسی طرح جلسے وغیرہ جن کے لیے دن اور وقت کہ بعد از نماز ظہر یا عشاء یہ بھی ناجائز ہوں گے اور نکاح وغیرہ بھی سنت کی بجائے ناجائز ہو جائے گا کیونکہ شریعت نے اس کے لیے کوئی خاص دن مقرر نہیں کیا یہ تقرر ہماری طرف سے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ احادیث اس بات کی شاہد ہیں کہ خود نبی اکرم ﷺ نے بھی کچھ کام معین وقت میں کئے تھے اور صحابہ کرام بھی بعض نیک کاموں کے لیے وقت مقرر فرمایا کرتے تھے۔

قباء جانے کے لیے ہفتہ کے دن کو مقرر فرمانا

حدیث نمبر (۱)

عَنْ ابْنِ عُمَر اَنَّ رَسُولَ اللّٰہ ﷺ كَانَ يَاتِي قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ وَ كَانَ يَاتِيهِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا قَالَ ابْنُ دِينَارٍ وَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر ہفتہ کے روز قبا شریف لے جاتے

كَانَ ابْنُ عُمَر يَفْعَلُه۔
(مسلم کتاب الحج ۱/۴۴۸)

تھے آپ سوار ہو کر اور پیدل جاتے اور ابن دینار نے کہا کہ بے شک ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حدیث نمبر (۲)

عَنْ عبداللّٰہ بن دینار اِنَّ ابن عُمَر كَانَ يَاتِى قُبَاءَ كُلَّ سَبتٍ وَ كَانَ يَقُولُ رَاَيتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَاتِيهِ كُلَّ سَبتٍ.
(مسلم کتاب الحج ۱/۴۴۸)

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر ہفتہ کے دن قبا شریف تشریف لے جاتے تھے اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو ہر ہفتہ کے روز تشریف لاتے دیکھا ہے۔

روزہ کے لیے سوموار (بطور یوم ولادت) کا دن مقرر کرنا۔

حدیث نمبر (۳)

عَنْ قَتَادَة اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَومِ يَومِ الاِثنَينِ فَقَالَ فِيهِ وَلِدتُ وَ فِيهِ اُنزِلَ عَلَيَّ وَ فِي رِوَايَة كَانَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ الاِثنَينِ وَالخَمِيس.

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روز کے روزے کے متعلق پوچھا گیا پس آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔

(مسلم کتاب الصیام ۱/۳۲۸ ابو داود ۱/۳۳۲ ترمذی ۱/ ۹۳ مشکوۃ ۱۷۹ مسند احمد ۵/۲۹۹ والسنن الکبری ۳/۲۹۳)

سفر کے لیے جمعرات کے دن کو پسند فرمانا۔

حدیث نمبر (۴)

اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ یَومُ الْخَمِیس فِی غَزْوَۃِ تَبُوکَ وَ کَانَ یُحِبُّ اَنْ یَّخْرُجَ یَومُ الْخَمِیس.

(بخاری کتاب الجہاد السیر ۱/۴۱۴ مشکوۃ ۳۳۸ کنز العمال ۳/۷۴)

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جمعرات کے روز غزوہ تبوک کے لیے نکلے اور آپ ﷺ جمعرات کے روز نکلنا پسند فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا وعظ کے لیے جمعرات کا دن مقرر کرنا۔

حدیث نمبر (۵)

عن ابی وائل قَالَ کَانَ عبدُاللّٰہ یُذَکِّرُ النَّاسَ فِی کُلِّ خَمِیسٍ فَقَالَ لَہٗ یَا اَبَا عبدالرَّحمٰنِ لَوَدِدْتُ اَنَّکَ ذَکَّرتَنَا کُلَّ یَومٍ قَالَ اَمَا اِنَّہٗ یَمنَعُنِی مِن ذَالِکَ اِنِّی اَکْرَہُ اَنْ اُمِلَّکُم وَاِنِّی اَتَخَوَّلُکُم بِالمَوعِظَۃِ کَمَا کَانَ النَّبِیَّ ﷺ یَتَخَوَّلُنَا بِہَا مَخَافَۃَ

حضرت ابو وائل فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر جمعرات کو لوگوں میں وعظ کرتے پس ان سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن میری خواہش ہے کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ کیا کریں فرمایا روزانہ وعظ میں یہ امر مانع ہے کہ کہیں تم اکتا نہ جاؤ اور میں نے تمہاری

السّامة علينا.

(بخاری کتاب العلم ۱/۱۶)

نصیحت کے لیے اسی طرح مقرر کیا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو وعظ کے لیے وقت مقرر کیا ہوا تھا کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

سال میں ایک دن شہداء احد کے مقابر پر آپ ﷺ کا تشریف لے جانا۔

حدیث نمبر (۶)

عن انس بن مالک اَنَّ رَسُولَ اللّٰہ ﷺ کَانَ یَاتِی اُحُدَ کُلَّ عَامٍ فَاِذَا بَلَغَ الشِّعبَ سَلَّم" عَلٰی قُبُورِ الشُّهَدَاءِ فَقَالَ سَلَام" عَلَیکُم بِمَا صَبَرتُم فَنِعمَ عُقبَی الدَّار.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر سال احد تشریف لاتے جب درہ کوہ پر پہنچتے تو شہیدوں کی قبروں پر سلام کرتے اور فرماتے تمہیں سلام ہو تمہارے صبر پر کہ دار آخرت کیا ہی عمدہ گھر ہے۔

(در منشور بحوالہ منذر و ابن مردویہ زیر آیت سلام علیکم)

حدیث نمبر (۷)

عن محمد بن ابراهیم قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَاتِی قُبُورَ الشُّهَدَاءِ عَلٰی رَاسِ کُلِّ حَولٍ فَیَقُولُ السَّلَام" عَلَیکُم بِمَا صَبَرتُم فَنِعمَ عُقبَی الدَّارُ. وَ اَبُو بَکرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثمَانُ وَ

حضرت محمد بن ابراہیم نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ ہر سال کے آخر پر شہداء کی قبور پر تشریف لاتے پھر فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار. اور ابو بکر و عمر و عثمان اور کبیر میں ہے

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

فِی الْکَبِیْرِ وَالْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَۃُ ھٰذَا کَانُوْ یَفْعَلُوْنَ۔ کہ خلفاء اربعہ ایسا ہی کرتے تھے

(جامع البیان ابن جریر زیت آیت سلام علیکم تفسیر الکبیر زیر آیت سلام علیکم)

ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھنے کا حکم فرمانا جن کو پیر یا جمعرات کو شروع کرنا۔

حدیث نمبر (۸)

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَاْمُرُنِیْ اَنْ اَصُوْمَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ اَوَّلُھَا اِلْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسُ۔

(ابو داود ۱/۲۴۴ و مشکوۃ ۱۸۰)

ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھا کروں اور ان روزوں کو پیر سے شروع کروں یا جمعرات سے۔

ہر مہینہ میں تین روزے تیرہویں۔ چودھویں۔ پندرہویں رکھنے کا حکم۔

حدیث نمب (۹)

اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّھْرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشْرَۃَ وَ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ وَ خَمْسَ عَشْرَۃَ۔

(ترمذی ۱/۹۵ و مشکوۃ ۱۸۰)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو مہینہ میں تین دن کے روزے رکھ۔ ہر مہینہ کی تیرہویں۔ چودھویں اور پندرہویں کو۔

رات کے آخری حصہ کو جنت البقیع میں آپ ﷺ کا تشریف لے جانا۔

حدیث نمبر (۱۰)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ۔

(مسلم ۱/۳۱۳ ونسائی ۱/۲۸۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میری باری میں تشریف لاتے تو رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے اسلام علیکم دار قوم مومنین۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے دینی اور دنیوی مصلحتوں کے تحت تاریخ مقرر کرنے کا ثبوت ملتا ہے تو اگر کوئی ایصال ثواب کے لیے بھی دن مقرر کرے تو وہ بھی ناجائز یا حرام نہیں ہاں اس کا فرض یا واجب سمجھنا ناجائز ہے جو نہیں سمجھنا چاہیے۔

اعتراض نمبر (۱)

رب تعالی کا ارشاد گرامی ہے!

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔

اور یہ کہ آدمی نہیں پائے گا سوائے اپنی کوشش کے۔

اس آیت کریمہ سے تو پتہ چلا کہ انسان کو اپنے اعمال کا ہی فائدہ ہوگا دوسرے کے اعمال کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اس اعتراض کے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ جواب ذکر کئے ہیں

پہلا جواب!

اِنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ

یہ آیت کریمہ دوسری آیت کریمہ والذین

آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم الایۃ اُدخِلَ الابناء الجنۃ بصلاح الاباء.

امنوا واتبعتھم... الآیۃ. سے منسوخ ہے۔ اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کیے میں گرفتار ہیں۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ آباء کی نیکیوں کی وجہ سے ان کی اولاد کو بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا جبکہ ان کے اپنے اعمال میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

دوسرا جواب!

اِنھا خاصۃٌ بِقومِ ابراھیمَ و موسیٰ علیھما الصلوۃ والسلام فاما ھٰذہٖ الامۃُ فلھا ما سعت وما سعیٰ لھا قالہ عکرمۃ.

اس آیت کریمہ کا حکم قوم ابراہیم علیہ السلام اور قوم موسیٰ علیہ السلام سے خاص ہے کہ انہیں صرف اپنے ہی اعمال کا فائدہ ہوتا تھا لیکن امت مصطفیٰ ﷺ کو اپنے اعمال کا بھی فائدہ ہوتا ہے دوسرے لوگ جو اپنی عبادات کا ثواب انہیں پہنچائیں اس کا فائدہ بھی انہیں حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام عکرمہ نے فرمایا

تیسرا جواب!

انّ المراد بالانسان ھنا الکافرُ فاما

بے شک آیت کریمہ میں جو انسان کا ذکر

اَلْمُومِنُ مَا سَعٰی وَ سَعٰی لَہٗ قالہ الربیع بن انس۔

ہے اس سے مراد کافر ہے کہ کافر کو کسی دوسرے شخص کے عمل کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا لیکن مومن کو اپنے اعمال کا فائدہ بھی ہوگا اور دوسروں کے اعمال کا بھی جن کا ثواب اسے پہنچایا گیا ہو حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے۔

چوتھا جواب!

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی مِنْ طَرِیْقِ الْعَدْلِ فَاَمَّا مِنْ بَابِ الْفَضْلِ فَجَائِزٌ اَنْ یَّزِیْدَہُ اللّٰہُ مَا شَاءَ قالہ الحسین بن فضل۔

آیت کریمہ میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ انسان صرف وہی پائے گا جو اس نے خود کوشش کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نظام میں صرف عدل کی بات ہوتی تو یہ شخص کسی دوسرے کے عمل کا فائدہ حاصل نہ کر سکتا لیکن نظام قدرت میں فضل کو بھی دخل ہے اس لیے وہ اپنے فضل سے انسان کو اس کے اپنے اعمال کا فائدہ بھی دے گا اور دوسروں سے پہنچائے گئے ثواب کا فائدہ بھی دے گا وہ اپنے فضل سے جتنا چاہے انسان کے مراتب کو زیادہ کرے یہ قول حضرت حسین بن فضل رضی اللہ عنہ کا ہے۔

پانچواں جواب!

اَنَّ اللَامَ فِی الانسانِ بِمعنٰی علی ای لیس علی الانسان الا ما سعی.
(مرقاۃ ۴/۸۶)

للانسان میں لام بمعنی علی کے ہے اب آیت کریمہ کا معنی یہ ہوگا کہ انسان کو نقصان صرف اپنے برے اعمال کا ہوگا کسی دوسرے کی بداعمالیوں کا اسے نقصان نہیں ہوگا۔

اور اسی آیت کے تحت ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ابن تیمیہ لکھتے ہیں.

سئل! عَنْ قَولِہ تعالٰی (وَ اَنْ لَیسَ لِلْاِنسانِ اِلَّا مَا سَعٰی) وَ قولُہٗ ﷺ اِذَا مَاتَ اِبنُ آدَمَ انقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِن ثَلَاثٍ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلمٍ یُنتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدعُوْ لَہٗ فَھَل یَقتَضِی ذَالِکَ اِذَا مَاتَ لَا یَصِلُ اِلَیہِ شَیءٌ مِن اَفعَالِ البِرِّ.

فاجابَ! اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ. لَیسَ فِی الآیۃِ وَلَا فِی الحَدِیثِ اِنَّ المَیِّتَ لَا یَنتَفِعُ بِدُعَاءِ الخَلقِ لَہٗ وَ بِمَا یَعمَلُ عَنہُ مِنَ البِرِّ بَل اَئِمَّۃُ

اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کا قول ہے جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین عمل صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے نفع حاصل ہو یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ پس کیا یہ آیت اور حدیث تقاضا کرتی ہیں کہ انسان کی وفات کے بعد اس کو نیک افعال میں سے کوئی چیز نہیں پہنچتی۔ پس جواب دیا! تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پایہ تکمیل تک

الاسلام مُتفِقُونَ عَلٰی اِنتِفَاعِ الْمَیِّتِ بِذَالِکَ وَ هٰذَا مِمَّا یَعلَمُ بِالاِضطِرَارِ مِنْ دِینِ الاسلام وَقد دَلَّ عَلَیهِ الکِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالاجمَاع فَمَن خَالَفَ ذَالِکَ کَانَ مِن اَهلِ البِدعِ.

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اَلَّذِینَ یَحمِلُونَ العَرشَ وَمَن حَولَهٗ یُسَبِّحُونَ بِحَمدِ رَبِّهِم وَ یُؤمِنُونَ بِهٖ وَ یَستَغفِرُونَ لِلَّذِینَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعتَ کُلَّ شَیءٍ رَحمَةً وَ عِلمًا فَاغفِر لِلَّذِینَ تَابُوا وَ اتَّبَعُو سَبِیلَکَ وَ قِهِم عَذَابَ الجَحِیمِ. رَبَّنَا وَ اَدخِلهُم جَنّٰتِ عَدنِ الَّتِی وَعَدتَّهُم وَمَن صَلَحَ مِن آبَائِهِم وَ اَزوَاجِهِم وَ ذُرِّیّٰتِهِم اِنَّکَ اَنتَ العَزِیزُ الحَکِیمُ وَ قِهِمُ السَّیِّاٰتِ وَ مَن تَقِ السَّیِّاٰتِ یَومَئِذٍ فَقَد رَحِمتَهٗ) فَقَد اَخبَرَ سُبحَانَهٗ اِنَّ المَلَائِکَةَ یَدعُونَ لِلمُؤمِنِینَ

پہنچانے والا ہے تمام جہانوں کا۔ بے شک اس آیت اور کسی حدیث میں نہیں ہے کہ میت کو مخلوق کی دعا سے اور اس نیک کام سے جو انکی طرف سے کیا جائے نفع نہیں پہنچتا۔ بلکہ تمام آئمہ اسلام ان سے میت کو نفع پہنچنے پر متفق ہیں اور یہ حکم ان میں سے ہے جو اضطرار کے ساتھ دین اسلام سے جانے جاتے ہیں اور بے شک اس پر کتاب وسنت اور اجماع دلالت کرتا ہے۔ تو جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ اہل بدعت میں سے ہوگا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور وہ جو عرش کے اردگرد (حلقہ زن) ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں حمد کے ساتھ اپنے رب کی اور ایمان رکھتے ہیں اس پر اور استغفار کرتے ہیں ایمان والوں کے لیے (کہتے ہیں) اے ہمارے رب تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز سمائی ہے پس بخش دے انہیں جنہوں نے توبہ کی اور پیروی کی ہے تیرے

بِالمَغفِرَةِ وَوِقَايَةِ العَذَابِ وَدُخُولِ الجَنَّةِ وَدُعَاءِ المَلَائِكَةِ لَيسَ عَمَلاً لِلعَبدِ.

وَقَالَ تَعَالٰى (وَاستَغفِر لِذَنبِكَ وَ لِلمُؤمِنِينَ وَالمُؤمِنَاتِ) وَقَالَ الخَلِيلُ عَلَيهِ السَّلَام. (رَبِّ اغفِرلِي وَالِوَالِدَيَّ وَلِلمُؤمِنِينَ يَومَ يَقُومُ الحِسَابِ)

وَقَالَ نُوحٌ عَلَيهِ السَّلَام (رَبِّ اغفِرلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيتِيَ مُؤمِنًا وَلِلمُؤمِنِينَ وَالمُؤمِنَاتِ) فَقَد ذَكَرَ اِستِغفَارَ الرُّسُلِ لِلمُؤمِنِينَ اَمرًا بِذَالِكَ وَاِخبَارًا عَنهُم بِذَالِكَ.

وَمِنَ السُّنَنِ المُتَوَاتِرَةِ الَّتِي مَن جَحَدَهَا كُفرُ صَلَاةُ المُسلِمِينَ عَلَى المَيِّتِ وَدُعَاؤُهُم لَهٗ فِي الصَّلَاةِ.

وَكَذَالِكَ شَفَاعَةُ النَّبِيِّ ﷺ يَومَ القِيَامَةِ فَاِنَّ السُّنَنَ فِيهَا مُتَوَاتِرَةٌ بَل لَم يُنكِرُ شَفَاعَتَهٗ لِاَهلِ الكَبَائِرِ اِلَّا

راستہ کی اور بچالے انہیں عذاب جہنم سے اے ہمارے رب داخل فرما انہیں سدا بہار باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور جو قابل بخشش ہیں ان کے اباؤ اجداد انکی بیویاں اور ان کی اولاد سے بیشک تو بڑی عزت والا اور حکمت والا ہے اور بچا لے انہیں سزاؤں سے اور جس کو تو بچالے سزاؤں سے اس دن تو بے شک تو نے اس پر بڑی رحمت فرمائی۔ تو بے شک اللہ تعالی نے خبر دی کہ بے شک ملائکہ مومنین کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور عذاب سے بچاؤ اور دخول جنت اور ملائکہ کا دعا کرنا آدمی کا عمل نہیں ہے۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ! اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنین کو جس دن حساب

اَهلِ البِدعِ. بَل قَد ثَبَتَ اَنَّهٗ يَشفَعُ لِاَهلِ الكَبَائِرِ وَ شَفَاعَتُهٗ دُعَاؤُهٗ وَسُؤَالُهُ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَهٰذَا وَاَمثَالُهٗ مِنَ القُرآنِ وَالسُّنَنِ المُتَوَاتِرَةِ وَجَاحِدُ مِثلِ ذَالِكَ كَافِرٌ بَعدَ قِيَامِ الحُجَّةِ عَلَيهِ. وَالاَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ فِي هٰذَا البَابِ كَثِيرَةٌ مِثلُ مَا فِي الصِّحَاحِ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهُمَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّ اُمِّي تُوُفِّيَت اَفَيَنفَعُهَا اَن اَتَصَدَّقَ عَنهَا قَالَ نَعَم! قَالَ اِنَّ لِي مِخرَفًا اَي بُستَانًا اُشهِدُكُم اَنِّي تَصَدَّقتُ بِهٖ عَنهَا وَ فِي الصَّحِيحَينِ عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّ اُمِّي افتُلِتَت نَفسُهَا وَلَم تُوصِ وَاَظُنُّهَا لَو تَكَلَّمَت تَصَدَّقَت فَهَل لَهَا اَجرٌ اِن تَصَدَّقتُ عَنهَا قَالَ نَعَم وَفِي صَحِيحِ مُسلِمٍ عَن اَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

قائم ہوگا۔اور نوح علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اس کو جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب مومن مردوں اور عورتوں کو۔ پس ذکر کرنا رسولوں کا مومنوں کے استغفار کے لیے اللہ تعالی نے اس کے ساتھ حکم دیا ہے اور خبر دینا ہے ان سے ساتھ اس کے اور سنن متواترہ سے ہے اور جس نے اسکا انکار کیا کفر کیا۔ نماز پڑھنا مسلمانوں کی میت پر اور ان کا اس کے لیے دعا مانگنا نماز میں اور اسی طرح نبی اکرم ﷺ کا قیامت کے دن شفاعت کرنا بلکہ کبیرہ گناہوں والوں کے لیے آپ ﷺ کی شفاعت کا انکار اہل بدعت کے علاوہ کسی نے نہیں کیا بلکہ یہ بات ثابت ہے کہ بے شک حضور اکرم ﷺ اہل کبائر کے لیے شفاعت فرمائیں گے اور آپ کا شفاعت کرنا دعا اور اللہ تبارک وتعالی سے سوال کرنا ہے۔ پس اس کی مثالیں قرآن

عَنهُ اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِی ﷺ اِنَّ
اَبِی مَاتَ وَلَم یُوصِ اَیَنفَعُهُ اِن
تَصَدَّقتَ عَنهُ قَالَ نَعَم. وَعَن
عبداللّٰه بن عمرو بن العاص اِنَّ
العَاص بن وَائِل نذَرَ فِی الجَاهِلِیَّةِ
اَن یُذبِحَ مِائَةَ بَدنَةٍ وَاَنَّ هشام بن
العاص نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمسِینَ وَاَنَّ
عَمرُوا سَاَلَ النَّبِی ﷺ عن ذالک
فَقَالَ اَمَّا اَبُوکَ فَلَو اَقَرَّ بِالتوحِید
فَصُمتُ عَنهُ اَو تَصَدَّقتُ عَنهُ نَفَعَهُ
ذالکَ.

وَفِی سُنَنِ الدار قطنی اِنَّ رَجُلاً
سَاَلَ النَّبِی ﷺ یقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰه
اِنَّ لِی اَبوَانِ وَ کُنتُ اَبَرُّهُمَا حَالَ
حَیَاتِهِمَا فَکَیفَ بِالبِرِّ بَعدَ مَوتِهِمَا
فَقَالَ النَّبِی ﷺ اِنَّ مِن البِرِّ اَن
تُصَلِّیَ لَهُمَا مَعَ صَلَاتِکَ وَاَن
تَصُومَ لَهُمَا مَعَ صِیَامِکَ وَاَن
تَصَدَّقَ لَهُمَا مَعَ صَدَقَتِکَ.

اور احادیث متواترہ میں بے شمار ہیں اور ایسی دلیل قائم ہونے کے بعد اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور اس باب میں بہت زیادہ احادیث صحیحہ ہیں جس طرح صحاح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ بے شک میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو اس سے نفع پہنچے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تو اس نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا اور صحیحین میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بے شک میری والدہ اس دنیا سے رخصت ہوگئی ہیں اور وصیت نہ کرسکیں اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو صدقہ کرتیں تو کیا

وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِم فِي أَوَّلِ كِتَابِهِ عَنْ
أَبِي إِسْحَقَ الطَّالِقَانِي قَالَ قُلْتُ
لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَا أَبَا
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلْحَدِيثُ الَّذِي جَاءَ إِنَّ
الْبِرَّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِأَبَوَيْكَ مَعَ
صَلَاتِكَ وَتَصُومَ لَهُمَا مَعَ
صِيَامِكَ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ يَا أَبَا
إِسْحَاقَ عَمَّنْ هٰذَا قُلْتُ لَهُ هٰذَا مِنْ
حَدِيثِ شِهَابِ بْنِ حِرَاسٍ. قَالَ ثِقَةٌ"
قُلْتُ عَمَّنْ قَالَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ
دِينَارٍ فَقَالَ ثِقَةٌ" عَمَّنْ قُلْتُ عَنْ
رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا أَبَا إِسْحَقَ إِنَّ بَيْنَ
الْحَجَّاجِ وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ
مَفَاوِزَ تَنْقَطِعُ فِيهَا أَعْنَاقُ الْمَطِيِّ
وَلٰكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ"
وَالْأَمْرُ كَمَا ذَكَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
الْمُبَارَكِ فَإِنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ
مُرْسَلٌ". وَالْأَئِمَّةُ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ
الصَّدَقَةَ تَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ وَ

اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان
کے لیے کوئی اجر ہے۔ رسول اکرم ﷺ
نے فرمایا ہاں یعنی ان کے لیے اجر ہے۔
اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے
نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ بے
شک میرا والد انتقال کر گیا ہے اور اس نے
کوئی وصیت نہیں کی تو کیا اگر میں اس کی
طرف سے صدقہ کروں تو اس کو صدقہ کا نفع
حاصل ہوگا تو تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا
کہ ہاں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن
العاص سے روایت ہے کہ بے شک عاص
بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ
ذبح کرنے کی منت مانی تھی اور ہشام بن
العاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ
ذبح کر دیے اور حضرت عمرو نے اس کے
متعلق نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا تو شفیع
معظم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرا باپ توحید کا
اقرار کر لیتا تو تو اس کی طرف سے روزہ

كَذَالِكَ الْعِبَادَاتُ الْمَالِيَة
كَالْعِتْقِ. وَاِنَّمَا تَنَازَعُوا فِي الْعِبَادَاتِ
الْبَدَنِيَة كَالصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالْقِرَائَةِ
وَمَعَ هٰذَا فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَائِشَة
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ
مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ وَ
فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ امْرَاَة قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
ﷺ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صِيَامُ
نَذْرٍ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلٰى اُمِّكِ
دَيْنٌ "فَقَضَيْتِهِ" اَكَانَ يُؤَدِّىْ ذَالِكِ
عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَصُوْمِىْ عَنْ
اُمِّكِ. وَفِي الصَّحِيْحِ عَنْهُ اَنَّ
امْرَاَةً" جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
فَقَالَتْ اِنَّ اُخْتِيْ مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا
صَوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ. قَالَ اَرَاَيْتِ
لَوْ كَانَ عَلٰى اُخْتِكِ دَيْنٌ" اَكُنْتِ
تَقْضِيْهِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَحَقُّ اللّٰهِ
اَحَقُّ" وَ فِي صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عَنْ

رکھتا یا صدقہ وخیرات کرتا تو اس کو تیرا یہ عمل
نفع دیتا۔ اور سنن دارقطنی میں ہے کہ
ایک آدمی نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یا
رسول اللہ ﷺ بے شک میرے والدین
حیات تھے اور میں ان کی زندگی میں ان
دونوں کے ساتھ نیکی کیا کرتا تھا تو ان کی
وفات کے بعد میں ان کے ساتھ کیسے نیکی
کروں پس نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا
کہ بے شک نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے
ساتھ انکے لیے بھی نماز پڑھ اور اپنے
روزے کے ساتھ ان دونوں کے لیے بھی
روزے رکھ اور اپنے صدقہ کے ساتھ ان
دونوں کے لیے بھی صدقہ کر اور بے شک
مسلم نے اپنی کتاب کے شروع میں ابو
اسحاق (ابراہیم بن عیسیٰ) الطالقانی سے ذکر
کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک
سے کہا اے ابو عبداللہ اس حدیث کے
بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ اپنی
نماز کے ساتھ اپنے ماں باپ کے لیے

عبداللہ بن بریدۃ بن حصیب عن
أبیہ انّ امرأۃ" أتت رسول اللّٰہ
ﷺ فقالت إنّ أمّی ماتت و علیھا
صَوْمُ شھرٍ أفیُجزِی عَنْھَا أنْ أصُوْم
عَنْھَا قال نَعَم. فھٰذِہِ الأحَادِیْثُ
الصَّحِیْحَۃ صَرِیْحَۃ" فِیْ أنّہ' یُصَامُ
عَنِ المَیّتِ مَا نَذَر و أنّہ' شَبَہٗ ذَالِکَ
بِقَضَاءِ الدَّیْن. وَالأئمّۃ تنازَعُوْ فِی
ذَالِکَ وَلَمْ یُخَالِفْ ھٰذِہِ الأحَادِیْث
الصَّحِیْحَۃُ الصَّرِیْحَۃ" مَنْ بَلَغَتْہ"
وَإنّمَا خَالَفَھَا مَنْ لَمْ تَبْلُغْہ' وَقَدْ تَقَدَّمَ
حَدِیْثُ عمرو بِأنّھُمْ اِذَا صَامُوْا عَنِ
الْمُسْلِم نَفَعَہ' وَأمّا الْحَجُّ فَیُجْزِی
عِنْدَ عَامَّتِھِمْ لَیْسَ فِیْہِ اِلاَّ اخْتِلَاف"
شَاذ. وفی الصحیحین عَنْ ابن
عباس رضی اللّٰہ عنھا انّ امرأۃً مِنْ
جُھَیْنَۃَ جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ
فَقَالَتْ اِنَّ أمّی نَذَرَتْ أنْ تحجّ فَلَمْ
تَحُجَّ حَتّٰی مَاتَتْ أفَأحُجُّ عَنْھَا فَقَال

نماز پڑھنا اور اپنے روزوں کے ساتھ اپنے ماں باپ کے لیے بھی روزے رکھنا نیکی ہے یہ سن کر ابن مبارک نے مجھ سے پوچھا اے ابو اسحاق اس حدیث کو کس نے روایت کیا ہے میں نے کہا شہاب بن حراش نے ابن مبارک نے کہا کہ وہ ثقہ ہے اچھا اس نے کس سے روایت کیا ہے میں نے کہا حجاج بن دینار سے۔ فرمایا حجاج بھی ثقہ ہے لیکن اس نے کس سے روایت کیا ہے میں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا اے ابو اسحاق حجاج بن دینار اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان تو بہت طویل زمانہ ہے۔ اور لیکن صدقہ میں اختلاف نہیں اور حکم اسی طرح ہے جو عبداللہ بن مبارک نے کہا تو بے شک یہ حدیث مرسل ہے۔ اور اس بات پر آئمہ نے اتفاق کیا ہے کہ بے شک میت کو صدقہ پہنچتا ہے اور اسی طرح عبادات مالیہ جیسے غلام آزاد کرنا اور دراصل اختلاف کیا ہے عبادات بدنیہ میں جیسے نماز روزہ اور قرات اور اس کے ساتھ یہ کہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی

تَحُجِّی عَنْهَا اَرَاَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّکِ دَیْنٌ" اَکُنْتِ قَاضِیَةً عَنْهَا اِقْضُو اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ وَ فِی رِوَایَةِ الْبُخَارِی اَنَّ اُخْتِی نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وفی صحیح مسلم عن بریدة ان امراة قالت یا رسول اللّٰه ﷺ ان اُمِّی مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ اَفَیُجْزِی اویقضی اَنْ اَحُجَّ عنها قَالَ نعم. ففی هٰذِهِ الاحادیثِ الصحیحة اَنَّهُ اَمَرَ یُحَجَّ الْفَرْضَ عَنِ الْمَیِّتِ وَیُحَجَّ النَّذْرِ کما اَمَرَ بِالصِّیَامِ وَاَنَّ الْمَاْمُوْرَ تَارَةً یَکُوْنُ وَلَداً وتارة یَکُوْنُ اَخاً وَشَبَّهَ النَّبِیُّ ﷺ ذٰلِکَ بِالدَّیْنِ یَکُوْنُ عَلَی الْمَیِّتِ وَالدَّیْنُ یَصِحُّ قَضَاؤُهٗ مِنْ کُلِّ اَحَدٍ فَدَلَّ عَلٰی اَنَّهٗ یَجُوْزُ اَنْ یَفْعَلَ ذَالِکَ مِنْ کُلِّ احدٍ لَا یَخْتَصُّ ذَالِکَ بِالْوَلَدِ کَمَا جَاءَ مُصَرَّحاً بِهٖ فِی الْاَخِ. فَهٰذَا الَّذِیْ ثَبَتَ بِالکتابِ والسنة والاجماع

اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی فوت ہو جائے اس حالت میں کہ اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے اسکا ولی روزہ رکھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیحین میں روایت ہے کہ ایک عورت بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہو گئی اور اس پر نذر کے روزے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیری والدہ پر قرض ہوتا تو تو اسے ادا کرتی تو کیا وہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا عورت نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھ۔ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی صحیح بخاری میں روایت ہے کہ بے شک ایک عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ بے شک میری بہن اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس پر مسلسل دو ماہ کے روزے تھے

وعلمٍ مفصلٍ مبینٍ فعلم انّ ذالک لینافی قولہ (وان لیس للانسان الا ما سعی) اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الّا من ثلاثٍ بل ھذا حق" و ھذا حق".

اما الحدیث فانہ قال انقطع عملہ الّا من ثلاثٍ صدقۃٍ جاریۃٍ او علمٍ ینتفع بہ او ولدٍ صالحٍ یدعو لہ فذکر الولد و دعاؤہ لہ خاصین لانّ الولد من کسبہ کما قال (ما اغنی عنہ مالہ وما کسب) قالوا انّہ ولدہ و کما قال النبی ﷺ انّ اطیب ما اکل الرجل من کسبہ وان ولدہ من کسبہ فلما کان ھوا الساعی فی وجود الولد کان عملہ من کسبہ بخلاف الاخ والعم والاب ونحوھم فانہ ینتفع ایضا بدعائھم بل بدعاء الاجانب لکن لیس ذالک من عملہ والنبی ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی عورت نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اللہ تعالی کا حق زیادہ ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن بریدہ بن حصیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک بارگاہ نبوت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ بے شک میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا جائز ہوگا کہ میں اپنی والدہ کی طرف سے روزے رکھوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پس ان تمام احادیث صحیحہ میں ہے کہ کوئی شخص بھی میت کی طرف سے اس کی نذر کے روزے رکھے اور بے شک یہ بھی قرض ادا کرنے کے مشابہ ہوگا۔ اور آئمہ نے اختلاف کیا اس میں اس لیے کہ جن کو یہ احادیث نہیں پہنچیں اس نے مخالفت کی اور بے

قَالَ انقطعَ عملهٗ' الا من ثلاثٍ لم
يَنقُل۔ انّه' لم ينتفعُ بعملِ غيرهٖ فاذا
دَعا له' وَلَده' كَانَ هذا مِن عمله
الَّذِى لَم يَنقَطِعُ وَ اِذَا دَعا له' غيره'
لَم يَكُنُ مِن عَمَلِهٖ لكنّه' يَنتفعُ بِهٖ.
واما الآية فَلِلنّاس عنها اَجوبَةٌ
مُتَعَدِّدَةٌ" كَمَا قِيلَ انها تَختَصُّ
بِشَرعٍ مِنْ قَبلِنَا وَقِيلَ اَنَّهَا
مَخصُوصَةٌ" وقيل انها منسوخة"
قِيلَ اَنَّهَا تَنَالُ السَّعىَ مُبَاشَرَةً و سَبَباً
والايمانُ مِنْ سَعيِهٖ الَّذِى تَسَبَّبَ فِيهِ
وَلا يَحتَاجُ اِلَى شئٍ" مِنْ ذَالك بَل
ظَاهِرُ الآيَةِ حَقٌ لا يُخَالِفُ بَقِيَّةَ
النُّصُوصِ فَانّه قَالَ (لَيس للانسان
الا ما سعى) وَهذَا حق" فَاِنَّه' اِنَّما
يَستَحِقُّ سَعيَه' هُوَ الَّذِى يَملِكه' وَ
يَستَحِقه' كَمَا انّه انّما يَملك مِن
المَكَاسِبِ مَا اكتَسَبَه' هو و اما سعى
غيره فهوا حق" وَملك لِذَالِك
الغَير لا له' لكن

شک حضرت عمرو کی حدیث گزر چکی کہ جب
مسلمان کسی مسلمان کی طرف سے روزے
رکھیں گے تو اس کو اس سے نفع حاصل ہوگا
اور بہرحال حج تو یہ عام علماء کے نزدیک
(دوسرے کی طرف سے) جائز ہے اور
اسکے جواز میں شاذ اختلاف ہے۔ اور
صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالی عنہما سے روایت ہے کہ بے شک جہینہ
قبیلہ کی ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس
آئی اور عرض کیا کے بے شک میری والدہ
نے حج کرنے کی منت مانی تھی پس حج
کرنے سے پہلے ہی وہ وفات پا گئی ہے کیا
میں اپنی والدہ کی طرف سے حج کر سکتی
ہوں پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی
والدہ کی طرف سے حج کر۔ اگر تیری والدہ
پر قرض ہوتا تو کیا تو اسکی طرف سے اسے ادا
کرتی ۔ اللہ کا قرض ادا کرو پس اللہ تعالی
زیادہ حق دار ہے کہ اس کا حق پورا کیا جائے
اور

هٰذا لا يَمنعُ انْ يَنتفِعُ بِسَعيِ غَيرِهٖ كَـمَا يَـنتفِعُ الرَّجُلُ بِكَسبِ غَيـرِهٖ. فَـمَن صَـلّٰى عَلٰى جَنازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاط" فَيُثَابُ الْمُصَلِّى عَلٰى سَعيِهٖ اَلَّذِى هُوَ صَلَاتُـهٗ والمَيِّـتُ ايضًا يُرحَمُ بِصَلَاةِ الحَيِّ عَلَيهِ كَمَا قَالَ مَا مِنْ مُسْـلِـمٍ يَموْتُ فَيُصَلّٰى عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِنَ الْمُسْـلِـمِينَ يَبْلُغُونَ ان يَكُونُوا مَـائَةً" وَ يروِى اَرْبَعِين وَ يَروِى ثَلَاثَةَ صُـفُوْف وَ يَشْـفَعُوْنَ فِيهِ اِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ او قَالَ غُفِرَلَهٗ فَاللّٰهُ تعالٰى يُثِيبُ هٰذَا السَّاعِيَ عَلٰى سَعيِهِ الَّذِى هُوَ لَهٗ وَيُرحَمُ ذَالِكَ المَيِّتُ بِسَعيِ هٰذَا الحَيِّ لِدُعَائِهٖ لَهٗ وَ صَدقَتِهٖ عَنهُ وَ صِيَامِهٖ عَنهُ وَحَجِّهٖ عَنهُ. وَقَد ثَبَتَ فِى الصَّحِيحِ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ اِنَّهٗ قَالَ مَا مِن رَجُلٍ يَدعُو لِاَخِيهِ دَعوَةً اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيهِ دَعوَةً قَالَ المَلَكُ المُوَكَّلُ بِهٖ

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ بے شک میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اس حالت میں کہ اس نے حج نہیں کیا تھا کیا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کفایت کرے گا یا ادا ہو جائے گا اس کی طرف سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ پس ان احادیث صحیحہ میں ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے میت کی طرف سے فرض اور نذر کا حج ادا کرنے کا حکم دیا جس طرح روزوں کا حکم دیا اور بے شک حکم دیا ہوا یعنی مامور کبھی بیٹا ہوگا اور کبھی بھائی ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو قرض کے ساتھ تشبیہ دی جو میت پر ہوگا اور قرض ادا کرنا ہر ایک کی طرف سے صحیح ہے۔ پس یہ دلیل کہ اس کا بجالانا ہر ایک کی طرف سے جائز ہے اور یہ اولاد کے

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

آمین. وَلَکَ بِمِثْلِہٖ. فَھٰذا مِنَ السَّعیِ الَّذی یَنْفَعُ بِہِ الْمُؤمِنُ اَخَاہُ یُثِیبُ اللّٰہُ ھٰذَا وَ یَرحَمُ ھٰذَا (وَاَن لَیسَ لِلاِنسانِ الا ما سعی) وَلَیسَ کُلَّ مَا یَنتَفِعُ بِہِ الْمَیّتِ اَوِ الْحَیَّ اَو یَرْحَمُ بِہٖ یَکُوْنَ مِنْ سَعیِہٖ بَلْ اَطفَالُ الْمؤمنینَ یَدْخُلُونَ الْجَنَّۃَ مَعَ آبائِھِم بِلا سَعیٍ فَالَّذی لَم یُجزَ اِلَّا بِہٖ اَخصُّ مِنْ کُلِّ اِنتِفَاعٍ لِئَلّا یَطلُبَ الْاِنسَانُ الثَّوابَ عَلیٰ غَیرِ عَمَلِہٖ وَھُوَا کَالَّذِیْنَ یُوَفِّیہِ الْاِنسَانُ عَنْ غَیرِہٖ فَتَبَرَّاءَ ذِمَّتَہٗ لٰکِنْ لَیسَ لَہٗ مَاوُفِّیَ بِہٖ الدَّیْنَ وَ یَنبَغِی لَہٗ اَنْ یَکُونَ ھُوَا الْمُوَفِّیْ لَہٗ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ. (فتاوی ابن تیمیہ ۲۴/۳۰۲تا۳۱۳)

ساتھ خاص نہیں ہوگا جس طرح تصریح آئی ہے کہ بھائی کے بارے میں۔ پس یہ وہ حکم ہے جو ثابت ہے کتاب وسنت اور اجماع امت سے علم مفصل مبین سے۔ پس، معلوم ہوا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے قول وان لیس للانسان الا ما سعی کے مخالف نہیں ہے اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کے فرمان اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلاث۔ کے مخالف ہے بلکہ یہ بات حق ہے۔ یہ حق ہے بہرحال حدیث میں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منقطع ہو جاتا ہے اس کا عمل مگر صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے نفع حاصل ہو یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ پس اولاد اور اس کی دعا کا ذکر خاص ہے میت کے لیے کیونکہ اولاد اس کا کسب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ما اغنی عنہ مالہ وما کسب۔ علماء نے کہا کہ کسب سے مراد اس کی اولاد ہے اور جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ چیز بہت زیادہ

پاکیزہ ہے جو آدمی اپنی کمائی سے کھاتا ہے
اور بے شک اسکی اولاد بھی اسکی کمائی سے
ہے۔ پس جب بیٹا باپ کی کمائی کا نتیجہ ہے
تو اس کا عمل اسکے والد کا کسب ہے بخلاف
بھائی اور چچا اور باپ اور اس کی مثل کے۔ تو
بے شک ان کی دعاؤں بلکہ اجنبی لوگوں کی
دعاؤں سے بھی میت کو نفع پہنچتا ہے اور نبی اکرم
ﷺ نے فرمایا کہ تین اعمال کے علاوہ عمل
منقطع ہو جاتے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ غیر کا عمل اس
کو نفع نہیں دیتا تو جب اس کا بیٹا اس کے لیے
دعا مانگے گا تو یہ عمل بھی اس میت کے عمل
سے ہوگا جو منقطع نہیں ہوگا اور جب اس
میت کے لیے اس کا غیر دعا مانگے گا تو وہ
عمل میت کا نہیں ہوگا لیکن وہ اس سے نفع
مند ہوگا۔ اور جہاں تک آیت کا تعلق ہے تو
لوگوں نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں
یہ کہ یہ آیت پہلی امتوں کے ساتھ خاص
ہے۔ اور یہ کہ یہ آیت مخصوص ہے اور یہ
کہ یہ منسوخ ہے اور یہ کہ کوشش

پہنچتی ہے خود پر اور کسی سبب کے ساتھ اور
ایمان اس کی کوشش ہے کہ جس سے یہ سب
پیدا ہوا۔ حالانکہ ان جوابات میں سے کسی
جواب کی ضرورت نہیں بلکہ آیت کا ظاہر حق
ہے اور یہ بقیہ نصوص کی مخالف نہیں ہے
کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ انسان کے
لیے وہی ہے جو اس نے کوشش کی اور یہ حق
ہے اور وہ اپنی کوشش کا حق دار ہے تو وہی
اس کا مال اور مستحق ہے جیسا کہ وہ اپنے
دیگر مکاسب کا مالک ہے اور کسی دوسرے
کی کوشش تو وہ بھی حق ہے اور یہ غیر کی ملک
ہے اس کی نہیں لیکن یہ مانع نہیں کہ اس کو
کسی دوسرے کی کوشش کا فائدہ و نفع ہو جیسا
کہ آدمی کسی دوسرے کے کسب سے فائدہ
حاصل کرتا ہے پس جس نے جنازہ پڑھا
اس کو ایک قیراط ثواب ہے اور نمازی اپنی
کوشش کا ثواب پاتا ہے اور وہ اس کی نماز
ہے اور میت پر بھی زندہ کے نماز پڑھنے
سے رحم کیا جاتا ہے جیسا کہ

حدیث شریف میں ہے کہ جس مرنے والے مسلمان پر مسلمان نماز جنازہ پڑھیں اور ان کی تعداد ایک سو ہو اور ایک روایت میں ہے چالیس اور ایک روایت میں تین صفیں ہوں اور وہ اس کی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول کی جائے گی یا فرمایا کہ اس کو بخش دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کوشش کرنے والے کو اس کی کوشش کا ثواب دیا اور میت پر بھی اس زندہ کی دعا کے سبب رحم فرمایا اور اسی طرح اس کی طرف سے صدقہ کرنے اور روزہ رکھنے اور حج کرنے سے اور صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے حق میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کی ڈیوٹی لگاتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے آمین اور تیرے لیے اس کی مثل ہو اور یہ اس سعی کا نتیجہ ہے جس سے مومن اپنے بھائی کو نفع دیتا ہے اور اللہ اس کو ثواب دیتا ہے اور

دوسرے بھائی پر رحم فرماتا ہے اور آیت کریمہ کا انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے عمل کیا تو جس عمل سے میت کو فائدہ ہوتا ہے یا اس پر رحم فرمایا جاتا ہے تو وہ اس کا اپنا عمل تو نہیں ہے بلکہ مومنین کے بچے اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ بغیر عمل کے جنت میں جائیں گے پس جو نہیں جائز رکھتا مگر سب فائدوں و نفعوں سے زیادہ اس کے ساتھ خاص ہے بعض اوقات انسان کسی غیر کے عمل سے ثواب طلب کرتا ہے جیسا کہ قرض جو کہ انسان کسی دوسرے کی طرف سے ادا کرتا ہے تو وہ مقروض اس سے بری ہو جاتا ہے حالانکہ اس نے اپنا قرض ادا نہیں کیا اور چاہے کہ وہ اس کی طرف سے ادا کرنے والا ہو۔ واللہ اعلم۔

مانعین ومعترضین ایصال ثواب کا ایک اہم اعتراض

یہ کہ نذر و نیاز چونکہ غیر اللہ کے نام سے منسوب ہوتی ہے اس لیے حرام ہے جیسے گیارہویں کہ یہ غوث اعظم کے نام سے منسوب کی جاتی ہے اور یہ سب وما اھل بہ لغیر اللہ کی زد میں آنے کی بنا پر حرام ہیں۔

اس آیت مبارکہ کو پیش کر کے عوام کو بہت بڑا دھوکہ دیا جاتا ہے سب سے پہلے تو ہمارا عقیدہ جاننا چاہیے کہ اس بارہ میں ہمارا موقف کیا ہے۔

ہم جس چیز کو بھی بزرگان دین کی طرف منسوب کرتے ہیں اس سے بزرگوں کا تقرب مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ نسبت عرفی ومجازی طور پر بزرگوں کی طرف کی جاتی ہے ہمارا مقصود صرف بزرگوں کی ارواح کو ایصال ثواب ہوتا ہے اصل میں وہ چیز ہم اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تقرب اور ثواب حاصل کرتے ہیں تو صدقہ و خیرات پر جو ثواب ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے وہ ہم بزرگوں کی ارواح کو پیش کرتے ہیں اور جس بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کرنا ہوتا ہے مجازی طور پر اس چیز کی نسبت اس بزرگ کی طرف کر دی جاتی ہے کہ یہ چیز ان بزرگوں کی روح کو ایصال ثواب کرنے کے لیے وقف کی گئی ہے اس ارادہ اور نیت پر عمل کرنے کو اگر کوئی حرام کہتا ہے تو بجائے خود ایسا کہنا ہی حرام ہے۔

رہی بات ما اھل بہ لغیر اللہ کی تو اس کے متعلق جو ائمہ مفسرین کی تحقیق اور وضاحت ہے وہ بھی ملاحظہ کریں۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ۔

(سورہ المائدہ پارہ چھ)

اھل کا معنی لغت کی کتابوں میں۔

نمبر(۱) لسان العرب!

أصلُ الاھلالِ رَفعُ الصَّوتِ وَکُلُّ رَافِعٍ صَوتَه، فَھُوَ مُھِلٌّ" وَ کَذالِکَ قَولُه، عَزَّ وَ جَلَّ وَمَا أُھِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه. ھُوَ مَا ذُبِحَ لِاٰلِھَتِهٖ وَ ذَالِکَ لِاَنَّ الذَّابِحَ کَانَ یُسَمِّعُھَا عِندَ الذَّبحِ فَذَالِکَ ھُوَ اِھلالٌ

اھلال کی اصل ہے آواز بلند کرنا اور ہر آواز بلند کرنے والا مُھل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وما اھل به لغیر اللہ یعنی وہ جو ذبح کرتے تھے اپنے معبودان باطل کے لیے اور یہ اس لیے کہ نام پکارتے تھے ان بتوں کا ذبح کے وقت اور یہی اھل ہے۔

(لسان العرب ۱۵/۱۳۰ بیروت)

نمبر (۲) المنجد

أھلَّ بِالتَّسمِیَةِ عَلَی الذَّبِیحَةِ. ذبح ہونے والے جانور پر تسمیہ پڑھنا۔

(المنجد ۱۳۳ ا کراچی)

اھل کا معنی اہل تفاسیر کی نظر میں۔

نمبر ۱۔ تفسیر کبیر۔

وَ قَولُه، وَمَا أُھِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰهِ قَالَ الْاَصْمَعِیُّ اَصلُه رَفعُ الصَّوتِ فَکُلُّ رَافِعٍ فَھُوَ مُھِلٌّ" ھٰذَا معنی الاھلال

وما اھل به لغیر اللہ کے قول میں کہا

فی اللُّغَةِ ثُمَّ قِیْلَ لِلْمُحْرِمِ مُهِلٌّ" لِرَفْعِهِ الصَّوْتَ بِالتَّلْبِیَةِ عِنْدَ الاِحْرَامِ وَالذَّابِحُ مُهِلٌّ" لِاَنَّ الْعَرَبَ کَانُوْ یُسَمُّوْنَ الْاَوْثَانَ عِنْدَ الذَّبْحِ.

اور اسی میں ہے

وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ عِنْدَا لذَّبْحِ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَحَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذالِکَ.

تفسیر کبیر ۱۱/۱۳۳

اصمعی نے کہ اہلال کے معنی آواز بلند کرنا ہے پس ہر آواز بلند کرنے والا مہل ہے احلال کے یہ معنی لغت میں ہیں پس کہا گیا کہ احرام باندھنے والا مہل ہے جب آواز بلند کرے اللھم لبیک کہنے کے لیے اور ہر ذبح کرنے والا مہل ہے جیسا کہ عرب ذبح کے وقت اپنے بتوں کا نام پکارتے۔ یعنی مشرک ذبح کے وقت کہتے تھے بسم اللات والعزی تو اللہ تعالی نے اس کو حرام فرما دیا۔

نمبر (۲) تفسیر انوار التنزیل

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ای رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ الذَّبْحِ لِلصَّنَمِ.

(تفسیر انوار التنزیل فی اسرار التاویل ۱/۳۸ مصر)

یعنی وہ جس کے ذبح کے وقت آواز بلند کی جائے بت کے لیے۔

نمبر (۳) تفسیر روح البیان۔

ای وَ حَرَّمَ مَا رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذِبْحِهِ لِلصَّنَمِ.

(تفسیر روح البیان ۱/۲۷۷ کوئٹہ)

یعنی وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بت کی آواز بلند کی جائے (یعنی بت کا نام لیا جائے)

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

نمبر(۴) تفسیر ابی سعود۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ای رُفِعَ بِهِ الصَّوتُ عِندَ ذِبحِهٖ لِلصَّنَم۔ یعنی وہ جس کے ذبح کے وقت بت کے لیے آواز بلند کی جائے۔

(تفسیر ابی سعود المسمی ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم ۱/۱۹۱ بیروت)

نمبر(۵) تفسیر جلالین۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ای ذُبِحَ عَلٰی اِسمِ غَیرِهٖ وَالاِهلالُ رَفعُ الصَّوتِ وَ کَانُو یَرفَعُونَ عِندَا لذِّبحِ لِاٰلِهَتِهِم۔ (تفسیر جلالین ۲۴ کراچی)

وما اهل بہ لغیر اللہ یعنی وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا اور اہلال کا معنی آواز بلند کرنا ہے اور (کافر) اپنے معبودوں کے لیے ذبح کرتے وقت آواز بلند کرتے تھے

نمبر(۶) تفسیر مظہری۔

وَعِندَالذِّبحِ بِاسمِ اللَّاتِ وَالعُزّٰی (مظہری ۳/۲۰ کوئٹہ)

اور جس پر ذبح کرتے وقت لات وعزیٰ کا نام لیا گیا۔

نمبر (۷) تفسیر بیضاوی

اَی رُفِعَ بِهِ الصَّوتُ عِندَ ذِبحِهٖ لِلصَّنَم۔ یعنی وہ جس کو بت کے لیے ذبح کرتے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔

تفسیر بیضاوی ۱۲۷ کراچی

نمبر(۸) جامع البیان فی تفسیر القرآن ۔ (ابن جریر)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيرِ اللّٰه فَاِنَّه' وَمَا ذُبِحَ لِلاٰلِهَةِ وَالاَوثَانِ يُسَمّٰى عَلَيهِ لِغَيرِ اِسمِهٖ.

(جامع البیان ابن جریر ۲/۵۰ مکۃ المکرمہ)

اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو ان کے معبودان باطلہ اور بتوں کے لیے اور اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا گیا غیر کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا۔

نمبر (۹) تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيرِ اللّٰه. مَا ذُبِحَ لِغَيرِ اِسمِ اللّٰه عَمَدً لِلاَصنَام.

اور وہ جو اللہ کے نام کے علاوہ بتوں کے لیے عمداً ذبح کیا جائے۔

(تفسیر ابن عباس علی در منثور ۱/۷۸ ایران)

نمبر (۱۰) تفسیر در منثور فی التفسیر بالماثور

اَخرَجَ ابنُ المُنذِرِ عَن ابنِ عَبَّاسٍ فِی قَولِهٖ وَمَا اُهِلَّ قَالَ ذُبِحَ وَ اَخرَجَ ابنِ جَرِيرٍ عَن اِبنِ عَباسٍ فِی قَولِهٖ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيرِ اللّٰه يَعنِی مَا اُهِلَّ لِلطَّوَاغِيتِ وَ اَخرَجَ اِبنِ اَبِی حَاتِمٍ عَن مُجَاهِدٍ وَمَا اُهِلَّ قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَيرِ اللّٰه.

یعنی ابن منذر نے ابن عباس سے نقل کیا وما اھل کہا ذبح اور ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کیا کہ وما اھل شیطانوں کے لیے اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا کہ وما اھل وہ جسے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے۔

(تفسیر در منثور ۱/۱۶۸ ایران)

نمبر (۱۱) تفسیر القرآن العظیم. ابن ابی حاتم.

عن مجاهد (وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيرِ اللّٰه) قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَيرِ اللّٰه وَ رُوِیَ عَن

مجاہد سے روایت ہے کہ وہ جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے اور حسن' قتادہ' ضحاک و

الْحَسَنِ وَ قَتَادَةَ وَالضَّحَّاکِ وَ الزُّهرِی نحوَ ذٰلِکَ.	زہری وغیرہ نے بھی اس کی مثل روایت کیا۔

(تفسیر القرآن العظیم ۱/ ۲۸۳ مکۃالمکرمہ)

نمبر (۱۲) التفسیر الکبیر المسمی البحر المحیط.

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰه. ای ما ذُبِحَ لِلْاَصنَامِ وَالطَّوَاغِیتِ قَالَهٗ اِبنُ عَبَّاس وَ مُجَاهِدِ وَ قَتَادَہ وَالضَّحَّاک.	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجاہد، قتادہ اور ضحاک وغیرہ نے کہا کہ یعنی وہ جو ذبح کیا جائے بتوں اور شیاطین کے واسطے۔

(بحر المحیط ۱/ ۴۸۸ بیروت)

نمبر (۱۳) تفسیر خازن المسمی بلباب التاویل فی معانی التنزیل

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لغیر اللّٰه یعنی وَمَا ذُبِحَ لِلْاَصنَامِ وَالطَّوَاغِیت.	یعنی وہ جو ذبح کیا جائے بتوں اور طواغیت کے لیے۔
اور اسی میں ہے	یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے
یَعنِی مَا ذُکِرَ عَلٰی ذَبحِهٖ غَیرُ اسمِ اللّٰهِ وَ ذٰلِکَ اِنَّ العَرَبَ فِی الجَاهِلِیَّةِ کَانُوْ یَذکُرُوْنَ اسمَاءَ اَصنَامِهِمْ عِندَ الذَّبحِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِکَ بِهٰذِہِ الاٰیَة.	ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام ذکر کیا گیا اور یہ اس لیے کہ عرب جاہلیت میں ذبح کے وقت اپنے بتوں کے نام ذکر کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اس کو حرام فرما دیا۔

(تفسیر خازن ۱/ ۱۱۲۔ ۶۹ لاہور)

نمبر (۱۴) تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ای ذُبِحَ لِلاصنامِ فذُکِرَ علیه غیرُ اِسمِ اللّٰه — یعنی جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا جس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا گیا۔

(تفسیر مدارک علی الخازن ۱/۱۱۲) (یعنی بوقت ذبح)

نمبر (۱۵) تفسیر روح المعانی

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰهِ ای رَفعِ الصَّوتِ لِغَیرِ اللّٰهِ تعالٰی عِندَ ذِبحِهٖ وَالمُرَادُ وَالاِهلالِ هُنَا ذِکرُ مَا یُذبَحُ لَهٗ کَاللّاتِ وَالعُزّٰی۔ — یعنی ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا آواز بلند کرنا اور یہاں اہلال سے مراد ذبح کے وقت اس چیز کا ذکر کرنا جس کے لیے ذبح کیا گیا جیسے لات اور عزی۔

(تفسیر روح المعانی ۲/۷۵ بیروت)

نمبر (۱۶) تفسیر معالم التنزیل

ای مَا ذُکِرَ عَلٰی ذِبحِهٖ غیرَ اِسمِ اللّٰه — یعنی ذبح کے وقت جس پر اللہ کے علاوہ نام ذکر کیا جائے۔

(معالم التنزیل ۲/۸ ملتان)

نمبر (۱۷) تفسیر کمالین.

یعنی مَا ذُبِحَ لِلاصنامِ وَهُوَا قولُ مُجاهِد وَالضحاک وَ قتادَة.

(کمالین علی الجلالین ۲۴ کراچی)

نمبر (۱۸) جامع البیان.

مَا ذُكِرَ اسمَ غيرِ اللّٰه عند ذبحه.

یعنی وہ جس پر ذبح کے وقت اللہ کے نام کے علاوہ ذکر کیا گیا۔

جامع البیان علی الجلالین ۲۴ کراچی

نمبر (۱۹) علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

وهُوَ ما ذُبِحَ لِغَيرِ اِسمه تعالٰی مِنَ الاَنصابِ وَالاَندادِ وَالاَزلامِ و نَحوِ ذالک مِمَّا کانَتِ الجاهلِیَّة یَنحرُونَ لَهٗ.

اور وہ جو ذبح کیا جائے غیر اللہ کے لیے انصاب انداد اور ازلام اور ان کی مثل جو دور جہالت میں کرتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر ۱/۲۰۵ لاہور)

نمبر (۲۰) حضرت امام جصاص حنفی فرماتے ہیں۔

وَلاخلاف بینَ المُسلمِینَ اِنَّ المُراد بِهِ الذَّبِیحَةُ اِذا اُهِلَّ بها لِغیرِ اللّٰه عند الذّبح فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَزعُمُ اِنَّ المُرادَ بِذالک ذبائح عبدة الاوثان الَّذِین کانو یَذبَحُونَ لاوثانهم کقوله تعالٰی (وما ذُبِحَ علی النصب) واجازوا ذبیحة النصرانی

مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ اس سے مراد ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا جائے۔ پس کچھ لوگ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ بے شک اس سے مراد بتوں کی عبادت ذبح کے وقت ہے کیونکہ وہ اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے جیسے ارشاد گرامی ہے (وما ذبح

إِذَا سُمِّيَ عَلَيْهَا بِاسْمِ الْمَسِيْحِ وَهُوَ
مَذْهَبُ عَطَا. وَمَكْحُوْلِ وَالْحَسَنِ
وَالشُّعْبِي وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ
وَقَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ أَبَاحَ أَكْلَ
ذَبَائِحِهِمْ مَعَ عِلْمِهِ بِأَنَّهُمْ يُهِلُّوْنَ بِاسْمِ
الْمَسِيْحِ عَلٰى ذَبَائِحِهِمْ وَهُوَ مَذْهَبُ
الْأَوْزَاعِي وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ أَيْضًا وَ
قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَ أَبُوْ يُوْسُفَ وَ
مُحَمَّدٌ وَ زُفَرُ وَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِي
لَا تُؤْكَلُ ذَبَائِحُهُمْ إِذَا سَمُّوْا عَلَيْهَا
بِاسْمِ الْمَسِيْحِ وَ ظَاهِرُ قَوْلِهِ تَعَالٰى
(وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ) يُوْجِبُ
تَحْرِيْمَهَا ذَا سُمِّيَ عَلَيْهَا بِاسْمِ
غَيْرِ اللّٰهِ لِأَنَّ الْإِهْلَالَ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ هُوَ
إِظْهَارُ غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ وَلَمْ يُفَرِّقِ الْآيَةُ
بَيْنَ تَسْمِيَةِ الْمَسِيْحِ وَ بَيْنَ تَسْمِيَةِ
غَيْرِهٖ بَعْدَ أَنْ يَكُوْنَ الْإِهْلَالُ بِهٖ
لِغَيْرِ اللّٰهِ وَ قَوْلِهٖ فِي آيَةٍ أُخْرٰى (وَمَا
ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ) وَ عَادَةُ الْعَرَبِ

علی النصب) اور عیسائی اپنے ذبیحہ کو جن پر
عیسٰی علیہ السلام کا نام لیا جاتا۔ وہ جائز
سمجھتے ۔ یہ عطا کا مذہب ہے۔ امام مکحول'
حسن' شعبی اور سعید بن مسیب کہتے ہیں۔
ان کا کہنا ہے کہ بے شک اللہ تعالی نے ان
کے ذبیحوں کے کھانے کو مباح قرار دیا ہے
باوجود اس کے کہ وہ اپنے ذبیحہ جات پر مسیح
علیہ السلام کا نام بلند کرتے یہی مذہب
اوزاعی اور لیث بن سعد کا بھی ہے امام
اعظم ابو حنیفہ' ابو یوسف' امام محمد زفر اور امام
شافعی کے نزدیک ان کے ذبیحہ جات کا
کھانا جائز نہیں جب وہ ان پر مسیح کا نام بلند
کریں۔ اللہ تعالی کے اس قول سے ظاہر
ہے (وما اھل بہ لغیر اللہ) کے قول سے اس
کی تحریم واجب ہوتی ہے جب ان پر غیر
اللہ کا نام بلند کیا جائے کیونکہ اہلال بہ
لغیر اللہ یعنی جس پر غیر اللہ کا نام بلند کیا
جائے۔ یہ اللہ کے نام کے علاوہ کسی
دوسرے کا اظہار ہے اور نہ ہی مسیح اور غیر خدا

فِی الذَّبَائِحِ لِلْاَوْثَانِ غَیْرُ مَانِعٍ اِعْتِبَارَ
عُمُوْمِ الْآیَۃِ فِیْمَا اقْتَضَاہُ مِنْ تَحْرِیْمِ
مَا سُمِّیَ عَلَیْہِ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ قَدْ
رَوٰی عَطَاءُ بِنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ وَ
مَیْسَرَۃَ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِذَا
سَمِعْتُمُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُھِلُّوْنَ
لِغَیْرِ اللّٰہِ فَلَاتَاْکُلُوْ وَاِذَالَمْ تَسْمَعُوْ
ھُمْ فَکُلُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَلَّ
ذَبَائِحَھُمْ وَھُوَ یَعْلَمُ مَا یَقُوْلُوْنَ وَاَمَّا
مَا احْتَجَّ بِہِ الْقَائِلُوْنَ بِاِبَاحَۃِ ذَالِکَ
لِاِبَاحَۃِ اللّٰہِ طَعَامَ اَھْلِ الْکِتَابِ مَعَ
عِلْمِہٖ بِمَا یَقُوْلُوْنَ فَلَیْسَ فِیْہِ دَلَالَۃٌ"
عَلٰی مَا ذَکَرُوْ الْاَنَّ اَبَاحَۃَ طَعَامِ اَھْلِ
الْکِتَابِ مَقْصُوْدَۃٌ بِشَرِیْطَۃِ اَنْ
لَایُھِلُّوْا لِغَیْرِ اللّٰہِ اِذَا کَانَ الْوَاجِبُ
عَلَیْنَا اسْتِعْمَالُ الْاٰیَتَیْنِ
بِمَجْمُوْعِھِمَا فَکَاَنَّہٗ قَالَ وَ طَعَامُ
الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ مَا
لَمْ یُھِلُّوْبِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ.

کے نام کے درمیان آیت فرق کرتی ہے۔ اس کے بعد کہ اھلال بہ لغیر اللہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول (وما ذبح علی النصب) اہل عرب کا یہ طریقہ تھا کہ وہ بتوں کے لئے ذبائح کرتے تھے غیر مانع۔ عطا ابن سائب نے زادان اور میسرہ سے روایت کی ہے کہ بے شک علی علیہ السلام فرماتے ہیں جب تم یہود ونصاریٰ کو ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کرتے ہوئے سنو تو فلا تاکلو۔ پس تم نہ کھاؤ اور جب تم ان سے غیر اللہ کے علاوہ نام نہ سنو تو (فکلو) کھا لیا کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبائح کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو وہ کہتے ہیں اور بہر کیف جو (گروہ) ان کے ذبیحہ کو مباح کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے کھانے کو اس علم کے ساتھ جو وہ کہتے ہیں۔ پس اس میں دلیل نہیں ہے اس پر جو انہوں نے ذکر کی۔ کیونکہ اہل کتاب کا

(صفحہ نمبر ۱/۱۲۵:۱۲۶ بیروت)

کھانا اس شرط کے ساتھ مقصود ہے کہ ان لا یھلو الغیر اللہ کہ وہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند نہ کریں۔ جب ہم پر واجب ہو دو آیات کا استعمال اس کے مجموعہ کے ساتھ۔ پس یہ آیات طعام الذین اوتو الکتاب حل لکم۔ ما یھلو بہ لغیر اللہ۔ اس سے مراد یہ کہ ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام بلند نہ کریں۔

نمبر (۲۱) امام راغب فرماتے ہیں

اَیْ مَا ذُکِرَ علیہ اسمِ اللہ وَھُوَ اکَانَ یُذْبَحُ لاجلِ الاصنام.

یعنی وہ جس پر خدا کے نام کے علاوہ ذکر کیا جائے اور وہ جو ذبح کیا جائے بتوں کے لیے۔

(مفردات القرآن ۵۴۴ المکتبۃ المرتضویہ)

نمبر (۲۲) امام قرطبی فرماتے ہیں۔

اَیْ ذُکِرَ عَلَیہِ غیرِ اسمِ اللہ تعالٰی وھی ذَبِیحَۃُ المَجُوسِی وَالوثنی یُذْبَحُ لِلوثنِ وَالمَجُوسی لِلنَّار.

(تفسیر قرطبی ۲/۲۲۳ تہران)

یعنی جس پر اللہ کے نام کے علاوہ ذکر کیا جائے اور وہ مجوسی کا اور بت پرست کا ذبح کیا ہوا ہے کیونکہ بت پرست ذبح کرتے ہیں بتوں کے لیے اور مجوسی ذبح کرتے ہیں آگ کے لیے۔

نمبر (۲۳) صفوۃ التفاسیر . محمد علی الصابونی .

ای وَمَا ذُبِحَ لِلاَصْنَامِ فذُکِرَ عَلَیْهِ اسْمُ غَیْرِاللّٰه کَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ اللّات وَالعُزّٰی.

یعنی جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا اور اس پر کفار کی طرح ذبح کے وقت نام لیا گیا جیسے وہ لات وعزیٰ کا نام لیتے تھے۔

(صفوۃ التفاسیر ۱/۱۱۵ بیروت)

نمبر (۲۴) تفسیر حسینی

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ وَ حرام کرد آنچه آواز بردار ند دز وقت ذبح لغیراللہ برائے غیر خدا بنام بتاں یا اسم پیغمبران بکشند.

یعنی اور حرام کی وہ چیز جس پر ذبح کے وقت آواز بلند کریں لغیر اللہ واسطے غیر خدا کے بتوں کے نام پر اس جانور کو قتل کریں یا پیغمبروں کے نام پر۔

تفسیر حسینی فارسی ۵۲ لاهور)

نمبر (۲۵) ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

و آنچه آواز بلند کرده شود در ذبح وے بغیر خدا

اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے آواز بلند کی جائے۔

(ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ ۳۳ لاہور۔)

نمبر (۲۶) شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں۔

اور وہ جانور جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یعنی جس جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر کے بجائے کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا گیا جیسے بسم زید یا بسم عمرو وغیرہ۔

(موضح القرآن ۲۶ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاهور)

نوٹ:

لیکن اب جو اختصار شدہ کے نام سے شائع ہو رہا ہے اس میں یہ ترجمہ نہیں کیا گیا بلکہ بدلا ہوا ہے۔

نمبر (۲۷) تفسیر مواہب الرحمٰن۔

اور جس چیز کے ساتھ غیر اللہ کا نام پکارا جائے یعنی سوائے اللہ کے غیر کے لیے ذبح کیا گیا اور نام پکارا اس واسطے فرمایا کہ بت پرست بتوں کے نام سے پکارتے اور ذبح کرنے کے وقت بتوں کا نام لیتے۔ (مواہب الرحمٰن ۱۰۳ لاہور)

نمبر (۲۸) علامہ شبیر عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔

البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے فقراء کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی قریبی عزیز یا پیر اور بزرگ کو پہنچاوے یا کسی مردہ کی طرف سے قربانی کر کے اس کا ثواب اس کو دینا چاہے کیونکہ یہ ذبح غیر اللہ کے لیے ہرگز نہیں۔

نمبر (۲۹) تفسیر رؤفی۔

وما اهل بہ لغیر اللہ! اور جو جانور کہ ذبح کیا جائے بنام غیر خدا معلوم ہووے کہ اکثر ان لوگوں کو اس آیت کے معنی میں مفسدوں کے بہکانے سے شک پڑتا ہے سو ہم یہاں اس کی تفصیل احقاق الحق میں سے کئی تفسیروں کی عبارت کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

(آگے کئی تفاسیر کی عبارات نقل کی ہیں جو آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں اور کچھ

آگے آرہی ہیں) آگے مزید لکھا ہے کہ

یہاں سے صاف معلوم ہوا کہ جو گاؤ اولیاء کے نام سے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ اس زمانے میں رسم ہے سو حلال طیب ہے کیونکہ ذبح کے وقت اس پر کچھ غیر خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ اگرچہ ان کے نام سے اس کو نذر کرتے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ خاص نظر خدا کے واسطے ثابت ہے غیر کے لیے نہیں اس لیے ذبیحہ اپنی اصلی حالت پر قائم رہا پھر جب ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا تو بیشک حلال ہے۔

اگر کسی نے ذبح کرتے وقت عمداً خدا کا نام نہ کہا تو ابوحنیفہ کے یہاں وہ ذبیحہ ناجائز ہے اور شافعی کے یہاں حلال ہے اگر سہواً ذبح کرتے وقت خدا کا نام بھول گیا تو بالاتفاق حلال ہے جاننا چاہیے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتی اور غیر خدا کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہوگئی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔

خود مولانا مرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب بھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے اور ان کے مرشد اور استاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں ما اہل کے معنی ما ذبح لکھا ہے یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لیا سو حرام ہے اور مردار کے جیسا ہے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا سو کیونکر حرام ہوتا ہے بعضے نادان تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز

حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر اک شہداء واولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ ایک دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا سو حرام ہے واہ کیا عقل ہے ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر کھاتے ہیں۔

(تفسیر روفی مطبوعہ ۱۳۵ در مطبع نامی ختم الکریم بمبئی ۱۳۸ ۱۳۹)

نمبر (۳۰) غیر مقلدین کے پیشوا صدیق حسن بھوپالوی اپنی تفسیر فتح البیان میں لکھتے ہیں کہ

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ يعنى مَاذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ وَ صَحِيْحٌ فِى ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ.

وما اهل به لغیر الله یعنی جو بتوں اور طاغوتوں کے لیے ذبح کیا جائے اور درست یہ ہے کہ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا۔

(تفسیر فتح البیان ۱/۲۲۲ حیدر آباد)

نمبر (۳۱) درس قرآن۔

درس قرآن بورڈ (۱) خواجہ عبدالحی فاروقی (۲) حافظ مرغوب احمد توفیق (۳) عبدالواحد (۴) حافظ نذر احمد وغیرہ

وما اھل بہ لغیر اللہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے یعنی کسی اور کے نام پر ذبح کیا جائے یا بھینٹ چڑھایا جائے اھل کے معنی آواز بلند کرنا اور پکارنا ہیں۔

نمبر ۳۲ تفسیرات الاحمدیہ۔ (ادارہ اصلاح تبلیغ لاہور درس قرآن ۱۹۷)

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَعْنَاهُ ذُبِحَ بِهٖ لِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ مِثْلُ لَاتٍ وَ عُزّٰى وَ اَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ فَاِنَّ

وما اھل بہ لغیر اللہ کے معنی یہ ہی ہیں کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً لات وعزیٰ وغیرہ بتوں کے نام پر ذبح کیا

اَفْرَدَ بِاسْمِ غَیرِ اللّٰہ اَوْ ذُکِرَ مَعَ اِسْمِ اللّٰہِ عطفًا بِاَنْ یَّقُوْلَ بِاسْمِ اللّٰہ وَمُحَمَّد رَّسُوْلُ اللّٰہِ بَالجر حَرُمَ الذَّبِیحَۃُ وَاِن ذُکِرَ مَعَہٗ مَوصُولًا مَعطُوفًا بِاَنْ یَقُولَ بِاسْمِ اللّٰہِ مُحَمَّد رَّسُولِ اللّٰہ کُرِہَ وَلَا یَحرُمُ وَاِن ذُکِرَ مَفصُولًا بِاَنَّ یَقُولَ قَبلَ التَّسمِیَۃِ وَ قَبلَ اَن یُضجعَ الذَّبِیحَۃُ وَ بَعدَہٗ لَا بَاسَ بِہٖ ھٰکَذَا فِی الھِدَایَۃِ وَمِن ھٰھُنَا عُلِمَ اِنَّ البَقرَۃَ المَنذُورَۃَ لِلاَولِیَاءِ کَمَا ھُوَا الرَّسمُ فِی زَمَانِنَا حَلَالٌ" طَیِّبٌ" لِاَنَّہٗ لَم یُذکَرِ اسمُ غَیرِ اللّٰہِ عَلَیھَا وَقتَ الذَّبحِ وَاِن کَانُو یَنذُرُونَھَا لَہٗ

(تفسیرات الاحمدیہ ص۴۴ رحمن گل پبلشرز پشاور)

گیا ہو یا انبیاء علیہم السلام وغیرہم کے نام سے ذبح کیا گیا ہو تو اگر تنہا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عطف کر کے دوسرے کا نام ذکر کیا اس طرح بسم اللہ و محمد رسول اللہ کہا اور لفظ محمد کے جر یعنی زیر کے ساتھ عطف کرے تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر نام خدا کے ساتھ ملا کر دوسرے کا نام بغیر عطف کے ذکر کیا مثلاً یہ کہا باسم اللہ محمد رسول اللہ تو مکروہ ہے۔ حرام نہیں اور اگر غیر کا نام جدا ذکر کیا اس طرح کہ بسم اللہ کہنے سے پہلے اور جانور لٹانے سے قبل یا اس کے بعد غیر کا نام لیا تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ایسا ہی ہدایہ میں ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء اللہ کے لیے نذر کی جاتی ہے جیسے کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے اسلیے کہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ وہ ان کے لیے نذر کرتے ہیں

نمبر۳۳۔ تفسیر ضیاء القرآن۔

اب مفسر قرآن جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ایم اے فاضل جامعۃ الازہر مصر جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان کی محققانہ دلچسپ تحقیق سے استفادہ

کیجیے زیر آیت وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ فرماتے ہیں یہ آیت اس سے پہلے تین مرتبہ گزر چکی ہے اب چوتھی اور آخری بار یہاں مذکور ہے۔ اس آیت کا یہ حصہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے کیونکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے باعث ملت اسلامیہ میں افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا ہے اور ایک فریق دوسرے کو کافر و مرتد کہنے سے بھی دریغ نہیں کرتا اور بڑی شد و مد سے ان تمام جانوروں کو حرام و مردار کہتا ہے جنہیں کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کے لیے ذبح کیا گیا ہو خواہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی لیا گیا ہو۔

آیئے اس آیت کریمہ کو اپنی آراء و اہواء کا اکھاڑا نہ بنائیں بلکہ اسے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور لغت عرب کی روشنی میں سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کریں تاکہ حقیقت عیاں ہو جائے اور باہمی اختلافات و منافرت کے بڑھتے ہوئے سیلاب پر قابو پایا جاسکے۔ وباللہ التوفیق۔

آیت کا جو مفہوم سلف صالحین اور علما متقدمین نے خود سمجھا ہے اور ہمیں سمجھایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام ہے جس طرح مشرکین باسم اللات و عزیٰ کہہ کر جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ امام ابوبکر جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر احکام القرآن میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں وَلَا خِلَافَ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَنَّ الْمُرَادَ بِہِ الذَّبِیْحَۃُ اِذَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ عِنْدَ الذَّبْحِ ۔ یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ بیضاوی، قرطبی، رازی اور دیگر مفسرین اسلاف نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے لیکن علماء متاخرین میں سے بعض لوگوں نے اسلاف اور قدماء مفسرین کی متفقہ رائے سے اختلاف کیا اور اس آیت سے ایک نیا

مفہوم اخذ کیا جس سے تکفیر کا دروازہ کھل گیا غیروں کو اپنا بنانے کی توفیق سے جو لوگ محروم تھے انہوں نے اپنوں کو بیگانہ بنانے کا شغل اختیار فرمایا اور اس فن میں وہ جدت طرازیاں اور موشگافیاں کیں کہ عقل دنگ رہ گئی اور دل لرز اٹھا۔ آیئے پہلے ان کے دلائل کو سنئیے تاکہ ان کی اس غلط فہمی کا ماخذ آپ کو معلوم ہو جائے پھر ان میں غور فرمایئے ان دلائل کی بے سروپائی آپ پر واضح ہو جائیگی۔

وہ اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام لے دیا جائے اور وہ اس غیر کے نام سے مشہور ہو جائے تو ایسے جانور کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا بلکہ حرام ہوگا جس طرح کتے اور خنزیر کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ ناپاک ہی رہتا ہے وہ اپنے اس مفہوم کی تائید کے لیے کہتے ہیں کہ لغت عرب اور عرف میں اھل کا معنی ذبح کرنا نہیں ہے کوئی شعر کوئی عبارت ایسی پیش نہیں کی جا سکتی جس میں کسی فصیح و بلیغ نے اھل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہو بلکہ اہل لغت کے نزدیک اھل کا معنی آواز بلند کرنا ہے اور کسی چیز کو شہرت دینا ہے پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ اھل کا معنی ذبح کرنا ہے تو بھی آیت کا یہ معنی ہوگا کہ وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اور اس کا جو معنی تم نے کیا ہے کہ وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے یہ تو کسی طرح مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس آیت کا جو معنی تم نے کیا ہے وہ تو صراحۃً تحریف آیت ہے۔ یہ ان کا استدلال ہے جو آپ نے پڑھ لیا۔

اب ہم بصد ادب ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اھل کا معنی اگر وہ لیا جائے جو تم نے لیا ہے کہ آواز بلند کرنا یا شہرت دینا تو چاہیے یہ کہ تمام ایسے جانور جن پر

غیر اللہ کا نام لے دیا جائے یا انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے نامزد کر دیا جائے تو وہ ابدی حرام ہو جائیں اور اگر تکبیر پڑھ کے ان کے گلے پر چھری پھیری جائے تب بھی وہ حلال نہ ہوں حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ بحیرہ سائبہ وغیرہا جانور وہ اپنے بتوں کے لیے نذر مانتے تھے اور اس سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے تھے حالانکہ اگر کوئی مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں ان جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد بھی کیا گیا انہیں کے نام سے وہ مشہور ہوئے حالانکہ انہیں اگر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو وہ اس کے باوجود حلال ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں صراحۃً مرقوم ہے کہ اگر مجوسی نے اپنے آتشکدہ کے لیے یا کسی مشرک نے اپنے باطل خداؤں کے لیے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو اسے کھایا جائے گا کیونکہ مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کیا ہے۔ مُسْلِم ذَبَحَ شَاةَ الْمَجُوْسِي لِبَيْتِ نَارِهِمْ اَوِ الْكَافِرُ لِاٰلِهَتِهِمْ تُؤْكَلُ لِاَنَّهٗ سَمَّى اللهَ وَيُكْرَهُ لِلْمُسْلِم.

(فتاوی عالمگیری کتاب الذبائح)

تو اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی چیز پر محض غیر اللہ کا نام لے دینے سے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ نیز ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اہل کا لفظ ذبح کے معنی میں لغۃً اور عرفاً مستعمل نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اہل کو ذبح کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

اذا سمعتم الیہود و النصری یھلون لغیر اللہ فلا تاکلو و اذا لم تسمعوھم فکلوا فان اللہ قد احل ذبائحھم و ھو یعلم ما یقولون۔	یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبح نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھالو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبح کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔
(فتح البیان جلد اول ۲۲۲)	

آپ کے اس قول میں یھلون بمعنی یذبحون مستعمل ہے۔ اس لیے ان کا یہ کہنا کہ اھل کا لفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا صحیح نہ ہوا۔ قدماء مفسرین نے بھی اھل کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اھل کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن اب عرف میں یہ ذبح کے معنی میں یا ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی لغت کے امام اصمعی سے لفظ اھل کی تحقیق نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قال الاصمعی الاھلال اصلہ رفع الصوت فکل رافع صوتہ فھو مھل... وھذا معنی الاھلال فی اللغۃ ثمہ قیل للمحرم مھل لرفعہ الصوت بالتلبیہ عندالاحرام والذابح مھل لان العرب کانوا یسمون الاوثان عندالذبح و یرفعون اصواتھم بذکرھا	اصمعی نے کہا کہ اھلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں تو ہر آواز بلند کرنے والا مھل کہلائے گا یہ اھلال کا لغوی معنی ہے پھر محرم کو بھی مھل کہتے ہیں کیونکہ مشرکین عرب جانوروں کو ذبح کرتے وقت بلند آواز سے اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے۔

علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرہ آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

و اصل الاهلال رفع الصوت و كل رافع صوته فهو مهل و كذالک قوله عزو جل وما اهل لغير الله به هوما ذبح للالهة و ذالک لان الذابح كان يسمها عندالذبح فذالک هوا الاهلال.

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں۔

اصل الاهلال رفع الصوت..... حتى قيل لكل ذابح مهل وان لم يجهر بالتسميه.

اہلال کالغوی معنی آواز بلند کرنا ہے یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کو مھل کہا جانے لگا اگرچہ وہ بلند آواز سے تکبیر نہ بھی کہے۔

علامہ سیوطی نے حضرت ابن عباس سے اھل کا معنی ذبح نقل کیا ہے اور امام تفسیر مجاہد نے ما اھل کا معنی ماذبح لغیر اللہ کیا ہے۔ علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

قال الربیع بن انس يعنى ما ذكر عند ذبحه اسم غير الله والاهلال... حتى قيل لكل ذابح مهل وان لم يجهر مهل.

ازراہ اختصار ان چند حوالوں پر اکتفا کیا جارہا ہے ورنہ بے شمار حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں جن سے ثابت ہوا ہے کہ اھل بمعنی ذبح مستعمل ہوتا رہتا ہے۔ ان ان گنت اور واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اھل ذبح کے معنی میں نہ لغتاً استعمال ہوتا ہے اور نہ عرفاً یہ حق وانصاف سے اعراض کرنا ہے۔

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

نیز ان صاحبان کا ما اھل لغیر اللہ بہ کا یہ معنی بیان کرنا کہ غیر اللہ کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا تحریف ہے یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ علامہ نووی شارح مسلم نے حدیث شریف کے ان الفاظ لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کا یہ معنی کیا ھے اما الذابح لغیر اللہ ان یذکر باسم اللہ یعنی جس کو اللہ کے نام کے سوا کسی نام سے ذبح کیا جائے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے فارسی ترجمہ قرآن میں اس آیت کا یہی معنی کیا ہے و آنچہ ذکر کردہ شد نام غیر خدا بر ذبح وے۔ یعنی ذبح کے وقت جس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے کیا اس تحریف کا الزام یہ حضرات آپ پر بھی عائد کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی کہ آیت کا معنی وہی ہے جو علامہ ابو بکر جصاص نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے جو ابتداء بحث میں نقل ہو چکا ہے۔

نیز بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اپنی والدہ کے لیے جو کنواں کھدوایا تھا اس کا نام ہی بئر ام سعد رکھا گیا تھا یعنی سعد کی ماں کا کنواں اگر کسی غیر کا صرف نام لے دینے سے کوئی چیز ناپاک ہو جاتی تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا اسے پینا اس سے وضو یا غسل کرنا اور اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا۔

حضور رحمت عالمیان ﷺ ہر سال ایک دنبہ اپنی طرف سے قربانی دیا کرتے اور دوسرا دنبہ اپنی امت کی طرف سے۔ کئی لوگ کسی ولی کی نذر مانتے ہیں کیا اس طرح وہ چیز حرام ہو جاتی ہے یا نہیں تو اس کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ

نذر کے دو معنی ہیں شرعی اور عرفی۔ نذر شرعی عبادت ہے اور عبادت کسی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں اس لیے شرعی معنی میں تو نذر اللہ تعالی کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی نذر ماننا شرک ہے لیکن عرف عام میں نذر عبادت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتی بلکہ نیاز کے معنی میں استعمال ہوتی ہے اور یہ شرک نہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے فتاوی میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ وہ عبارت آپ کی خدمت میں بعینہ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں امید ہے یہ گتھی بھی سلجھ جائے گی۔

لیکن حقیقت ایں نذر آنست کہ اہداء ثواب طعام وانفاق و بذل مال بروح میت کہ امریست مسنون واز روئے حدیث صحیحہ ثابت است مثل ماوردفی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ ایں نذر مستلزم می شود پس حال ایں نذر آنست کہ اہداثواب ہذا القدر الی روح فلاں۔ وذکر ولی برائے تعیین عمل منذور است نہ برائے مصرف ومصرف ایں نذر نزد ایشاں متوسلاں آں ولی می باشند از اقارب وخدم وہمطریقاں وامثال ذالک ہمیں است مقصود نذر کنندگاں بلاشبہ وحکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع۔

(فتاوی عزیزی جلد ا صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ دیوبند)

ترجمہ! اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ اس طعام وغیرہ کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسے حضرت سعد کی والدہ کے کنویں کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے پس اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ اس طعام وغیرہ کا ثواب فلاں ولی کو پہنچے نذر میں ولی کا ذکر اس لیے نہیں کیا جاتا کہ وہ اس نذر کا مصرف ہے اس کا مصرف تو اس ولی کے قریبی

رشتہ دار خدام درگاہ اور ہم مشرب لوگ ہوتے ہیں ولی کا نام صرف اس عمل کے متعین کے لیے لیا جاتا ہے نذر کرنے والوں کا بلاشبہ یہی مقصد ہوا کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی نذر صحیح ہے اور اس کو پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایسی عبادت ہے جو شرعاً معتبر ہے۔

حضرت حکیم الامت کی اس ایمان افروز وضاحت کے بعد کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا اگرچہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں لیکن محض مزید اطمینان کے لیے ایک دو حوالے اور پیش خدمت ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی عزیزیہ میں فرماتے ہیں۔

اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پختہ بخوارند جائز است مضائقہ نیست۔

یعنی اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔

(فتاوی عزیزیہ جلد اول صفحہ ۵ مطبوعہ دیوبند)

اسی صفحہ پر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن جائز است واللہ اعلم۔

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔

حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و بر آں فاتحہ وقل و درود خوانند تبرک می شود و خوردن بسیار خوب است۔ (فتاوی عزیزیہ جلد ا صفحہ ۷۸ مطبوعہ دیوبند)

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل

شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ متبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

شاہ اسماعیل دہلوی کی یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم ۵۵)

پس امور مرجبہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

اب فاتحہ خوانی کا طریقہ بھی شاہ اسماعیل دہلوی کے الفاظ میں سن لیجیے۔

اول طالب را باید کہ باوضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگان نماید و بنیاد تمام و زاری بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔ (صراط مستقیم ۱۱۱ افخر الطابع)

یعنی پہلے طالب کو چاہیے کہ وضو کرے اور نماز کے طریقہ پر دو زانو ہو کر بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام فاتحہ پڑھے اور پھر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلے سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دو ضربی ذکر شروع کرے۔

البتہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر کسی جانور کو ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا اور ذبح کرنے والا مشرک ہوگا اسی طرح اگر کسی شخص کے ذہن میں ایصال ثواب کا تصور تک نہیں بلکہ کسی ولی یا نبی کی لیے محض اس جانور کا خون

بہانے (اراقۃ الدم) کو ہی وہ درجہ قربت سمجھ کر ذبح کرتا ہے تب بھی وہ جانور حرام ہوگا کیونکہ جان کا مالک وہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے جان کو پیدا فرمایا۔ اس لیے اس کو حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ کی چیز کو کسی کے لیے قربان کرے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی میں متعدد بار اس مسئلہ کی تحقیق فرمائی اور ایسے جانور کی حلت وحرمت کا فیصلہ کرنے کے لیے یہی معیار مقرر فرمایا۔ آپ لکھتے ہیں!

فمتی کان اراقہ الدم للتقرب الی غیر اللہ حرمت الذبیحۃ و متی کان اراقۃ الدم للہ تعالی والتقرب الی الغیر بالاکل والانتفاع حلت الذبیحۃ لان الذبح عبارۃ عن الاراقۃ لاعن المذبوح ای الذی یحصل بعد الذبح من اللحم والشحم وعلی ھذا قلنا لواشتری لحما من السوق اوذبح بقرۃ اوشاۃ لاجل ان یطبخ مرقا و طعاما لیطعم الفقراء و یجعل ثوابھا لروح فلان حلت بلا شبھۃ.

(فتاوی عزیزیہ جلد اول صفحہ ۷۵)

یعنی اگر کسی جانور کا خون انہی لیے بہایا جائے کہ اس خون بہانے سے غیر کا تقرب حاصل ہو تو وہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور اگر خون اللہ تعالیٰ کے لیے بہائے اور اس کھانے اور اس سے نفع حاصل کرنے سے کسی غیر کا تقرب مقصود ہو تو ذبح حلال ہوگا کیونکہ ذبح کا معنی خون بہانا ہے نہ وہ جانور جسے ذبح کیا گیا اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ اگر کسی نے بازار سے گوشت خریدا یا گائے یا بکری ذبح کی تا کہ اسے پکا کر فقیروں کو کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی روح کو پہنچائے تو یہ (گوشت گائے بکری) بلاشبہ حلال ہوگی۔

میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان نہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے سوا کسی کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں اور نہ وہ محض اراقۃ الدم (خون بہانے) کو وجہ تقرب سمجھتے ہیں بلکہ ان کے پیش نظر صرف ایصال ثواب ہوتا ہے۔ بفرض محال اگر کوئی شخص اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اسے فوراً تائب ہونا چاہیے مبادا اس گمراہی پر اسکی موت آ جائے نیز ان لوگوں کو بھی خدا کا خوف کرنا چاہیے جو ہر مسلمان پر بلا امتیاز شرک و کفر کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور اس کو اپنی شہرت کے حصول کا آسان اور موثر ذریعہ سمجھتے ہیں۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل ۔ (ضیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۲)

(نمبر ۳۴ _)

مزید وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل حوالہ جات دیکھیں۔

توضیح القرآن ۳۳۹ کشف الاسرار وعدۃ الابرار ۱/۴۵۷ کشف المحجوبین ۱/۸۹ کتاب الوجیز تفسیر قرآن العزیز ۱/۵۰۳ مراح لبید تفسیر النووی ۹۹ اتفسیر یسیر پنجابی ۱/۹ ۲۱۹ تفسیر نبوی .. تفسیر نذیر القرآن تفسیر عزیز البیان ۳۰ تفسیر القرآن انشاء اللہ ۳۰ درس القرآن خواجہ عبدالولی جز ۲ صفحہ ۶ تفسیر ازہری ۲۹ سراج المنیر ۱۱۰ افتح الرحمن ۳۳ تفسیر فتح القدیر شوکانی ۱۴۸ تفسیر مراغی جز ۲ صفحہ ۳۸ ظلال القرآن جز ۸ صفحہ ۶۹ ,۶۸ صاوی ۲ / ۴۷ جمل ۱ / ۱۴۸ عمدۃ التفسیر حافظ ابن کثیر جز ۳ صفحہ ۲ تاج التفاسیر ۱/۳۵ تفسیر نیشا پوری ۲ ۰۲ القسیر نعمانی صفحہ ۱۱۳ تفسیر قادری ۱/ ۳۴ تفسیر القرآن ۲۰۷ تفسیرات

نوٹ یہ حوالہ جات مختلف جگہ سے نقل کیے ہیں۔

کسی کی طرف نسبت کرنا احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر (۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ!

فَاُتِیَ بِکَبْشٍ فَذَبَحَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِیَدِہٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَر ھٰذَا عَنِّیْ وَ عَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ.

پس ایک مینڈھا لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمایا اور کہا بسم اللہ اللہ اکبر یہ میری طرف سے اور میری امت میں سے اس کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔

اخرجہ الترمذی فی الجامع ۱/۲۷۸ و ابو داود فی السنن ۲/۳۲ و احمد فی مسندہ ۳/۳۶۲ و حاکم فی المستدرک ۴/۲۲۹ و سنن دارقطنی ۴/۲۸۴ و زادالمعاد ۲/۳۱۳.

اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے مینڈھا کی نسبت ذبح کرنے کے فوراً بعد اپنی اور اپنی امت میں سے ہر اس شخص کی طرف کی جس نے قربانی نہیں کی اگر کسی جانور کی نسبت غیر خدا کی طرف ہونے سے وہ حرام ہو جاتا تو شارع علیہ السلام کبھی بھی ایسا نہ فرماتے۔

حدیث نمبر (۲)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا!

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ اے اللہ اس کو محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما۔

(اخرجہ ابو داود فی السنن ۳۰/۲ و مسلم برقم ۵۰۹۱ و بغوی فی الشرح السنة ۳۵۷/۴ و بیھقی فی السنن الکبری ۲۸۶/۹ و حاکم فی المستدرک ۵۹۴/۳ و ابن عساکر تھذیب تاریخ ۱۳/۳ وعبدالحق کتاب الاحکام الوسطی ۱۳۲/۴)

اس حدیث مبارکہ میں بھی محبوب رب العالمین نے اپنی اور اپنی اولاد اور اپنی امت کی طرف بعد از ذبح نسبت فرمائی۔

حدیث نمبر (۳)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَحْبَبْتُ اَنْ تَاْکُلَ مِنْ رُطَبِہٖ وَ بُسْرِہٖ وَ تَمْرِہٖ وَتَذْنُوْبِہٖ وَلَاَ ذْبَحَنَّ لَکَ مَعَ ھٰذَا فَقَالَ اِنْ ذَبَحْتَ فَلَا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ فَاَخَذَ عَنَاقًا لَہٗ اَوْ جُدَیًا فَذَبَحَہٗ۔

یارسول اللہ ﷺ میری خواہش ہے کہ آپ رطب بسرہ اور کھجوریں کھائیں اور اس کے ساتھ میں آپ کے لیے ضرور بکری ذبح کروں گا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مگر تو دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا تو انہوں نے بکری کا بچہ نر یا مادہ پکڑا اور اس کو ذبح کیا۔

(اخرجہ الطبرانی فی الصغیر ۹۲/۱ و لفظ لہ و فی الاوسط ۳۲/۳ و ابن حبان فی الصحیح ۳۲۳/۸)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ میزبان رسول اللہ ﷺ نے بھی قبل از ذبح جانور کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی فرمایا (لک) آپ کے لیے اور نبی اکرم

سراپا رحمت ﷺ نے دودھ والی بکری ذبح کرنے سے ان کو منع فرمایا اور انہوں نے بچہ ذبح کیا اگر غیر خدا کی طرف نسبت سے جانور حرام ہو جاتا تو صحابی رسول ﷺ کبھی بھی ایسا نہ کہتے اور آپ ﷺ بھی اس کو ایسا کہنے سے منع فرماتے۔

حدیث نمبر (۴)

عن جابر قال خرج رسول الله ﷺ و انا معه فدخل على امراة من الانصار فذبحت له شاة.

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی معیت میں باہر نکلا تو آپ ﷺ ایک انصاری عورت کے گھر تشریف لے گئے تو اس نے آپ کے لیے بکری ذبح کی۔

(اخرجه الترمذی فی الجامع ۱/۲۴ و بغوی فی الشرح السنة ۱۱/۲۹۴ وابن ابی عاصم فی کتاب السنة ۲/۲۲۴ برقم (۴۱۵۳)

حدیث نمبر (۵)

عن مجاهد ان عبدالله بن عمرو ذبحت له شاة في اهله.

(اخرجه الترمذی فی الجامع ۲/۱۶)

مجاہد کہتے ہیں کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے ان کے لیے اپنے گھر میں ایک بکری ذبح کی۔

نمبر ۴ سے معلوم ہوا کہ انصاری عورت نے آپ ﷺ کے لیے بکری ذبح فرمائی اور راوی نے بھی اس کی نسبت آپ کی طرف ہی کی۔

نمبر ۵ سے معلوم ہوا کہ صحابی نے تابعی کے لیے اپنے گھر میں بکری ذبح کی اگر نسبت سے جانور حرام ہوتا ہے تو وہ لوگ کبھی بھی ایسے فعل کے مرتکب نہ ٹھہرتے۔

حدیث نمبر (۶)

عن جابر من ذبح لضیفه ذبیحةً کانت فداؤه من النّار.

(کنز العمال ۹/ ۲۲۵ برقم ۲۵۸۵۳ و حاکم فی تاریخه)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اس کے لیے دوزخ کی آگ سے فدیہ ہو جائے گا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر انسان کسی کے لیے جانور ذبح کرے اور وقت ذبح اس پر اللہ کا نام ذکر کرے تو وہ جانور حرام نہیں ہوتا اور جو مہمان کے لیے جانور ذبح کرے تو وہ کیا تو اس نے مہمان کے لیے ہے لیکن بوقت ذبح اللہ کا نام ہی لیا ہے تو وہ حرام نہیں بلکہ وہ اس کے لیے دوزخ سے فدیہ ہو جائے گا اس حدیث میں اس ذبیحہ کی نسبت کو رسول اللہ ﷺ نے مہمان کی طرف ہی کیا۔

حدیث نمبر (۷)

حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو قربانیاں کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ دو قربانیاں کیوں کرتے ہیں

فقال انّ رسول اللہ ﷺ اوصانی ان اُضحیَ عنه فانا اُضحی عنه.

پس علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی آپ ﷺ کی طرف سے کیا کروں لہٰذا میں ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ ﷺ کی

(اخرجه ابو داود فی السنن ۲/ ۲۹ و احمد فی مسنده ۱/ ۱۵۰ و حاکم فی المستدرک ۴/ ۲۳۰)

طرف سے کرتا ہوں۔

حدیث نمبر (۸)

عن بریدة قالَ مَن ضَحّٰی عَن وَالِدَیه اَوْ عَن اَبَوَیهِ مَیّتَینِ فَلَه اَجرُه کَامِلاً وَ اَجرُ المَیّت وَ یُقالُ لِرُوحه اِنَّ فُلاناً ضَحّٰی عَنکَ اَوْ تَصَدَّقَ عَنکَ۔

جس نے اپنے فوت شدہ والدین یا ماں باپ کی طرف سے قربانی کی اس کو اسکا پورا اجر ملے گا اور میت کو بھی اور اس کی روح کو کہا جائے گا کہ بیشک تیری طرف سے فلاں نے قربانی کی یا صدقہ کیا۔

(اخرجه موافق الدین فی مرشد الزوار الی قبور الابرار ۱/ ۱۱۷)

حدیث نمبر (۹)

عن عمرو بن شعیب عن اَبِیه عن جَدِّه اَنَّ اِمرَاَةً اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فقالت یا رسولَ اللّٰه ﷺ اِنّی نَذَرتُ اَن اَضرِبَ عَلٰی رَاسِکَ بِا الدُّف قال اَوفِی بِنَذرِک قالت اِنّی نَذَرتُ اَن اَذبَح بِمَکان کَذَا وَ کَذَا مکان" کانَ یَذبَحُ فیه اَهلُ الجَاهِلِیَّة قالَ لِصَنَم قالت لاقالَ لِوَثَنٍ قالت لا

حضرت عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ بے شک ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو عورت نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی اور وہ جاہلیت کا ذبح

قَالَ اَوفِي بِنَذرِكَ۔

(اخرجہ ابوداود فی السنن ۲/۱۱۳)

ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بت کے لیے اس نے عرض کی نہیں فرمایا وثن کے لیے عرض کیا نہیں فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

اس حدیث میں دوسری نذر سے معلوم ہوا کہ معین جگہ پر ذبح کرنے کی نذر بھی جائز ہے بشرطیکہ اس جگہ بت یعنی صنم و وثن کے لیے (یعنی جواہر معدنیہ اور پتھر لکڑی سے بنے ہوئے) نہ ہو تو جائز ہے۔

حدیث نمبر (۱۰)

عن مُحَمَّد بن سيرين حدثنا سلمان بن عامر الضبيّ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ يَقُولُ مَعَ الغُلَامِ عَقِيقَة" فَاهرِ يقُوا عَنهُ دَمًا وَّامِيطُو اعَنهُ الاذى.

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے لہذا اس کی طرف سے عقیقہ کرو اور اس سے تکلیف دور کرو۔

(اخرجہ البخاری برقم (۵۴۷۲) و حاکم فی المستدرک ۴/۲۳۸ و ابو داود ۳/۲۰۲ و الترمذی ۱/۲۸۷ والنسائی ۲/۱۰۸۰ و ابن ماجہ برقم (۳۱۶۴) والطبرانی فی الکبیر ۶/۲۷۴ و شرح مشکل الآثار ۳/۳۷ برقم (۱۰۳۹) وعبدالحق فی کتاب الاحکام الوسطی ۳/۱۳۰ وابن ابی الدنیا فی کتاب العیال ۲/۲۷ برقم ۵۵ و دارمی فی السنن ۲/۸۰

حدیث نمبر (۱۱)

عن سمرة قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُسَمَّى فِيهِ يُحْلَقُ رَأْسُهُ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے ساتویں دن اس کی طرف سے اس کو ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے۔

(اخرجہ الترمذی ۱/۲۷۸ و ابو داود ۲/۳۶ والنسائی ۲/۱۷۰ و ابن ماجہ (۳۱۶۵) و احمد فی مسندہ ۸/۳ ۱، ۲۱۴ و طبرانی فی الکبیر ۷/۲۰۱ والحاکم فی المستدرک ۴/۲۳۷ والطحاوی فی شرح مشکل الآثار ۳/۵۷ برقم (۱۰۳۰) وعبدالحق فی احکام الوسطیٰ ۴/۱۴۰ وابن قیم فی زادالمعاد ۲/۳۱۵ وابن ابی الدنیا فی کتاب العیال ۳۰ برقم ۴۲)

حدیث نمبر (۱۲)

ان عمران ابن حصین لَمَّا احتضر قَالَ اذا اَنَا مِتُّ فَشُدُّونِی علی سَرِيرِی بِعِمَامَةٍ فَاذَا رَجَعْتُم فَانحَرُوا وَاطعَمُوا.

جب عمران بن حصین کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے کہا میری چارپائی پر مجھے میرے عمامہ سے باندھ دینا پھر جب تم واپس جاؤ (جنازہ سے) تو میرے لیے ایک اونٹ کا بچہ ذبح کرنا اور لوگوں کو کھلانا۔

(اخرجہ ابی سلیمان فی وصایا العلما عند حضور الموت ۶۷)

حدیث نمبر (۱۳)

عن عبداللّٰه بن رواحة رضی الله تعالی عنه انه، سمّی شاةً من غنمه لرسول اللّٰه ﷺ و اوصی بها جاريةً له، كانت في الغنم و كان يتعاهدها و ينظر اليها كلما اتى الغنم حتى سمنت و صلحت فجاء يومًا ففقدها من الغنم فسالها عنها فقالت ضاعت ولطم وجهها فلما سُرّي ذالک عنه، اتی النبیّ ﷺ فاخبره، بالقصة فقال لم املک نفسی ان لطمتها قال فاعظم ذالک النبیّ ﷺ وقال لعلّها مؤمنة۔

(کتاب الآثار للامام محمد ۷۸، ۷۹ کراچی)

حضرت عبداللہ بن رواحہ سے روایت ہے کہ بے شک انہوں نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری رسول اللہ ﷺ کے لیے نامزد کر رکھی تھی اور اپنی لونڈی کو وصیت کی کہ اس بکری کی نگہبانی کرے چنانچہ وہ اس کی نگہبانی کرتی تھی اور جب وہ بکریوں میں آتے تو اس بکری کو دیکھتے تھے یہاں تک کہ وہ خوب موٹی اور فربہ ہوگئی ایک دن وہ آئے تو اس بکری کو گم پایا تو اس لونڈی سے اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ وہ بکری ضائع ہوگئی ہے تو انہوں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا پھر جب ان کا غصہ ختم ہوا تو نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو اس واقعہ کی اطلاع دی پھر عرض کیا کہ میں بے اختیار ہو گیا تھا اور غصے پر قابو نہ پا سکا پس رسول اللہ ﷺ پر یہ معاملہ دشوار گزرا اور فرمایا کہ شاید وہ لونڈی ایماندار ہو۔

حدیث نمبر (۱۴)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے تاجدار دو عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کیا

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ صَدَقَةً اِلَی اللّٰہِ وَ اِلٰی رَسُوْلِہٖ ﷺ .	یارسول اللہ ﷺ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاوں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے لیے صدقہ کر کے۔

(اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الوصایا برقم (۲۷۵۷) و کتاب المغازی برقم (۴۴۱۸) و مسلم فی الصحیح برقم (۲۰۱۲) و ابو داود کتاب الایمان و النذر برقم (۳۳۱۷)، ۲/ ۱۱۴ والنسائی ۲/ ۱۳۷ برقم (۳۸۵۴) والترمذی کتاب التفسیر برقم (۳۱۰۲) و احمد فی مسنده ۳/ ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۹ والبیهقی فی السنن الکبری ۱/ ۲۲۵، ۳/ ۱۸۱، ۹/ ۳۵، ۱۰/ ۶۸ و ابن ابی شیبة فی المصنف ۱۳/ ۵۳۵ برقم (۱۸۸۵۳) والبغوی فی الشرح السنة ۶/ ۱۸۲ برقم (۱۶۷۶) والطبرانی فی المعجم الکبیر ۱۹/ ۴۶، ۵۱، ۵۳، ۵۶، ۵۷، ۵۸ برقم (۹۰، ۹۱، ۹۵، ۹۶، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۴) و عبدالرزاق فی المصنف ۵/ ۴۰۵ برقم (۹۷۴۴) و عن ابی لبابة ایضا ۵/ ۴۰۶ برقم (۹۷۴۵) والبیهقی دلائل النبوة ۵/ ۲۸۷ والطبرانی فی الاوسط ۸/ ۲۹۲ برقم (۸۵۳۵) و ابن حبان فی الصحیح ۶/ ۱۵۶ برقم ۳۳۲۹)

حدیث نمبر (۱۵)

ایک عورت اور اس کی بیٹی بارگاہ نبوت میں یمن سے حاضر ہوئیں بیٹی کے ہاتھ

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

میں بھاری بھاری کنگن سونے کے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تعطین زکوۃ ھذا اس کی زکوۃ دے گی اس نے عرض کی نہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

اَیَسُرُّکِ اَنْ یُسَوِّرَکِ اللّٰہُ بِھِمَا یَوْمَ القِیٰمَۃِ سِوَارَیْنِ مِنْ نَارٍ... فَقَالَتْ ھُمَا لِلّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ.

کیا تجھے بھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے اس نے فوراً وہ اتار کر ڈال دیئے اور عرض کرنے لگی کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

(اخرجہ ابو داود فی السنن ۱/۲۱۸ والنسائی ۲/۳۰ والدارقطنی ۲/۱۱۲ والبیھقی سنن الکبریٰ ۳/۱۳۰ و معرفۃ السنن الآثار ۳/۲۹۶)

حدیث نمبر (۱۶)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی اَھْجُرُ دَارَ قَوْمِی الَّتِی اَصَبْتُ بِھَا الذَّنْبَ وَ اَنْخَلِعُ مِنْ مَالِی صَدَقَۃً لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُجْزِیْ عَنْکَ الثُّلُثُ.

یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی قوم کا محلہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر کے باہر آتا ہوں۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا اے ابولبابہ تہائی مال کافی ہے انہوں نے ثلث مال اللہ و رسول کے لیے صدقہ کر دیا۔

(اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر ۳۳/۵ برقم (۴۵۰۹، ۴۵۱۰) و احمد فی مسنده ۵۶۳/۳ (۵۰۳/۳) والحاکم فی المستدرک ۶۳۲/۳ والبیھقی فی السنن الکبری ۱۸۱/۳، ۶۷ وعبدالرزاق فی المصنف ۳۰۶/۵ برقم (۹۷۴۵) و ابن ابی عاصم فی الاحادوالمثانی ۳۴۸/۳، ۳۴۹ برقم (۱۸۹۸، ۱۸۹۹) والبغوی فی الشرح السنۃ ۳۷/۱۰ ومالک فی الموطا کتاب النذور و الایمان باب جامع البیان)

حدیث نمبر (۱۷)

عن ابی هریرہ رضی اللہ تعالی عنہ قال بینما نحنُ فِي الْمَسْجِدِ خرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فقَالَ انطلِقُوا الى يهُود فخرجنا حتّى جئنا بيت المِدْرَاسِ فقَالَ أَسْلِمُوا تَسْلِمُو او اعلَمُو انّ الأرضَ لِلّٰهِ و رَسُولِه وانّى أُرِيدُ اَنْ اُجْلِيَكُم من هٰذهِ الأرضُ فمن يجدُ منكُم بماله شيًا فَلْيَبِعْهُ والّا فاعلَمُو انّ الأرض لِلّٰه و رَسُولِه۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی اکرم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور ہم سے فرمایا یہود کی طرف چلو پس ہم چل پڑے یہاں تک کہ بیت المدراس پہنچے پس آپ نے یہودیوں سے فرمایا اسلام لے آؤ محفوظ ہو جاؤ گے ورنہ اچھی طرح جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور بے شک میں تمہیں اس جگہ سے نکال دینا چاہتا ہوں پس جس کے پاس مال ہے وہ اسے فروخت کر دے ورنہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ بے شک زمین اللہ کی اور اس کے رسول کی ہے

(اخرجہ البخاری فی الصحیح ۴۴۹/۲ برقم (۳۱۶۷، ۶۹۴۴) و مسلم فی الصحیح

باب اجلاء الیہود من الحجاز برقم (۱۷۶۱) و ابو داود ۲/۶۷ برقم (۳۰۰۳) والنسائی فی السنن الکبریٰ ۲۱۰/۵ برقم (۸۶۸۷) والبیہقی فی السنن الکبریٰ ۲۰۸/۹ و احمد فی مسندہ ۴۵۱/۲ والہندی فی کنز العمال ۷۷/۱ والطحاوی فی شرح مشکل الآثار ۵۷/۱۱ برقم (۴۲۷۸)

ان تمام احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تمام اشیاء کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام لیا جس کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کا نام آنے پر اشیاء حرام نہیں ہوتیں۔

اھل کا معنی محدثین اور فقہاء کی نظر میں۔

نمبر (۱) امام نووی

شرح مسلم میں باب التلبیۃ وصفتھا ووقتھا کی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

قولہ تعالٰی وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ای رُفِعَ الصَّوتِ عِندَ ذِبحِهٖ لِغَیرِ ذِکرِ اللّٰهِ.

یعنی اللہ تعالٰی کے قول وما اھل بہ لغیر اللہ سے مراد ہے کہ ذبح کے وقت اللہ کے ذکر کے علاوہ آواز بلند کرنا۔

(مسلم مع نووی ۱/۳۷۶)

نمبر (۲) امام نووی ہی فرماتے ہیں

اَمَّا ذُبِحَ لِغَیرِ اللّٰهِ فَالمُرادُ بِهٖ اَنْ یُذبَحَ بِاسمِ غَیرِ اللّٰهِ تَعالٰی کَمَنْ ذَبَحَ لِلصَّنَمِ والصَّلِیبِ اوالمُوسٰی اوالعِیسٰی ولا کعبۃ و نحو ذالک

بہر حال ذبح لغیر اللہ پس اس سے مراد یہ ہے کہ ذبح کیا جائے غیر اللہ کے نام کے ساتھ جیسے وہ شخص جس نے ذبح کیا بت کے لیے یا صلیب کے لیے یا موسیٰ علیہ

فَكُلُّ هٰذَا حَرَامٌ وَلَا تَحِلُّ هٰذَا الذَّبِيحَةُ سَوَاءٌ كَانَ الذَّابِحُ مُسْلِمًا أَوْ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا نَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِي اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَصْحَابُنَا قَصَدَ مَعَ ذَالِكَ تَعْظِيمَ الْمَذْبُوحِ لَهُ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْعِبَادَةَ لَهُ كَانَ ذَالِكَ كُفْرًا فَإِنْ كَانَ الذَّابِحُ مُسْلِمًا قَبْلَ ذَالِكَ صَارَ بِالذَّبْحِ مُرْتَدًّا وَذَكَرَ الشَّيْخُ إِبْرَاهِيمُ الْمَرْوَزِي مِنْ أَصْحَابِنَا أَنَّ مَا يُذْبَحُ عِنْدَ اسْتِقْبَالِ السُّلْطَانِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِ أَفْتٰى أَهْلُ بُخَارَا بِتَحْرِيمِهٖ لِأَنَّهُ مِمَّا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ الرَّافِعِي هٰذَا إِنَّمَا يَذْبَحُونَهُ اسْتِبْشَارًا بِقُدُومِهٖ فَهُوَ كَذَبْحِ الْعَقِيقَةِ لِوِلَادَةِ الْمَوْلُودِ مِثْلُ هٰذَا لَا يُوجِبُ التَّحْرِيمَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

السلام یا عیسیٰ علیہ السلام اور کعبہ اور اسکی مثل کے لیے ہیں یہ سب حرام ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے چاہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی اس پر امام شافعی نے نص قائم کی ہے اور اس پر ہمارے ائمہ کرام نے اتفاق کیا ہے اور اگر اس کے ساتھ قصد عبادت کا کیا تو یہ کفر ہے اگر ذبح کرنے والا اس سے پہلے مسلمان تھا وہ مرتد ہو گیا اور شیخ ابراہیم مروزی نے کہا کہ جو جانور سلطان کی طرف سے قرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا اہل بخارا نے اس کی تحریم کا فتویٰ دیا اس لیے کہ وہ ما اھل بہ لغیر اللہ ہے۔ رافعی نے کہا کہ اگر ذبح کرے اسکے آنے کی خوشخبری کے طور پر تو وہ مثل عقیقہ کے بچے کی ولادت کے وقت پس یہ حرام نہیں ہے۔

(مسلم مع نووی ۲/ ۱۴۸-۱۴۹)

نمبر (۳) شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں

وَقَالَ مِنْہ' اِبنِ زَید مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہِ ذُکِرَ اسمُ غَیرِ اللّٰہِ مِن اَسمَاءِ الاَوثَانِ الَّتِی کَانُو یَعبُدُونَھَا وَکَذَالمَسِیحُ وَکُلِّ اِسمِ سُوٓآءِ" عَزَّوَجَلَّ.

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۱۰/۲۴ بیروت)

اور ابن زید نے کہا کہ جو نصب پر ذبح کیا جائے دونوں ایک ہی چیز ہیں اور وما اھل بہ لغیر اللہ کا معنی ہے کہ جو اللہ کے نام کے بغیر ان بتوں کا نام لے کر ذبح کیا جائے جن کی وہ لوگ عبادت کرتے تھے اور ایسے ہی مسیح کا نام یا جو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا نام لے کر ذبح کیا جائے حرام ہے۔

نمبر (۴)

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہِ اَیْ مَا ذُکِرَ اسمَ غَیرِ اللّٰہِ عِندَ ذِبحِہٖ کَانَتْ بِفِعلِہٖ عَبَدَۃِ الاَوثَانِ.

(تاج الجامع ۱/۹۴ بحوالہ گیارھویں شریف

وہ جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے (کافر) بتوں کی عبادت کے لیے ایسا کرتے تھے۔

نمبر (۵) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں

اِنَّمَا کُلِّفنَا بِالظَّاھِرِہٖ بِالبَاطِنِ فَاِذَا ذُبِحَہ' عَلَی اِسمِ اللّٰہِ وَجَبَ اَن یُحِلَّ وَلَا سَبِیلَ لَنَا اِلَی البَاطِنِ.

یعنی ہمیں شرح نے ظاہر پر عمل کرنے کا حکم فرمایا باطن کی تکلیف نہیں دی جب اس نے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جانور کا حلال ہو جانا واجب ہوا کہ دل کا ارادہ جان لینے کی طرف ہمیں کوئی راہ نہیں۔

نمبر(۶) امام ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔

قَالَ الْبَزَّازِیُّ وَمَنْ ظَنَّ اَنَّهٗ لَا یَحِلُّ لِاَنَّهٗ ذُبِحَ لِاِکْرَامِ ابْنِ اٰدَمَ فَیَکُوْنُ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَقَدْ خَالَفَ الْقُرْاٰنَ وَالْحَدِیْثَ وَالْعَقْلَ فَاِنَّهٗ لَا رَیْبَ اَنَّ الْقَصَّابَ یَذْبَحُ لِلرِّبْحِ وَلَوْ عَلِمَ اَنَّهٗ نَجَسٌ "لَا یَذْبَحُ فَیَلْزَمُ لِهٰذَا الْجَاهِلُ اَنْ لَا یَاْکُلَ مَا ذَبَحَهُ الْقَصَّابُ وَمَا ذُبِحَ لِلْوَلَائِمِ وَالْاَعْرَاسِ وَالْعَقِیْقَةِ.

(ردالمحتار علی درالمختار ۲۱۸/۵ کوئٹہ)

امام بزازی نے کہا کہ جو اس مہمان کے ذبیحہ کو یہ گمان کرے گا کہ یہ اس وجہ سے حلال نہیں کہ بنی آدم کے اکرام کے لیے ذبح کیا گیا ہے بس ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہو گیا تو یہ گمان کرنے والا قرآن و حدیث و عقل کا مخالف ہے کیونکہ اس میں شک نہیں قصاب نفع حاصل کرنے کیلئے جانور ذبح کرتا ہے پس اس گمان کرنیوالے جاہل پر لازم ہے کہ قصاب کے ذبیحہ کو اور ان ذبیحوں کو جو ولیموں اور شادیوں اور عقیقوں کے لیے کیے جاتے ہیں نہ کھائے۔

نمبر(۷) فتاوی عالمگیری

مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لا لھتھم توکل لانه سمّی اللہ تعالی کذافی التتار خانیه ناقلا عن جامع الفتاوی۔

(فتاوی عالمگیری ۲۸۶/۵ کراچی)

مسلمان نے آتش پرست کی بکری ان کے آتشکدہ کے لیے یا کسی کافر کی بکری ان کے بتوں کے لیے ذبح کی تو وہ (حلال ہے) کھائی جائے گی کیونکہ مسلمان نے ذبح کے وقت اللہ تعالی کا نام لیا ہے ایسا ہی تتارخانیہ میں جامع الفتاوی سے منقول

نمبر(۸) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذُکِرَ اسْمُ غَیْرِ اللّٰہِ عِنْدَ ذَبْحِہٖ

یعنی اس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام ذکر کیا۔

(مسوی شرح موطا ۲/۱۷۳)

نمبر(۹) امام ابو اللیث سمر قندی رحمۃ اللہ علیہ۔

اَلنَّاذِرُ لِغَیْرِ اللّٰہِ اِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبَ اِلَی غَیْرِ اللّٰہِ وَظَنَّ اَنَّہٗ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا دُوْنَ اللّٰہِ فَنَذْرُہٗ حَرَامٌ بَاطِلٌ وَارْتِدَادُہٗ ثَابِتٌ وَاِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبَ اِلَی اللّٰہِ وَ اِیْصَالَ الثَّوَابِ لِلْاَوْلِیَاءِ وَیَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ یَجْعَلُ الْاَوْلِیَاءَ وَ سَائِلُ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اللّٰہِ فِیْ حُصُوْلِ مَقَاصِدِہٖ فَلَا حَرَجَ فِیْہِ وَ ذَبِیْحَۃٌ حَلَالٌ طَیِّبٌ فتاوی ابی الیث.

(بحوالہ گیارھویں شریف)

غیر اللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب عبادت کا ارادہ کیا اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں یہ ہی متصرف ہے نہ کہ اللہ تعالی تو اسکی نذر حرام و باطل ہے اور اسکا مرتد ہونا ثابت ہے اور اگر اس نے نذر سے تقرب الی اللہ کا ارادہ کیا اور اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانے کی نیت کی اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالی کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ متحرک نہیں ہوتا اور وہ اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ تعالی کے درمیان وسائل قرار دیتا ہے تا کہ اس کے مقاصد حاصل ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اسکا ذبیحہ حلال وطیب ہے۔

مخالفین کی نظر میں

نمبر (۱۰) محمد اشفاق الرحمٰن کاندھلوی دیوبندی اسکی شرح میں لکھتے ہیں۔

قَالَ مَالِکٌ وَالفُسُوقُ الذَّبحُ لِلاَنصَابِ جَمعُ نُصُبٍ بِضَمَّتَینِ حِجَارَۃٌ" تُنصَبُ وَ تُعبَدُ اللّٰہ اَعلَمُ۔ امام مالک نے کہا اور فسوق ذبح للانصاب جمع نصب پتھر (بت) جن کو گاڑ لیتے تھے اور پوجتے تھے واللہ اعلم۔

(کشف المغطاعن وجہ الموطا ۳۱۱ کراچی)

نمبر (۱۱) مولوی وحید الزمان غیر مقلد۔

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہِ مَخصُوصٌ بِالحَیوَانِ ثُمَّ اختَلَفُوا فَقَالَ البَعضُ اَلمُرَادُ بِہٖ مَا نُودِیَ عَلَیہِ بِاسمِ غَیرِ اللّٰہِ عِندَ ذِبحِہٖ فَلَو ذُکِرَ عَلٰی حَیوَانٍ اِسمُ غَیرِ اللّٰہِ کَمَا یُقَالُ بَقَرَۃُ السَّیِّدِ اَحمَدَ الکَبِیرِ اَو تَیسُ الشَّیخِ صدرِ الدِّینِ اَو دِیکٌ اَو جَالًا شَاۃٌ ثُمَّ ذُبِحَ عَلٰی اِسمِ اللّٰہِ فَھُوَ حَلَالٌ"۔ وما اھل بہ لغیر اللہ حیوان کے ساتھ مخصوص ہے پھر اس میں اختلاف ہے اور بعض حضرات نے کہا اس سے مراد ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام اس پر پکارنا ہے پس اگر حیوان پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے جیسے کہتے ہیں کہ سید احمد کبیر کی گائے یا شیخ صدر الدین کا مینڈھا یا مرغ پھر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے پس وہ حلال ہے۔

(ہدیۃ المہدی ۳۹ جمعیت اہل سنت لاہور)

نمبر (۱۲) علامہ محمد عبدالحی لکھنوی

اور تفسیر در منثور میں ہے اور اخرج ابن منذر عن ابن عباس وما اھل قال ذبح و اخرج ابن ابی حاتم عن مجاھد وما اھل قال ماذبح لغیر اللہ

انتھی صاحب تفسیر در منثور) نے ابن منذر کے حوالے سے ابن عباس کا قول نقل کیا کہ وما اھل فرمایا ذبح اور ابن ابی حاتم کے حوالے سے مجاہد کا قول نقل کیا کہ وما اہل کہا جو ذبح کیا جائے غیر اللہ کے لیے۔ آگے لکھتے ہیں۔

پس بکرا شیخ سدو وغیرہ کا کہ خاص غیر خدا کے واسطے جان دینا اسمیں منظور ہوتا ہے اور خون بہانا تقربا الی غیر اللہ تعالی مقصود ہوتا ہے حرام ہے نہ ذبیحہ فاتحہ بزرگان کہ جنمیں اراقۃ الدم اللہ تعالی کے واسطے ہوتا ہے اور مقصود ایصال ثواب ہوا کرتا ہے اور جو جانور کہ ہنود چھوڑ دیتے ہیں وہ آیت میں داخل نہیں اور حرمت انکی اس آیت سے ثابت نہیں اسوجہ سے کہ وہاں ذبح نہیں ہوتا بلکہ زندہ رہا کرتا ہے باقی رہی آیت ماجعل اللہ اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ کفار مکہ نے جانوروں میں اپنی رائے سے تحلیل وتحریم کردی تھی کبھی مادہ شتر کو کان شق کر کے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس کا دودھ کسی کو نہیں دیتے تھے اس کو بحیرہ کہتے ہیں اور سائبہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور اس سے کسی قسم کی بار برداری کی محنت نہ لی جاوے۔ حق جل شانہ نے اس حکم کا اول سے ابطال کر دیا اور ماجعل اللہ من بحیرۃ الخ ارشاد فرمایا پس آیت سے صرف انکے احکام کا بطلان ثابت ہوتا ہے نہ تحریم ذبح بحیرہ وسائبہ ہرگاہ یہ امر ممہد ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ جو جانور کہ گنگا پر چڑھائے جاتے ہیں یا بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے ہیں کہ انکو پکڑ کر یا نکال کے ذبح کرنا اسوجہ سے حرام ہے کہ وہ ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہیں اور نہ اسوجہ سے کہ بحیرہ وسائبہ کا ذبح حرام ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ جانور اس رہا کرنے سے ملک مالک سے خارج نہیں ہوتے پس بدون اذن مالک کے ان کا حکم مغصوب ومسروق کا ہوگا اور اگر مالک اجازت دے دے یا اباحت عامہ کردے تو اسوقت

انکو بسم اللہ کہکے ذبح کرنا اور اسکو کھانا درست ہوگا اور حرکت قبیحہ اور نیت شنیعہ ربا کرنے والے سے حکم حرمت کا نہ ہوگا۔ (مجموعہ الفتاوی ۸۹۔۹۰ عمر فاروق اکیڈمی لاہور)

نمبر (۱۴) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

اگر مالیدہ وشیر بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند مضائقہ نیست جائز است (فتاوی عزیزی ۱/ ۳۹ دار الاشاعت العربیہ کوئٹہ) یعنی اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔ اسی صفحہ پر شاہ صاحب لکھتے ہیں!

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن ازاں جائز است۔

(فتاوی عزیزی ۱/ ۳۹)

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔ اور یہی شاہ صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند و بر آن فاتحہ و قل درود و خواندن تبرک میشود خوردن بسیار خوب است۔

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

(فتاوی عزیزی ۱/ ۷۱)

نمبر (۱۴) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی۔

یکے آنکہ برائے اولیا اللہ باشد کہ حق تعالی احسان بایشان و ایصال

ایک جماعت وہ ہے جو اولیاء اللہ کی ہے کہ جنکے ساتھ نیکی کرنا اور انکی (بارگاہ) میں

ثواب با ینها پسندیده میدارد، و ازان جماعة امید مکافات بهتر ازیں متوقع ست که عندالله قرب دارندو مورد عنایت اویند. و دوم برائے عامه مومنین که استغفار برائے ایشان و تصدق برائے ایشان و لباس و طعام دادن برائے ثواب ایشان نیز در جناب الهی پسندیده است چنانچه در باب تصدق عن المیتة حدیثے وارد شده.

ایصال ثواب کرنا خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور اس جماعت اولیاء سے اس سے بہتر بدلے کی امید متوقع ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قرب خاص کے سزاوار ہیں اور اسکی عنایات کے وارد ہونے کا محل ہیں اور دوسرا عام مومنوں کے لیے ہے کہ جنکے لیے استغفار کرنا اور انکے لیے صدقہ دینا اور ثواب پہنچانے کے لیے لباس وطعام خیرات کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ ہے جیسا باب الصدقہ عن المیت میں ایک حدیث شریف وارد ہوئی ہے۔

(مجموعہ رسائل ۲/ ۲۷ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

نمبر (۱۶) فتاوی دار العلوم دیوبند۔

الجواب! اگر غرض اس کی یہ ہے کہ اس بکری کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے صدقہ کروں گا اور ثواب اس کا بروح پرفتوح حضرت پیر صاحب پہنچاؤں گا تو وہ حلال ہے اور بعد ذبح کرنے کے اللہ کے نام پر کھانا اس کا فقراء کو درست ہے اور اگر یہ نیت نہیں ہے بلکہ پیر کے نام پر بطور تقرب ذبح کرنا ہے تو جائز نہیں۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ۱۲/ ۱۳۰ دار الاشاعت کراچی)

By Hazrat Allama Mufti Mohammad Abbas Razavi

نمبر(۱۶) مولوی خرم علی بلہوری۔

شریعت کے مطابق فاتحہ کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ کھانا پکوا کر محتاجوں اور غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے اور یوں کہا جائے الٰہی یہ کھانا تیری نذر ہے اپنے کرم سے اس کا ثواب میری طرف سے پیغمبر علیہ السلام کی روح کو یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو یا شیخ عبد القادر جیلانی کی روح کو یا میرے باپ دادا کی روح کو پہنچا۔ کھانے کا ثواب کچھ درود اور الحمد کو پڑھنے پر موقوف نہیں ہے کھانے کا ثواب علیحدہ اور پڑھنے کا ثواب علیحدہ۔ (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ونصیحۃ المسلمین ۳۷۲ کارخانہ تجارت کتب کراچی)

بحمدہ تعالیٰ ہم نے آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور اقوال وافعال امت سے حقیقت ایصال ثواب کو واضح کرنے کی کوشش کی جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ جب کوئی مسلمان اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رخصت ہوتا ہے تو اس کے پسماندگان اس کے لیے اگر دعائے مغفرت کرتے ہیں تو اس کو نفع حاصل ہوتا ہے اور اگر صدقہ و خیرات اس کی طرف سے کرتے ہیں تو وہ بھی اس کے لیے باعث نفع ہوتا ہے اور اسی طرح حج۔ قربانی۔ تلاوت قرآن مجید اس کی طرف ہدیہ کرتے ہیں تو بھی وہ ان سے نفع حاصل کرتا ہے۔

اسی طرح ایصال ثواب کا کئی طرح سے جائز ہونا، مستحسن ہونا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہونا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہونا اور اسلاف کا طریقہ مبارکہ ہونا ثابت ہے اور جب یہ کام اصلاً ثابت ہے تو اگر کوئی تیسرے دن دسویں دن یا چالیسویں دن کرے تو بھی جائز ہے کیونکہ شرعاً کوئی پابندی نہیں۔

لہٰذا جن لوگوں کی قسمت میں دعا، صدقہ وخیرات، حج، قربانی، تلاوت قرآن

مجید کا ثواب لکھا ہوتا ہے انہیں اللہ تعالی اپنی رحمت سے اس طرح عطا فرماتا ہے کہ اس کے پسماندگان اس کی طرف سے اعمال حسنہ کر کے اسے ہدیہ کرتے ہیں اور جن لوگوں کو رب تعالی ثواب سے محروم رکھنا چاہتے ہیں ان کے پسماندگان کے دلوں میں یہ بات پختہ طور پر ڈال دی جاتی ہے کہ یہ سب کام ناجائز ہیں پس جو کسی کی قسمت میں ہوتا ہے وہی ملتا ہے۔ لہذا میں برادران اسلام کی خدمت میں مودبانہ گذارش کرتا ہوں کہ اگر کوئی دعا نہ کرے صدقہ وخیرات نہ کرے قرآن خوانی کی محافل' قل دسواں چالیسواں وغیرہ (جو قرآن کی تلاوت اور دعائے مغفرت اور میت کے لئے کچھ صدقہ وخیرات کرنے کے لئے منعقد ہوتی ہیں) نہ کرے تو اس سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ کسی کو بخشوانے یا اس کے درجات کی بلندی آپکے ذمہ نہیں اور یہی گذارش ان حضرات سے ہے کہ وہ بھی ان اعمال حسنہ کرنے والوں کو حرام کا مرتکب' بدعتی یا مشرک کہہ کر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

اہل اسلام کا کام لوگوں کو دین کی طرف بلانا ہے بھگانا نہیں اگر موجودہ دور میں کسی کے طریقہ اور عمل میں غیر شرع کام ہو تو اس کو ناجائز قرار دینا چاہیے نہ کہ کسی اچھے عمل کو رد کرنا چاہیے۔ اللہ تعالی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور اس حقیری کاوش کو میرے اور میرے والدین' اساتذہ اور معاونین کے لیے ذریعہ نجات اور کفارہ سیئات بنائے آمین ثم آمین۔

بحرمة النبی الامین المکین علیه افضل الصلوة و اکمل
التسلیم آمین یا رب العالمین.

خادم مناظر اسلام وخاکپائے گلستان چشتیہ بالخصوص آستانہ عالیہ بھیرہ ضلع
سرگودھا۔

قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی غفرلہ۔
بروز جمعرات ۲۹ مارچ ۲۰۰۱ء بوقت ۱۵-۴ بجے۔